www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹--- بے ماڈل ٹاؤن لاہور
نمبر .....

سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام

کا

اسلامی معاشی نظام سے موازنہ

از:- شیخ التفسیر علامہ شمس الحق افغانی

پیش لفظ:- مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رح

ترتیب جدید

مولانا نصیب علی شاہ بخاری

www.KitaboSunnat.com

ادارۃ البحوث والدعوۃ الاسلامیۃ
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ زرگری کوہاٹ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ

از:- شیخ التفسیر علامہ شمس الحق افغانی

پیش لفظ:- مفکر اسلام مولانا مفتی محمود رح

ترتیب جدید

مولانا نصیب علی شاہ بخاری

ادارۃ البحوث والدعوۃ الاسلامیۃ
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ زرگری کوہاٹ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ

230.9
ش م س - ۳۰

ایڈیشن : پنجم
تالیف : شیخ التفسیر علامہ شمس الحق افغانی
سن اشاعت : ۱۹۸۳ء
تعداد اشاعت : گیارہ سو
قیمت : ۱۴/- روپیہ
کتابت : الحرا مارکیٹ پشاور

شعبۂ کمپیوٹر ادارۃ البحوث والدعوۃ الاسلامیۃ

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹ - جے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون .....

ادارۃ البحوث والدعوۃ الاسلامیۃ
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

زرگری کوٹ بالاں
المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹ - جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
فون ...0235...

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صاحب کتاب ایک نظر میں

- ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹۰۰ء کو ترنگزئی چارسدہ میں پیدا ہوئے۔
- آپ مولینا غلام حیدر بن مولینا خان عالم بن مولینا سعد اللہ شہید جہاد سید احمد شہید بریلویؒ کے فرزند ہیں۔
- ۱۹۱۳ء میں سکول تعلیم سے فراغت کے بعد صوبہ سرحد اور افغانستان کے مختلف اکابر علماء سے شرف تلمذ حاصل کیا۔
- ۱۹۲۰ء میں جامعہ دیوبند الاسلامیہ میں داخلہ لے کر سند الفراغ اور معجزیں وہیں علم طب حاصل کیا۔
- فراغت کے بعد ایک عرصہ جامعہ دیوبند کے شیخ التفسیر اور بعد میں جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے استاد رہے۔
- ۱۹۲۷ء میں فتنہ ارتداد اور شدھی تحریک روکنے تھام کے لیے پچاس علماء کی قیادت کر کے راجپوتانہ کے مشہور مناظرہ میں آریوں کے مناظرین کو عبرت ناک شکست دے کر پورے برصغیر میں اپنا علمی لوہا منوایا۔
- کئی بین الاقوامی اسلامی کانفرنسوں میں شرکت کر کے پاکستان کا وقار بلند کیا۔
- تقسیم سے قبل اور بعد میں بھی متحدہ ریاست ہائے قلات کے وزیر معارف رہے۔
- ۱۹۶۳ء میں بہاولپور یونیورسٹی کے شیخ التفسیر اور بعد میں بطور چانسلر خدمات سرانجام دیتے رہے۔
- تفسیر، حدیث اور اسلام و عصریات کے موضوع پر ۱۹ کتابوں کے مصنف ہیں۔
- پشاور یونیورسٹی نے انہیں علمی تحقیقی و خدماتی بنا پر ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری پیش کی۔
- اسلامی نظریاتی کونسل کے اسلامی علوم پر سب سے بڑے محقق رکن رہے۔
- حضرت علامہ کی محنت سے کئی غیر مسلم حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ

حصہ اوّل سرمایہ دارانہ نظام

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	حرفے چند	۱۱
۲	پیش لفظ از مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ	۱۳
	حصہ اول	
۳	سرمایہ دارانہ نظام	۱۷
۴	ماکولات	″
۵	مشروبات	۱۸
۶	ملبوسات وغیرہ	″
۷	مسکن اور غیر فطری ذرائع معاش	″
۸	قمار بازی اور سگریٹ نوشی	۱۹
۹	ملک گیری اور استعمار	۲۰
۱۰	آلات حرب کی تیاری میں صرف دولت۔	″
۱۱	سرمایہ دارانہ جذبہ اور سود	۲۱
۱۲	سرمایہ دارانہ نظام کی دینی تباہی۔	۲۲
۱۳	زوالِ محبت الٰہیہ	″
۱۴	زوال محبتِ انسانیہ	۲۲
۱۵	سرمایہ دارانہ نظام کی اخلاقی تباہیاں۔	۲۳
۱۶	ایثار	۲۴
۱۷	شفقت و رحمت اور سرمایہ داری	″
۱۸	ہمدردی اور خیر خواہی	۲۵
۱۹	شجاعت و سرمایہ داری	″
۲۰	سرمایہ دارانہ نظام کی اقتصادی تباہیاں	۲۶
۲۱	پہلا اقتصادی نقصان	″
۲۲	سرمایہ دارانہ نظام کا دوسرا اقتصادی نقصان	۲۸
۲۳	تیسرا اقتصادی نقصان	″
۲۴	سرمایہ دارانہ نظام کے سیاسی نقصانات	۲۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۵	پہلا سیاسی نقصان	۲۹
۲۶	سرمایہ داری کا دوسرا سیاسی نقصان	۳۰
۲۷	سرمایہ داری کا تیسرا سیاسی نقصان	〃
۲۸	سرمایہ داری کا چوتھا سیاسی نقصان۔	۳۱
۲۹	شراب	〃
۳۰	سگریٹ	۳۲
۳۱	زنا	〃
۳۲	لواطت اور اغلام	۳۳
۳۳	چوری	۳۴
۳۴	سرمایہ دارانہ نظام کا اصلی سرچشمہ یہود ہیں۔	〃
۳۵	سرمایہ دار ممالک کے عوام غریب ہیں	۳۵
۳۶	اکتنازیت نے اشتراکیت کو جنم دیا۔	۳۶
۳۷	سرمایہ داری کی طرح کمیونزم کے بانی بھی یہود ہی ہیں۔	۳۷
۳۸	عیسائی توحید اور یہود ہی ہیں۔	〃

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	حصہ دوم کمیونزم	۳۸
۱	کمیونزم کا تاریخی پس منظر	۳۸
۲	رومی سلطنت	〃
۳	صنعتی انقلاب	۳۹
۴	کارل مارکس	۴۰
۵	کمیونزم کی تباہیاں	۴۲
۶	خونریزی	〃
۷	معاشی تباہی	〃
۸	معاشی ترقی میں کاوٹ	۴۳
۹	کمیونزم شرف انسانیت کا توڑ ہے۔	۴۴
۱۰	کمیونزم فطرت انسانی کے خلاف جنگ ہے۔	۴۶
۱۱	اشتراکیت انسانی اخوت کے خلاف جنگ ہے۔	۴۷
۱۲	سوشلزم مذہب و اخلاق کے آئینہ میں۔	۴۸
۱۳	سوشلزم مزدور اور کاشتکار نوازی کے آئینہ میں۔	۵۰
۱۴	سوشلزم کا مزدور	〃

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۵	سوشلزم مساوات کے آئینہ میں	۵۱
۱۶	انسانی حریت اور سوشلزم	۵۳
۱۷	اشتراکیت کی اشاعت نتیجہ تشدد ہے نہ نتیجہ صداقت	۵۶ / "
۱۸	غریبوں پر تشدد	"
۱۹	زمینداروں پر تشدد	۵۷
۲۰	دینی عقیدہ پر تشدد	"
۲۱	مغربی یا مشرقی بلاک میں ادغام موت ہے۔	۵۹
۲۲	اشتراکی نظام اور انسانی فطرت	"
۲۳	اختصاص فطری کے خلاف جنگ۔	۶۰
۲۴	شخصی آزادی کیخلاف جنگ	"
۲۵	انسانی معاشرے کی تنظیم حاجت باہمی پر مبنی ہے اشتراکیت اس کے خلاف جنگ ہے۔	۶۱
۲۶	اشتراکیت انسانی اخلاق فاضلہ کے خلاف جنگ ہے۔	۶۲
۲۷	اشتراکیت انسان کی فطری تفاوت کے خلاف جنگ ہے	۶۲
۲۸	اشتراکیت میلان الی اللہ کے خلاف جنگ ہے۔	"
۲۹	اشتراکیت کی بنیادی افکار پر تنقید	۶۳
۳۰	پہلا فکر اور اس پر تنقید	"
۳۱	دوسرا فکر اور اس پر تنقید	۶۴
۳۲	تیسرا فکر	۶۵
۳۳	تیسرے فکر پر تنقید	۶۶
۳۴	چوتھا فکر	۶۸
۳۵	چوتھے فکر پر تنقید	"
۳۶	پانچواں فکر ابدی صداقتوں اور وحی سے انکار	۷۲
۳۷	پانچویں فکر پر تنقید	"
	حصہ سوم اسلامی اعتدالی نظام	۷۴
۱	اعتدالیت	"
۲	امور فطریہ انسانیہ کو اپنی	۷۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	حالت پر قائم رکھنا اور اشتراکی بے اعتدالی کی تردید	۷۶
۳	سرمایہ دارانہ بے اعتدالی کی تردید اور امرا و غربا دونوں کے حقوق کی حفاظت	//
۴	اسلام نے اپنے معاشی نظام میں اکتنازی اور اشتراکی معاشی نظاموں کی خامیوں کا ازالہ کیا۔	۷۷
۵	قرآن کا تواتر لفظی و معنوی	۷۹
۶	حرمت متجزی نہیں	//
۷	مسلم اور حربی، عبد اور مولیٰ میں جوازِ ربوا نہیں بلکہ عدم وجوب در بوا ہے۔	۸۰
۸	اسلام نے اکتنازیت اور احتکاریت اور وسائل رزق پر ایک طبقہ کا قبضہ ختم کیا اور اور اشتراکیت کے خلاف شخصی حریت کو برقرار رکھا۔	۸۱
	حکمت تفاوت مالی	۸۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۰	حاجت لباس	۸۳
۱۱	مسکن کی حاجت	//
۱۲	جوشِ عمل کے لیے حریت کی ضرورت	۸۵
۱۳	حرکتِ دولت	۸۶
۱۴	حرکت حیات معاون باطنہ و ظاہرہ۔	//
۱۵	قانون عشر	۸۷
۱۶	قانون نصف عشر	//
۱۷	ربع العشر بلا	//
۱۸	قانون استحبابی، فقرا نوازی حس اخلاقی کے ذریعہ نہ حس عدوانی کے ذریعہ۔	//
۱۹	ابن حزمؒ ضرورت کے وقت اغنیا کے اموال کو فقرا پر برابر تقسیم کرنا لازمی قرار دیتے ہیں اور اس پر اجماع صحابہ نقل کرتے ہیں	۸۸
۲۰	قانون مساوات اور شاہ گدا کی برابری	۹۰
۲۱	اسلامی معاشی نظام میں اشتراکیت	//

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۲	مرافق بلد	۹۲
۲۳	فنار عامہ مشترک ملکیت ہے	//
۲۴	معاون ظاہر عوام کی ملکیت ہے	//
۲۵	خراج اور مالگذاری میں عوام کا حق	۹۳
۲۶	ادار کفایت	۹۳
۲۷	غیر مسلم رعیت بھی اگر محتاج ہو تو وہ بیت المال سے روزینہ کی مستحق ہے۔	//
۲۸	معاشیات اسلام کا تفصیلی نظام	۹۴
۲۹	اسلام کا ہمہ جہتی معاشی حل	
۳۰	اجتماعیت	۹۵
۳۱	انسان کا روحانی پہلو	۹۷
۳۲	انسان کا نفسیاتی پہلو	۹۸
۳۳	انسان کا کائناتی پہلو	۱۰۱
۳۴	انسان کا الٰہی پہلو	۱۰۲
۳۵	اتفاقی تحدید	۱۰۴
۳۶	تقسیم دولت	۱۰۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
	حصہ چہارم	۱۰۷
	(چند اہم مضامین)	//
۱	اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام پر ایک اصولی سیاسی نظر	//
۲	مغربی تہذیب کا اسلامی ممالک میں فاتحانہ داخلہ	۱۰۹
۳	اسلام کی ایرانی اور رومی تہذیب سے ٹکر	۱۱۰
۴	اسلامی تہذیب کی تاتاری تہذیب سے ٹکر	۱۱۱
۵	مغربی تہذیب کی اسلامی تہذیب سے ٹکر	//
۶	قدیم و جدید کشمکش کا اصلی حل	۱۱۳
۷	اسلامی وحدت	۱۱۸
۸	اسلامی یونین	۱۱۹
۹	مسلمانوں کی عددی قوت	۱۲۰
۱۰	پٹرول اور تیل کی قوت	//
۱۱	رقبہ کے لحاظ سے تفوق	۱۲۱
۱۲	جغرافیائی اتصال	۱۲۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۳	جذبہ شجاعت و جفاکشی	۱۲۱
۱۴	دین حق کا جذبہ توحید ہے	″
۱۵	ماضی کی شاندار تاریخ	۱۲۲
۱۶	”مسلم مرکزیت“	۱۲۳
	ا:۔ (صفات نمائندگان) پارلیمنٹ	″
۱۷	ب:۔ اسلامی ڈاول کا کن امور میں اشتراک ضروری ہے	
۱۸	دور حاضر کے افکار کی بنیادی غلطی	۱۲۵
۱۹	عقلی و نقلی کاوشوں کے مقصد کا تعین	۱۲۶
۲۰	بے چینی	″
۲۱	انقلاب	۱۲۷
۲۲	بے چینی کی مثال	″
۲۳	مادیات	۱۲۹
۲۴	مادہ قدیم فلاسفہ کی نظر میں	″
۲۵	مادہ جدید فلاسفہ کی نظر میں	۱۳۱
۲۶	لیست سے ہست ہونا	″
۲۷	عالم انسان سے متعلق علوم	۱۳۵

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۲۸	ایک اعتراض اور اس کا جواب۔	۱۳۶
۲۹	عورت اور مغرب	۱۳۷
۳۰	لواطت	۱۳۹
۳۱	عقلیت جدید اور ماوراء الطبیعیات	۱۴۰
	اتحاد زمانی	″
۳۲	(ا) مبدا عالم	″
۳۳	(ب) منتہی انسان	۱۴۰
۳۴	روحانیات	۱۴۱
۳۵	لامارک کا نظریہ ارتقاء اور چھ دلائل سے اسکی تردید۔	۱۴۲
۳۶	دلیل اول	۱۴۳
۳۷	دلیل دوم	″
۳۸	دلیل سوم	″
۳۹	دلیل چہارم	۱۴۴
۴۰	دلیل پنجم	″
۴۱	دلیل ششم	″
۴۲	ڈارون کا نظریہ ارتقاء اور اس کی تردید	۱۴۵
۴۳	نظریہ ڈارون کی تردید	۱۴۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۴۴	ڈارون کا نظریہ جبر ہے	۱۴۶
۴۵	تمدنی مسائل کے حل میں	۴۸
	انسانی فکر کی حماقت	〃
۴۶	ماورا الطبیعیات اور نہایت	۴۹
	لطیف حقائق کے متعلق فکر	
	جدید کی نارسائی	
۴۷	عقل کی رہنمائی کے لیے	۱۵۲
	وحی کی ضرورت	
۴۸	کتابیات	۱۵۴
۴۹	شخصیات	۱۵۶
۵۰	جامعہ علوم اسلامیہ	۵۹
	ایک طائرانہ نظر	

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرفے چند

آج جب کہ انسانیت قرار قلب کے لیے بے قرار ہے اور اضطراب نفس سے یکسر جان بلب، کمزور اقوام کے خون ناحق سے فخر و تکبر کی چادریں رنگین ہو رہی ہیں۔ نسل و رنگ کے اختیارات نے انسان کو درندہ صفت بنا دیا ہے اگر آج انسانیت اس نغمہ جاوداں کو سننے کے لیے ہمہ تن گوش ہو جائے تو بہت ممکن ہے کہ کرہ ارض کی تقدیر متغیر ہو جائے۔

انسانیت کے تھکے ہارے قافلہ کے لیے بانگ جرس کوئی صدا بن سکتی ہے تو وہ یہی صدائے فضا نواز ہے آج جبکہ دنیا سچائی اور چین کی کھوج میں ہے۔ اب خود ہی کہہ دیں لازوال اور ابدی قرآن سے بڑھکر کون اس کی صداقتوں اور رفیع قدروں کا حامل ہے۔ بنی آدم کی دلسوزی اور دست گیری کا حق کس فکری نظام عمرانی کے قصور میں کس حیاتی فلسفہ کو حاصل ہے۔

اسلام ایک جامع نظام حیات ہے اسلام انسانی مساوات کی بنا پیٹ پر نہیں رکھتا اسلام کے نزدیک معاشی مساوات کا مطلب ہر ایک کو حصول معاش کے مساوی مواقع [illegible]

زیر نظر کتاب اس لحاظ سے اہم بھی اور ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہے کہ آج کے سب سے پیچیدہ موضوع اسلام اور سرمایہ داریت و اشتراکیت کا آئینہ دار ہے اس کتاب میں شیخ التفسیر علامہ شمس الحق افغانی صاحب نے ثابت کیا ہے کہ اسلام بجائے خود مکمل نظام حیات ہے جو انسانی زندگی کے تمام معاملات پر حاوی ہے اور کوئی گوشہ ایسا نہیں جس کے لیے اسلام نے جامع و مانع ہدایات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ دی ہوں وہ آپ کو بتائیں گے کہ سرمایہ داریت کیا ہے اور اس نے کس طرح اخلاقی اور امن و سلامتی کے اقدار کو پامال رکھا ہے اشتراکیت کیا ہے اور اسلام و مسلمانوں کو اس سے کیا کیا خطرات لاحق ہیں یہ کتاب مسلمان قوم کو آنے والے خطرات سے باخبر کرنا چاہتے ہیں۔ کاش ہم باخبر ہو جائیں۔ یہ کتاب جدید تعلیمیافتہ اور مغربی تہذیب کے سیلاب زدگان کے لیے ہدایت کی روشنی ہے کاش ہمیں عمل کی توفیق نصیب ہو جائے۔ جس طرح امام غزالیؒ کے پیافتہ الفلاسفہ، فلسفہ یونان کی عمارت دھڑام سے زمین پر آگری تھی اس طرح غزالی دوران حضرت علامہ صاحب کی یہ کتاب سرمایہ داریت اور اشتراکیت پر کاری ضرب ہے۔

اشاعت اور اس کے مقاصد زیر نظر کتاب کی اشاعت ایک اہم ضرورت کی تکمیل ہے جس کا موجودہ دور میں علماء وطلبہ اور جدید تعلیمیافتہ طبقہ میں شدید احساس ہے جامعۃ علوم اسلامیہ زرگری جو پاکستان کے عظیم ترین دینی تعلیمی درسگاہ اور اپنے دینی دعوت وارشاد کے پروگرام کا اہم ترین ادارہ ہے اس کے ارکان اور بالخصوص مدیر جامعۃ مولانا سید جلال الدین کے تحریک پر اسلام اور عہد حاضر سے متعلق موضوعات پر تحقیق و تسہیر تبلیغ اور دعوت اسلامیہ کے موضوع پر ادارۃ البحوث والدعوۃ الاسلامیہ کے نام سے خالص تبلیغی بنیاد پر ایک مستقل شعبہ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے الحمدللہ کہ ادارہ کو ملک کے ممتاز اہل علم وفن بالخصوص حضرت علامہ شمس الحق افغانی صاحب کی سرپرستی حاصل ہے یہ ادارہ اہل علم حضرات کو اس موضوع پر تحقیق کے لیے بہتر مواقع فراہم کرنے اور رجال کار تیار کرنے کے ساتھ ساتھ اہم کتابوں کو خالص تبلیغی بنیاد پر شائع کرنے کا اہتمام کر رہا ہے تاکہ ایک طرف علماء وطلبہ ان کتابوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے استفادہ کر کے اسلام کی صحیح حفاظت کر سکیں اور اس جدید ہتھیار سے جدید فتنوں کا انسداد کر سکیں اور دوسری طرف جدید تعلیمیافتہ اور مغربی تہذیب کے پرستاروں کے لیے ہدایت کی روشنی نصیب ہو جائے۔

طبع جدید اور سابقہ ایڈیشنوں میں فرق

کتاب ہذا کی سابقہ جملہ ایڈیشنوں اور اس جدید ایڈیشن میں واضح فرق ہے پہلی ایڈیشن بہاولپور یونیورسٹی نے اسلام اور کمیونزم کے نام سے شائع کیا تھا لیکن اس کی ترتیب وطباعت میں متعدد خامیاں تھیں ان خامیوں کو دور کر کے مکتبہ حکمت اسلامیہ نوشہرہ نے دوسری ایڈیشن موجودہ نام سے دوبارہ شائع کیا جو کہ مختصر عرصہ میں نایاب ہو گیا تیسرا ایڈیشن شیخ غلام علی نے لاہور سے جریدی سائز میں شائع کیا جس سے کتاب کی ہمہ گیر حیثیت متاثر ہوتی رہی۔ چوتھا ایڈیشن مکتبہ الحسن لاہور نے شائع کیا لیکن یہ ایڈیشن بھی نامکمل رہی کتاب کی جدید ترتیب واضافہ تو درکنار اس میں حضرت مولینا مفتی محمودؒ کا رہنما پیش لفظ بھی حذف کیا گیا۔ چونکہ کتاب اپنے موضوع پر منفرد حیثیت کی حامل تھی اس لئے ہمیشہ اس کو اپنے مالی منفعت کے لیے استعمال کیا گیا۔ جامعہ علوم اسلامیہ نے کتاب کی ہمہ گیری اور جامعیت کا لحاظ رکھتے ہوئے اس کو جدید اضافوں کے ساتھ شائع کرنے کا اہتمام کیا کتاب کو تبلیغی مقاصد کے تحت شائع کرنے کے لئے حضرت علامہ صاحب سے باقاعدہ اجازت حاصل کیا گیا امید ہے کہ اس پانچویں ایڈیشن سے علمی وادبی میدان میں ایک نیا اضافہ ہو گا اس سلسلہ میں ادارۃ البحوث والدعوۃ الاسلامیہ اپنے معزز ساتھی مولینا حسین احمد کے کاوشوں اور تگ ودو اور دوسرے دوستوں کا از حد شکور ہے اور دربار الٰہی میں مقبولیت کے لئے دعاگو ہیں۔

نصیب علیشاہ بخاری
ناظم ادارہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

از: مفکرِ اسلام مجاہدِ جلیل حضرت مولینا مفتی محمود قائد تحریک نظام مصطفیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ اسلام بجائے خود ایک مکمل نظام حیات ہے۔ جو انسانی، زندگی کے تمام معاملات پر حاوی ہے اور کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جس کے لیے اسلام نے جامع و مانع ھدایات و اصول نہ دیئے ہوں۔

مسلمان گذشتہ دو سو سال سے مغربی طاقتوں کے غلبہ و اثر کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ ان طاقتوں نے اپنی مسلسل جد و جہد سے مسلمان ملکوں کے تمام معاملات و شعبہ ھائے حیات کو اسلامی ھدایات سے جدا کر کے اپنے مفادات کے مطابق سانچوں میں ڈھال دیا ہے۔ یہ سانچے سیاسی بھی ہیں سماجی بھی ہیں اخلاقی بھی ہیں تمدنی بھی ہیں تعلیمی بھی ہیں اور معیشتی بھی ہیں۔

اسلام کے نظامِ حیات کو کاملاً قائم و جاری کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اولاً ان تمام مغربی سانچوں کو توڑا جائے اور ان کی جگہ پر اسلامی اصول و ھدایات کے مطابق نظام جاری کیا جائے۔ آزادی و خود مختاری کے حصول کے بعد مسلمانانِ ملت کے سامنے اولین مہم یہ تھی لیکن مغربی طاقتوں کے اپنے تغیر پذیر سیاسی سماجی و اقتصادی حالات کے ردِ عمل نے خود ان کے اندر سے ان کا ایک مخالف نظام پیدا کر دیا جو اشتراکیت کے نام سے وجود میں آیا اور اب نصف یورپ سے لیکر چین سمیت ایشیا کے وسط تک نفوذ کر گیا ہے۔ یہ نظام اس جدید جہت میں مصروف ہے کہ مغربی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سامراج کی جگہ خود کو قائم کرے۔ اس طرح مسلمانوں کے سامنے سامراجی طاقتوں کے پہلو بہ پہلو یہ نیا چیلنج بھی نمودار ہو گیا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ خالص و مکمل اسلامی نظامِ حیات قائم کرنے کے لیے جہاں یہ ضروری ہے کہ مغربی سامراج کے اثرات و غلبہ کا قلع قمع کیا جائے وہاں پر یہ بھی نہایت ضروری ہے کہ اشتراکیت کو یہ موقع نہ دیا جائے کہ وہ سامراجیت کے خاتمہ سے پیدا ہونے والے خلاء کو پُر کرنے کے لیے آگے بڑھ آئے بلکہ اس کی جگہ اسلامی نظامِ حیات ہی آئے۔

چنانچہ اس نئے چیلنج سے خبردار رہنے کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان اس کی حقیقت سے بھی واقف ہو جائیں۔ سامراجیت کیا ہے؟ اور وہ مسلمان ملت پر کس طرح اثر انداز ہو رہی ہے؟ اس سے تقریباً ہر مسلمان واقف ہے لیکن اشتراکیت کیا ہے اور اسلام و مسلمانوں کو اس سے کیا خطرات لاحق ہو سکتے ہیں؟ اس امر کو ابھی تک بہ تمام و کمال نہیں سمجھا گیا ہے۔

زیرِ نظر کتاب حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی مدظلہ نے اس مقصد کے لیے ہی ترتیب دی ہے کہ مسلمان اس نئے چیلنج سے واقف ہو جائیں اور وقت آنے پر اس کے سدِ باب کے لیے بھی تیار رہیں۔ حضرت مولانا موصوف نے یہ کتاب سرسری انداز میں ہی تحریر فرمائی ہے اور ان قریباً سبھی زیرِ بحث لائے ہیں جو عام طور پر پیش آ رہے ہیں یا آ سکتے ہیں اس اعتبار سے عام مسلمانوں کے لیے اس کی افادیت عیاں ہے۔

اس کے ساتھ ہی ضرورت ہے کہ سرمایہ داریت و اشتراکیت کے ان تمام فنی و فکری پہلوؤں پر بھی جامع و مانع تنقیدی نظر ڈالی جائے جن کا تعلق دین کے وجود، اقتصادی اور سماجی مسائل سے ہے۔ اشتراکیت کے تعلیم و بنیاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داعیوں کے افکار نظریات و منصوبہ سان کے اصل ماخذ سے نقل کر کے ان کی غلطیوں اور پیچیدگیوں کو نمایاں کیا جائے اور ان پر اسلامی اصول وھدایات کی برتری و ھمہ گیری کو واضح کر کے بتایا جائے تاکہ اشتراکیت نے جس حیثیت سے مسائل حاضرہ کو چیلنج کر رکھا ھے، ان کی حقیقت بھی ظاہر ہو جائے اور سرمایہ داری و اشتراکیت کی موجودہ جنگ میں اسلام کا علیحدہ موقف بھی کھل کر سب کے سامنے آجائے یہ کام بھی دراصل علامہ ممدوح ہی اپنے وسیع علم و مطالعہ کی وجہ سے بخوبی انجام دے سکتے ہیں اور زیر نظر کتاب کے بعد اس کی شدید ضرورت ہے۔

موجودہ کتاب بہت بڑی حد تک اشتراکیت کے خدوخال کو نمایاں کر دیتی ہے اور اسلام کے حقیقی پہلو کو واضح کر دیتی ہے اس کے مطالعہ سے بڑی حد تک جدید مسلمان نسل اشتراکیت کے فکری اثرات سے اپنے آپ کو محفوظ رکھنے میں کامیاب رہے گی۔

فقط

محمود عفا اللہ عنہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سرمایہ دارانہ نظام"

وسائلِ معاش اور ضروریات کی تحصیل انسان کے سادہ دور میں نہایت آسان اور سہل تھی درختوں کے پھل، اور شکار، ترکاری و بکری کے گوشت اور سادہ لباس اور معمولی جھونپڑوں اور کچے مکانات اور لکڑی، مٹی کے معمولی ظروف اور برتنوں پر مشتمل زندگی کا دارومدار تھا جو نہایت آسان اور سہل الحصول تھے جس کے لیے نہ وسیع سرمایہ کی ضرورت تھی اور نہ اس کے لئے حبِ مال اور حرصِ شدید کی تشنگی بجھانے کے لیے دوسرے ملک پر قبضہ کرنے کی ضرورت تھی، تاکہ استحصال اور استعمار کی نوبت آتی۔ اس سادہ طرزِ حیات کے بعد تمدن وجود میں آیا اور اس نے بڑھتے بڑھتے دورِ حاضر میں ارتقائی شکل اختیار کی جس کی وجہ سے معاشی ضروریات اور حاجات کا دائرہ اس قدر وسیع ہوگیا کہ اس دور کے ایک متمدن انسان کی ضروریات کا خرچ سادہ دورِ حیات کے سو افراد کی ضروریات کے خرچ کے برابر ہونے لگا۔ اس کا نتیجہ ہوا کہ متمدن زندگی کا ہر فرد بیش از بیش سرمایہ فراہم کرنے کے لیے جدوجہد کرنے لگا جس سے سادہ زندگی عیاشانہ زندگی میں اور کفایت شعاری اور قناعت اسراف اور حرص میں تبدیل ہوئی جو آگے چل کر سرمایہ دارانہ نظامِ حیات کے لیے سنگِ بنیاد بنا۔ عیاشانہ زندگی نے مختلف دوائر میں اپنا عمل ظاہر کیا۔

۱۔ **ماکولات** خوراک کے سلسلے میں تعیش نے ظہور کیا اور مختلف الاقسام کھانے وجود میں آئے اور ان کے لئے مختلف ظروف اور برتن ایجاد ہوئے اور میز پر ان کو ترتیب کے ساتھ رکھنے کے لئے بڑی تنخواہوں کے ماہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فن ملازم رکھنے پڑے۔ جن کی تنخواہ بعض ملکوں میں پانچ ہزار ماہوار تک پہنچی جو چرچل سابق وزیر اعظم برطانیہ کی تنخواہ کے برابر ہے۔

مشروبات تعیش نے پینے کے دائرہ میں بھی توسیع کی اور شراب کے علاوہ سینکڑوں قسم کی بوتلیں استعمال میں آنے لگیں اور شراب نوشی میں حد سے زیادہ اضافہ ہونے لگا۔

۱:۔ امریکہ کے صرف ایک مشروب یعنی شراب کا سالانہ خرچ نو ارب پندرہ کروڑ ڈالر ہے دیکھئے نیویارک کی سرکاری رپورٹ مندرجہ میزان کوئٹہ ۱۶ر جولائی ۱۹۵۲ء۔

۲:۔ ملکہ الزبتھ کے ۳۹ ویں ایک محفل تاج پوشی میں ۳۴ کروڑ روپے کی شراب صرف ہوئی۔ دیکھئے رپورٹ مندرجہ امروز ۳ر جون ۱۹۵۳ء اور عام طور پر انگلستان میں سالانہ شراب نوشی پر چار ارب چوہتر کروڑ کی رقم خرچ ہوتی ہے سچ ۳ مئی ۱۹۳۷ء

ملبوسات وغیرہ مزاج اور زنانہ ملبوسات میں تمدن حاضر کی برکت سے وہ اضافہ ہوا کہ انسان اور کتوں کے علاوہ بے جان دیواروں کی آرائش کو بھی بیش قیمت کپڑوں سے سجایا گیا اور اس کو تمدن کا لازمی جزو سمجھا گیا۔ ملبوسات کے علاوہ انگلستان کی عورتوں کا صرف عطریات کا سالانہ خرچ چھ کروڑ اٹھارہ لاکھ پونڈ ہے (انجام ۲ر اگست ۱۹۵۸ء) امریکہ میں کتوں کے کمبلوں اور تفریح پر سالانہ ۵۲ کروڑ ۵۰ لاکھ ڈالر کی رقم خرچ ہوتی ہے (نقاد لاہور جولائی ۱۹۵۳ء) برطانیہ کا سالانہ خرچ تفریح ایک ارب ۵۲ کروڑ پونڈ ہے۔ (زمیندار ۱۴ر فروری ۱۹۵۱ء)۔

۴۔ مسکن اور غیر ضروری وزنی معاش سرمایہ داروں نے تسکین خواہشات کے لئے وہ عمارتیں بنائیں اور ان پر وہ گراں بہا رقومات صرف کی گئیں کہ جو انسانی آبادی کے بڑے حصہ کی ضروریات حیات کے لئے کافی ہو سکتی تھیں۔ اس کے علاوہ سرمایہ دار افراد نے اپنی تسکین شہوت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے زنا کی دلالی اور رقص و سرود کے وہ پیشے ایجاد کئے جس نے صنفِ نازک کے ایک بڑے طبقے کو معاشرے کے ضروری کاموں سے کاٹ کر ان غیر فطری اور مخرب اخلاق پیشوں میں لگا دیا۔ بلکہ سرمایہ داروں کی مزید تسکین کے لیے افسانہ نویسی مسخرہ گوئی اور سینماؤں کی فحش تصاویر کی دنیا بھی وجود میں آئی۔ یہاں تک کہ مسلمان بھی اس کی نقل اتارنے میں فخر محسوس کرتے ہیں جس کو دیکھ کر اقبال مرحوم کو یہ کہنا پڑا۔

وہی بت فروشی وہی بت گری ہے — سینما ہے یا صنعتِ آزری ہے

وہ مذہب تھا اقوامِ عہدِ کہن کا — یہ تہذیبِ حاضر کی سوداگری ہے

ایک مشہور مسخرے چارلی چپلن کی آمدنی تمام ملکوں کے وزیر اعظموں سے زیادہ تھی۔

۵:۔ قمار بازی اور سگریٹ نوشی سرمایہ دار تمدن کی تسکینِ شہوت جب امورِ بالا سے پوری نہ ہوئی تو تمدنِ حاضر نے قمار بازی کی مختلف شکلوں کو جزوِ زندگی بنا دیا۔ چنانچہ سرکاری رپورٹ کے مطابق یورپی دنیا صرف قانونی جوابازی پر ہر سال تیس ارب ڈالر کی رقم خرچ کرتی ہے جو ایک کھرب روپے سے زیادہ ہے اور جس سے پوری دنیا کی آبادی کئی سال تک پل سکتی ہے۔ غیر قانونی جوا اس کے علاوہ ہے (دیکھئے کوہستان ۳۰ دسمبر ۱۹۵۸ء) تمدنِ حاضر کی برکت سے امریکہ میں سالانہ ۴ کھرب ۲۳ ارب سگریٹ خرچ ہوتے ہیں۔ جاپان میں ۹ ارب برطانیہ میں ایک کھرب ۱۱ ارب، فرانس میں ۳۶ ارب، مغربی جرمنی اور اٹلی میں ۳۶ ارب، میکسیکو میں ۲۷ ارب اسی کروڑ، کینیڈا میں ۲۱ ارب، جنوبی کوریا میں ۱۴ ارب ۳۰ کروڑ۔ فلپائن میں ۱۳ ارب ۳۰ کروڑ صرف ہوتے ہیں۔ (دیکھئے رپورٹ مندرجہ انجام ۱۰ فروری ۱۹۵۵ء) جس کی قیمت کم از کم ۵۰ ارب ۵۲ کروڑ ۵۰ لاکھ روپے ہے جو یقیناً پوری دنیا کی ضروریات کے لئے کافی ہیں۔ لیکن یہ رقم سگریٹ کی شکل میں آگ میں پھونکی جاتی ہے پھر بھی وہ عقلمند کہلاتے ہیں دیوانے

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اگر ایک آدمی صرف ۵ روپے کا نوٹ آگ میں جلا دے تو بالاتفاق دیوانہ کہلائے گا
۔بیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا

ملک گیری اور استعمار سرمایہ دار نظام کے مذکورہ شیطانی اخراجات کے لئے چونکہ ملکی آمدنی کافی نہیں ہوتی، اس لیئے یہ نظام استعمار کو جنم دیتا ہے تاکہ دیگر ممالک کی پیداوار پر قبضہ کر کے ان اخراجات کو پورا کیا جا سکے۔ اس کے علاوہ ان کے اپنے ملک میں اپنی مصنوعات کی مانگ محدود ہوتی ہے اسی لئے ایسے سرمایہ دار ممالک ان زوائد مصنوعات کو فروخت کرنے کے لئے دیگر ممالک میں منڈیاں تلاش کرتے ہیں تاکہ اپنی مصنوعات کی نفع بخش تجارت سے اپنی عیاشیانہ ضروریات کو پورا کر سکیں۔ اسی قسم کی وجوہات چونکہ ہر سرمایہ دار ملک کرتا ہے اسی لئے ہر حکومت چاہتی ہے کہ دوسرے ممالک پر [illegible] استعماری طور میں زیر اثر رکھ کر اپنی تجارت کو فروغ دے سکے اور [illegible] کے لئے مختص کر سکے۔ دیگر ممالک پر درآمد کا محصول بڑھا دے [illegible] کی قیمت نسبتاً زیادہ ہو۔ اور اپنی مصنوعات کا محصول برائے نام ہو تاکہ سستا ہونے کی وجہ سے زیادہ مقدار میں ان کو فروخت کیا جا سکے۔ ان استعماری مقاصد کی کشمکش میں اکثر جنگ کی بھی نوبت آجاتی ہے اور استعماری قومیں آپس میں ٹکرا جاتی ہیں۔ اسی لئے استعمار جنگ کو جنم دیتا ہے اور استعماری قوتوں میں آلاتِ حرب کی تیاری کی دوڑ شروع ہو جاتی ہے اور پھر وہ سرمایا جنگ کے سامان پر خرچ ہونے لگتا ہے۔ جو ضروریاتِ حیات ہی کے لئے مخصوص تھا۔

آلاتِ حرب کی تیاری میں صرف دولت

تمام سرمایہ داری کے تحت ہر ملک اپنی قوت میں اضافہ کرتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تاکہ دوسرے ممالک ان کے استعماری مقاصد میں خلل انداز نہ ہوں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ملک کی دولت کا اکثر حصہ گولہ بارود کی شکل میں آگ میں پھونک دیا جاتا ہے اور اقوام عالم کی معاشی حالت کمزور ہو جاتی ہے۔ اس وقت استعماری حکومتوں کے جنگی اخراجات حد سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ لیکن سولہ سال پیشتر کے جنگی اخراجات بھی کچھ کم نہیں ۱۹۵۲ء میں امریکہ کا جنگی بجٹ ۹۰ کھرب ڈالر تھا (کوثر ۵ اپریل ۱۹۵۲ء) جس سے صدیوں تک پوری انسانی آبادی کی ضروریات پوری کی جا سکتی تھیں۔ امریکہ نے اتنی بڑی دولت کو خالی استعماری مقاصد کے لئے صرف کیا یا نذر آتش کیا، ۹۰ کھرب ڈالر کی بجائے اگر ایک انسان صرف نو روپے برباد کرے تو دیوانہ کہلائے گا لیکن نو سے کھرب ڈالر برباد کرنے والے امریکہ کو کوئی پاگل نہیں سمجھتا بلکہ سب اس کو عقل مند قرار دیتے ہیں۔

اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ۔ اس سے یہ نہ سمجھا جائے کہ جنگ کے سامان پر رقم صرف نہ کی جائے۔ بلکہ مقصد یہ ہے کہ جنگ برائے ظلم پر رقم خرچ نہ ہو کہ ایسی جنگ بڑا انسانی جرم ہے۔ نہ جنگ برائے اقامت عدل کہ وہ درحقیقت بڑی انسانی خدمت ہے اور اس میں عالمی حقوق کے تحفظ کا راز مضمر ہے۔

جنگ شاہانِ جہاں غارتگری است　　جنگ مومن سنت پیغمبری است

سرمایہ دارانہ جذبہ اور سود

سرمایہ دارانہ نظام کے تحت آج کل سودی کاروبار کو جو وسعت نظر آ رہی ہے اس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ سرمایہ دارانہ نظام نے سودی کاروبار کو جزء زندگی بنا دیا ہے۔ یہاں تک کہ سرمایہ دار ملکوں میں کسی محتاج ترین فرد کو پانچ روپے بلا سود بطور قرضہ نہیں مل سکتے۔

اب ہم اکتنازیت اور سرمایہ دارانہ نظام کے وہ نقصانات اور تباہیاں مختصر طور پر بیان کرتے ہیں۔ جو اس نظام کی بدولت مہلک جراثیم کی شکل میں انسانی معاشرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پیوست ہو چکے ہیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کی دینی تباہی

۱۔ زوالِ محبتِ الٰہیہ دین کی روح یہ ہے کہ دل میں اللہ کی محبّت راسخ اور مضبوط ہو اور قلب پوری یکسوئی کے ساتھ اللہ کی طرف جھکے۔ اسی جھکاؤ کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ دل پر اللہ کی عظمت اور مخلوقِ خدا کی شفقت کا رنگ چڑھتا ہے۔ اس سے اللہ اور انسان کے حقوق کے تحفّظ کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے اور پوری زندگی الٰہی ہدایات کے قالب میں ڈھل جاتی ہے لیکن سرمایہ داروں کی محبّت کا رُخ مال اور سرمایہ بڑھانے کی طرف پلٹ جاتا ہے۔ اور ان کی پوری زندگی سرمایہ میں اضافہ کرنے کے لئے وقف ہوتی ہے اور اللہ اور اس کی مخلوق سے محبّت کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے بلکہ حیوانات کی طرح کسی پابندی کو قبول کئے بغیر وہ سب کچھ کر ڈالتا ہے جس سے اس کی سرمایہ میں اضافہ ہو۔ خواہ سود ہو۔ خواہ رشوت، خواہ غصب و قمار بازی۔ گویا سرمایہ اس کے لئے دین سے بغاوت کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔ کَلَّآ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰٓی اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنٰی۔ یوں نہیں بلکہ انسان اللہ کے قانونِ انصاف کا باغی بن جاتا ہے۔ جب وہ غنی بن جاتا ہے۔

۲۔ زوالِ محبتِ انسانیہ تکمیلِ انسانیّت کے لیے انسان کو اللہ اور دیگر انسانوں کے ساتھ ارتباط ضروری ہے جس کی بنیاد محبت پر قائم ہے جب سرمایہ کی محبّت غالب آجاتی ہے تو یہ اللہ اور بنی نوع انسان دونوں کی محبّت کو ختم کر دیتی ہے جس کی وجہ سے الٰہی اور انسانی حقوق کی ذمّہ داری کا احساس فنا ہو جاتا ہے اور فرد کا رشتہ محبّت جماعت سے کٹ جاتا ہے اور شخصی مفاد غالب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونے کی وجہ سے اس سے معاشرے میں بے شمار مفاسد پیدا ہو جاتے ہیں اور ان میں روز بروز اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ محبت کا تقابلی فلسفہ یہ ہے کہ جب ایک شے کی محبت میں حد سے زیادہ اضافہ ہو تو اسی تناسب سے دوسری شے کی محبت میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے بلکہ بالتدریج اس کی محبت فنا ہو جاتی ہے ایک شخص کی دو بیویاں ہوں تو جب ایک کی محبت زیادہ ہو جاتی ہے تو دوسری بیوی کی محبت میں لامحالہ کمی آئے گی اسی فلسفہ کے تحت سرمایہ دار پر حبِ ذات و مال غالب آجاتی ہے اور حبِ انسان مغلوب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ دیگر انسان کی محبت اگر کسی وقت اس کے دل میں پیدا ہوا تو وہ بھی جب کہ اس انسان سے اس کو کوئی غرض اور نفع وابستہ ہو۔ یہ بالواسطہ محبت درحقیقت حبِ انسان عمومی نہیں بلکہ حبِ ذات ہے کہ اس کی ذات کا کوئی فائدہ اس سے وابستہ ہوا ہے ورنہ اس کا دل ذاتی مفاد کے سوا کسی طرف پلٹتا نہیں۔ نہ خدا کی طرف، نہ بنی نوع انسان کی طرف۔ تو درحقیقت اس کا دل قلب ہی نہ رہا کیونکہ قلب اور دل کا کام پلٹنا ہے۔ وَمَا سُمِّيَ الْاِنْسَانُ اِلَّا لِاُنْسِهٖ وَمَا الْقَلْبُ اِلَّا اَنَّهٗ يَتَقَلَّبُ جب اُنس اور محبت اور دل کا دوسرے کے مفاد کی طرف پلٹ جانا ایک انسان میں باقی نہ رہے تو وہ درحقیقت انسان ہی نہ رہا۔ اگرچہ اس کی صورت انسان ہو جیسے کاغذی گھوڑا گھوڑے کی صورت رکھنے کے باوجود حقیقی گھوڑا کہلانے کا مستحق نہیں۔ بقول عارف رومی ؎

آنچہ می بینی خلاف آدم اند　　نیستند آدمی خلاف آدم اند

سرمایہ دارانہ نظام کی اخلاقی تباہیاں

اس نظام سے اخلاقِ فاضلہ کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور اخلاقِ رذیلہ کا استحکام پیدا ہوتا ہے انسانیت کے بلند اخلاقی اقدار حسب ذیل ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- ایثار: یعنی اپنے مفاد کو دوسرے انسانوں کے مفاد پر قربان کر دینا۔

۲- رحمت و شفقت: یعنی دوسرے انسانوں کی حاجت مندی اور دکھ سے متاثر ہونا اور اس تاثر کے تقاضا پر عمل کرنا۔

۳- خیر خواہی: جس کو عربی میں نصیحت کہتے ہیں۔ جس کا معنی ہے دوسرے انسانوں کے نفع و ضرر کو اپنا نفع و ضرر سمجھنا اور اس کے مقتضی پر عمل پیرا ہونا۔

۴- شجاعت: یعنی بہادری جس سے انسانیت کے بلند ترین مقاصد کے لئے جان کی قربانی دینا۔

۵- سخاوت: بنی نوع انسان کی حاجت روائی کے لئے مال کو قربان کر دینا۔ یہ وہ بنیادی اخلاق ہیں جن کے حسن و خوبی پر اقوام عالم متفق ہیں اور جن کو انسان کے فطری کمالات سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اور یہ وہ روشن خوبیاں ہیں۔ جو تمام انبیاء علیہم السلام کے متفقہ ہدایات کا لبِّ لباب ہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام سے انسان جس سانچے میں ڈھل جاتا ہے اس میں اخلاق پنجگانہ کے لئے گنجائش باقی نہیں رہتی۔

۱ ایثار سرمایہ دار جب اپنے محتاج بھائی کو بلا سود ایک کوڑی نہیں دے سکتا تو اس میں ایثار کہاں سے آئے گا بلکہ ایثار کی جگہ سرمایہ دارانہ نظام نے اس کے دل میں حرص اور شخصی مفاد کا تخم بو دیا ہے۔ اس کے جذبۂ حرص کا تقاضا تو یہ ہے کہ فقر و افلاس، محتاجی اور مصیبت اور بڑھے تاکہ سودی کاروبار خوب چمکے۔

۲ شفقت اور رحمت اور سرمایہ داری ایسا شخص جس کو سرمایہ دارانہ نظام نے سود کا خوگر بنا دیا ہے اور وہ افزائش دولت کے جذبہ سے سرشار ہے، وہ اپنی کامیابی اس میں منحصر سمجھتا ہے کہ فقراء اور محتاجوں کی تعداد میں روز افزوں اضافہ ہو تاکہ سودی بازار کی خوب چلت ہو اور عوام کی محتاجی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے فائدہ اٹھا کر دولت میں اضافہ کیا جا سکے چور ڈاکو کے لئے یہ ممکن ہے کہ کسی وقت اس کا دل بدل جائے اور شفقت و رحمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر چوری اور ڈاکہ چھوڑ دے۔ لیکن سود خور کی سود خوری سے باز آجانا اور تائب ہو جانا ممکن نہیں خاص کر جب قانونِ وقت میں وہ جرم بھی نہ ہو۔ اس لیئے سود خور کا دل انسانی شفقت و رحمت سے خالی ہوتا ہے۔

۳۔ ہمدردی اور خیر خواہی جس سرمایہ دار کی روزی اور نفع اندوزی دوسروں کی مصیبت غربت و افلاس پر مبنی ہو۔ اس میں ہمدردی کا جذبہ کیونکہ پیدا ہو سکتا ہے؛ ہمدردی کا معنی تو یہ ہے کہ دوسروں کا نفع اپنا نفع اور دوسروں کا ضرر اپنا ضرر سمجھیں۔ لیکن یہاں تو بقول متنبی دوسروں کی مصیبت کو وہ اپنا فائدہ سمجھتا ہے۔ ؎ مصائب قوم عند قوم فوائد

شجاعت اور سرمایہ داری شجاعت اس کا نام ہے کہ ایک آدمی منفعت عامہ اور انسانیت کے بلند مقاصد کے لئے جان کی قربانی دے۔ لیکن سرمایہ دارانہ نظام کا ایک فرد جب ایک محتاج کی حاجت روائی کے لئے بلا سود پانچ روپے نہیں دے سکتا تو وہ جان کی قربانی کب دے سکے گا۔؟

یہی وجہ ہے کہ سود خور اقوام سخت بزدل اور شجاعت سے خالی ہوتی ہیں۔ ایسی قومیں جب فوج کو لڑاتی ہیں تو شراب نوشی کے ذریعہ مصنوعی شجاعت پیدا کرنے کی کوشش کرتی ہیں۔ لیکن حقیقت پھر بھی نہیں بدلتی۔ جس کی بڑی دلیل دنیا کی عظیم ترین سرمایہ دار ملک امریکہ کی وہ جنگ ہے جو وہ گذشتہ چند سالوں سے اپنے بے پناہ وسائل کے ذریعہ ایک چھوٹی غیر ترقی یافتہ معمولی ریاست سے لڑ رہی ہے۔ یعنی شمالی کوریا اور شمالی ویٹ نام کے ساتھ۔ امریکہ نے ان دونوں لڑائیوں میں اپنی پوری قوت جھونک دی لیکن نہ وہ شمالی کوریا کو شکست دے سکا اور نہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شمالی ویٹ نام کو شکست دے سکتا ہے اور نہ دے سکے گا۔ ان دونوں جنگوں نے ثابت کر دیا کہ سرمایہ ار سود خور قومیں بنیوں کی طرح بہادری سے خالی ہوتی ہیں اور بہادری کے بغیر مشینی طاقت فیصلہ کن نہیں۔

اخلاقی اعتبار سے امریکہ صفر ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ اس صفر قوم کو سائنسی آلاتِ حرب اور دولت کا حفاظتی قلعہ کب تک محفوظ رکھ سکتا ہے غالباً جب سرمایہ دار اقوام کی اسلحہ سازی کا ہنر معمولی اقوام میں پھیل جائے گا۔ اگرچہ امریکہ اور یورپ کے برابر نہ ہو تو وہ وقت ان ممالک کی تباہی کا وقت ہوگا اور انسان اور انسان کی جنگ ہوگی تو جس قوم میں اخلاقی اقدار کی برتری ہوگی، وہی فتح پائے گی۔

سرمایہ داری نظام کی اقتصادی تباہیاں

پہلا اقتصادی نقصان کسی قوم کی اقتصادی حالت اس وقت بہتر ہو سکتی ہے کہ قوم کے تمام افراد کو ضروریاتِ زندگی میسر ہوں اور کوئی فرد ضروریاتِ حیات سے محروم نہ ہو لیکن اگر ایک قوم کے محدود چند افراد کے پاس دولت اور ضروریات کے انبار لگے ہوں اور اکثر افراد ضروریاتِ حیات سے محروم ہوں تو یہ قومی حیثیت سے اقتصادی انحطاط ہے، ترقی نہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام کا یہ خاصہ ہے کہ دولت کو چند افراد یا خاندانوں میں محدود رکھتا ہے جس کو وہ افراط کے ساتھ شیطانی اور مسرفانہ اخراجات میں صرف کرنے کے باوجود ختم نہیں کر سکتے اور قوم کی باقی اکثریت مفلوک الحال ہوتی ہے۔ غربت اور افلاس کا دائرہ اس نظام کی وسعت کے انداز پر ہوگا۔

جس قدر ممالک اور اقوام پر سرمایہ دار ملک بالذات یا بالواسطہ اقتدار قائم کر لیتا ہے ان سب ممالک کی پوری آبادی کی اکثریت مفلوک الحال اور فاقہ مست ہو جاتی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام دولت کے خون کو جذب کرنے میں ایک طاقتور جونک کی طرح ہے کہ جہاں اس کا اثر پہنچا وہاں سے اس نے دولت کا خون چوس لیا۔

آج کل دنیا کے اکثر حصوں پر بالذات یا بالواسطہ سرمایہ دار ملکوں کا اثر ہے اس لیے دنیا کی پوری آبادی کی اکثریت فاقہ میں مبتلا ہے۔ اگرچہ مشینی آلات زراعت اور آبپاشی کے سائنسی وسائل کے ذریعہ زمینی پیداوار بڑھانے میں انتہائی کوشش کی گئی اور کی جارہی ہے۔ پھر بھی ان کو سرمایہ دارانہ نظام کی لائی ہوئی بھوک دور کرنے میں کامیاب نہ ہوسکی۔ جس کی بڑی دلیل اقوام متحدہ کی سماجی رپورٹ مندرجہ انجام کراچی ۱۷ مئی ۱۹۵۳ء ہے جس میں درج ہے کہ:

"دنیا کی آبادی کا نصف حصہ فاقہ کشی اور ضروریات مہیا نہ ہونے کی وجہ سے بیماری میں مبتلا ہے۔"

معلوم ہوا کہ دنیا کی نصف آبادی کے پاس نہ خوراک کے لئے روپیہ ہے اور نہ علاج کے لئے دوا کی قیمت۔ کیونکہ سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے زمین کی مجموعی دولت بقدر ضرورت تمام انسانوں کے حصہ میں نہیں آئی۔ بلکہ چند مہاجنوں کارخانہ داروں اور سوداگروں میں بند ہوگئی ہے دولت اجتماعی زندگی کے لئے ایسی ہے۔ جیسے خون شخصی زندگی کے لئے۔ اگر بدن سے حاصل شدہ خون کسی ایک عضو میں بند ہوجائے تو باقی اعضا کی نشوونما کے لئے کیا بچے گا؟ اور ایسی صورت میں ان کا کیا حال ہوگا؟

اسی طرح انسانیت بھی ایک واحد وجود ہے اور مختلف طبقات مختلف اعضا ہیں۔ اگر ایک طبقہ یعنی امرأ انسانی مادۂ حیات یعنی وسائل رزق پر قابض ہوجاتا ہے تو باقی طبقات کی محرومی یقینی ہوجاتی ہے۔ قرآن مجید نے مال کو مادۂ حیات انسانی قرار دیا ہے۔

وَلَا تُؤْتُوا السُّفَهَاءَ أَمْوَالَكُمُ الَّتِي جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ قِيَامًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم نادانوں کے ہاتھ میں مال مت دو جس سے تمہاری زندگی قائم ہے۔

آج کل انسانی اموال پر تقریباً سفہاء اور بے وقوفوں کا قبضہ ہے جس کو وہ بیجا اڑا کر خرچ کرتے ہیں، جیسے آگے چل کر بیان ہوگا۔ مادۂ حیات مال ہے اجتماعی زندگی کے لئے، جس طرح خون شخصی زندگی کے لئے مادہ حیات ہے، تو مادہ حیات کا چند افراد یا خاندانوں میں بند ہو جانا نامعقول ہے بلکہ خون کی طرح اس کی گردش اور حرکت ضروری ہے۔ قرآن مجید نے مال غنیمت پوری فوج پر تقسیم کرنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ لِكَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ۔ تاکہ مال صرف دولت مند طبقے میں چکر نہ لگائے بلکہ دیگر افراد بھی اس سے متمتع ہو سکیں۔

سرمایہ دارانہ نظام کا دوسرا اقتصادی نقصان

سرمایہ دارانہ نظام میں ناجائز کمائی کی وجہ سے مثلاً رشوت، قمار بازی، عقودِ فاسدہ، غصب، نہب، اسمگلنگ وغیرہ کی وجہ سے ایک خاص طبقہ میں افراطِ زر پیدا ہو جاتا ہے جس سے ضروریات زندگی کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں اور عوام قوتِ خرید نہ ہونے کے باعث ضروریات کی خرید سے عاجز ہو جاتے ہیں لہٰذا وہ غربت و افلاس اور فقر و فاقہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ صرف ایک قلیل طبقہ خوشحال ہوتا ہے لیکن عوام کی حالت قابلِ رحم ہوتی ہے اس لیے عوام کی اقتصادی حالت ناہموار ہو جاتی ہے۔

سرمایہ دارانہ نظام کا تیسرا اقتصادی نقصان

عوام جب محنت کر کے بھی افراطِ زر اور اشیائے صرف کی قیمتیں بڑھ جانے کی وجہ سے اس کو نہیں خرید سکتے اور باوجود مشقت کرنے کے بھوک اور افلاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مبتلا رہتے ہیں تو اجرتِ عمل کے اضافہ کے لئے ہڑتالوں کی نوبت آتی ہے جب اس سے بھی مقصد پورا نہیں ہوتا تو ان کے جذبۂ عمل اور جوشِ محنت میں کمی پیدا ہو جاتی ہے جس سے کسبِ مال کی تحریک کمزور ہو جاتی ہے اور برآمد کی کمی کی وجہ سے عمومی معاشی حالت خراب ہو جاتی ہے۔ سرمایہ دار ممالک میں روزمرہ ان امور کا مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔

سرمایہ داری کا پہلا سیاسی نقصان

مستحکم حکومت کے لئے یہ ضروری ہے کہ عوام مطمئن ہوں اور ان میں باہمی چپقلش اور طبقاتی خصومت اور منازعت نہ ہو لیکن سرمایہ دارانہ نظام کا خلاصہ ہے کہ اس میں امیر امیر تر اور غریب غریب تر ہونے لگتا ہے جس سے طبقاتی جنگ پیدا ہو جاتی ہے اور جب عوام یہ محسوس کرنے لگتے ہیں کہ اس جنگ اور خستہ حالی کا اصل سبب وہ حکومت ہے جو اس نظام کی حفاظت کرتی ہے اس نظام کو قائم رکھنا چاہتی ہے تو عوام کی نفرت کا رُخ حکومت کی طرف پھر جاتا ہے اور عوام حکومت میں کشمکش شروع ہو جاتی ہے اور ننگ آمد بجنگ آمد کے اصول کے تحت عوام اور حکومت کے تصادم کا ایک طویل سلسلہ قائم ہو جاتا ہے۔

غلام گر سنہ دیدی کہ بر در ید آخر
قبائے شاہ کہ رنگین زخونِ ما بودہ

اور کسان کے ضمیر کی یہ آواز ہوتی ہے ؎

جس کھیت سے دہقاں کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشۂ گندم کو جلا دو

آپ کو ہڑتالوں اور بغاوتوں کا سلسلہ جن حکومتوں میں نظر آتا ہے وہ اسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناہموار معاشی نظام کا نتیجہ ہے جس سے حکومت غیر مستحکم ہو جاتی ہے۔

سرمایہ داری کا دوسرا سیاسی نقصان

سرمایہ دارانہ نظام عوام کو دو حصّوں میں تقسیم کرتا ہے، امیر، غریب، امراء میں جب مال کی بنا پر بزدلی پیدا ہو جاتی ہے جو اس کا لازمی نتیجہ ہے اور غرباء میں نظامِ حکومت سے نفرت کی وجہ سے بددلی پیدا ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اب حکومت کے پاس اپنی مملکت کی حفاظت اور دفاع کے لئے کچھ نہیں رہتا۔ امراء بزدلی کی وجہ سے اہلیتِ دفاع سے محروم ہوتے ہیں اور غریب عوام خود حکومت سے متنفر ہوتے ہیں۔ حکومت کی حفاظت قربانی اور جذبۂ جاں نثاری کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لیے بیرونی حملہ آور آسانی سے ایسے ملک پر قبضہ کر سکتا ہے۔

ویٹ نام کی جنگ اس کی بیّن ثبوت ہے، عوام ویٹ کانگ اس جنگ میں جس بہادری کا ثبوت دے رہے ہیں، امریکی عوام میں وہ جذبہ نہیں۔ نتیجہ یہ ہے کہ امریکہ کو اپنے بے پناہ وسائل جنگ کو کام میں لانے کے باوجود اس چھوٹی سی ریاست کے مقابلے میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی بلکہ شکست ہو رہی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ میدانِ جنگ میں ہتھیار اور آلاتِ حرب خود نہیں لڑتے بلکہ انسانی قوّت ان آلات کو استعمال کرتی ہے اور ان کی قوّتِ قلبی شجاعت اور جفاکشی، جوش عمل پر فتح و شکست کا مدار ہوتا ہے اور وہ امریکی عوام میں صفر ہے۔ اب تو سائنسی آلاتِ حرب اور دولت نے کچھ اس کی لاج رکھی ہے۔ جب یہ آلات عام ہو جائیں گے تو امریکہ کا انحطاط نمایاں ہو جائے گا اور پردہ چاک ہو جائے گا۔

سرمایہ داری کا تیسرا سیاسی نقصان

مضبوط سیاسی نظام کے لیے یہ ضروری ہے کہ قوم اور مملکت کے تمام افراد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متحد اور منظم ہوں۔ ان میں انتشار، تفریق اور طبقاتی کشمکش نہ ہو۔ ورنہ سیاسی نظام کا شیرازہ درہم برہم ہو جاتا ہے اور داخلی کمزوری کی وجہ سے قوم اور مملکت ضعیف ہو کر ختم ہو جاتی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام میں کشمکش ضرور موجود ہوتی ہے۔ اسی کمزوری کی وجہ سے ایسی مملکت حملہ آور کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

عیسائی ادیب اور مورخ جرجی زیدان کا خیال ہے کہ اسلامی قوت نے روم اور فارس کی حکومت کو اس وجہ سے شکست دی کہ ان میں سرمایہ داروں کے نظام کی وجہ سے عوام بددل تھے اور اسلامی انصاف کے لئے چشم براہ تھے۔ یہ بات اگرچہ کلیتہً درست نہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ اسلامی مملکت کا اندرونی، معاشی اور عدالتی نظام مقابلۃً معقول اور مستحکم تھا۔

سرمایہ داری کا چوتھا سیاسی نقصان

سیاسی استحکام کیلئے یہ ضروری ہے کہ افرادِ مملکت صحت بدن، پختگی کردار، اخلاق جفاکشی اور موت سے بے خوفی جیسے اوصاف کے حامل ہوں تاکہ وہ زندگی کے تلخ واقعات کا پوری ہمت اور استقامت کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔ لیکن سرمایہ دارانہ نظام جس قسم کی عیاشانہ زندگی کو جنم دیتا ہے وہ ان صفات کے خلاف ہوتی ہے اخلاقی قوت اور پختگی سیرت کو تباہ کرنے والی چیزیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۱ ــــ شراب نوشی ــــ ۲ ــــ سگریٹ ــــ ۳ ــــ زنا ــــ ۴ ــــ لواطت اور اغلام ــــ ۵ ــــ چوری

اب سرمایہ دار ممالک کی اخلاقی کیفیت ملاحظہ ہو۔

۱ انگلستان میں سالانہ ۴ ارب ۷۰ کروڑ روپے کی شراب لنڈھائی (۲۷ مئی ۱۹۲۷ء) یہ چالیس سال قبل کی شراب نوشی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امریکہ کے باشندے شراب پر سالانہ ۹ ارب ۵ کروڑ ڈالر خرچ کرتے ہیں۔ اگر ڈالر کی قیمت پانچ روپے پاکستانی ہو تو مجموعی طور پر شراب کا خرچ پاکستانی سکہ کے حساب سے ۴۵ ارب ۷۵ کروڑ روپے ہے (میزان کوئٹہ ۱۶ جولائی ۱۹۵۲ء)

صرف مکہ المکرمہ کے ۳۹ ویں جشن تاجپوشی کی مجلس میں ۳۴ کروڑ روپے کی شراب خرچ ہوئی (امروز ۳ جون ۱۹۵۳ء)

سگریٹ رپورٹ مندرجہ انجام کراچی ۱۰ فروری ۱۹۵۵ء کے مطابق صرف آٹھ ممالک میں سگریٹ پر سالانہ پچاس ارب پچاس لاکھ کی رقم خرچ کرتے ہیں۔

زنا رپورٹ مندرجہ نوائے وقت لاہور ۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء کے مطابق گزشتہ جنگ عظیم میں امریکی فوجوں نے جاپانی ماؤں سے خفیہ اور اسقاط کی صورتوں کے علاوہ بیس لاکھ جرمنی بچے چھوڑے اس کے برعکس اسلامی فوجوں نے دنیا کے اکثر حصے کو فتح کیا لیکن زنا کا ایک واقعہ بھی پیش نہیں آیا۔

امریکہ میں ۱۷ سالہ نوجوان ہیرالڈ کے ساتھ تین دوشیزہ عورتوں نے سات مرتبہ زنا بالجبر کیا (پاک جان کوئٹہ ۴ مئی ۱۹۵۲ء)

اب تک انسانی تاریخ میں مرد کا زنا بالجبر تو آپ نے سنا ہوگا۔ لیکن عورتوں کا مرد کو زنا پر مجبور کرنا دنیا ترقی کا انوکھا واقعہ ہے۔

۱۳ اگست ۱۹۴۵ء کو جاپان کے ہتھیار ڈالنے کی خوشی میں سان فرانسسکو میں فوجیوں نے شراب پی، دکانیں لوٹ لیں اور دوشیزاؤں کی عصمت دری کی اور عام سڑکوں پر ان کو ننگا کر دیا۔ (نوائے وقت لاہور ۲۶ اگست ۱۹۴۵ء) برطانیہ میں مادر زانگوں کی تعداد پانچ لاکھ ہے۔ (نوائے وقت ۲۲ مئی ۱۹۵۳ء)

لندن میں شائع ہونے والے ایک سروے میں بتایا گیا ہے کہ برطانیہ میں "دوشیزاؤں" کا تصور تیزی سے ختم ہو رہا ہے اور ہمارے معاشرہ میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاید ہی کوئی کنواری دلہن ہو" میگزین" انیس" میں شائع ہونے والے ایک سروے کے مطابق جو دس ہزار لڑکیوں سے ملاقات کے بعد ترتیب دیا گیا انکشاف ہوا کہ ان میں نصف سے زیادہ سولہ سال سے کم عمر میں ہی جنسی تجربات سے گزر چکی ہیں جو کہ سن بلوغت کی سرکاری حد ہے سروے کے مطابق ہر چھ لڑکیوں میں سے پانچ نوعمری میں ہی جنسی تجربات سے گزرتی ہیں۔

ایک اٹھارہ سالہ لڑکی نے کہا کہ اس کے بیشتر دوستوں نے اس وقت اس کی بات کا مذاق اڑایا جب اس نے یہ کہا کہ وہ ابھی تک کنواری ہے ایک ۱۹ سالہ دوشیزہ نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں اپنے آپ کو پورے معاشرہ تنہا محسوس کرتی ہوں کیونکہ یہاں لوگ اس لڑکی کا مذاق اڑاتے ہیں جو سولہ سال کی عمر کے بعد بھی کنواری ہو۔ میگزین نے آخر میں لکھا ہے کہ وہ شخص جو شادی کے لیے کسی دوشیزہ کا طلبگار ہو اسے چاہیئے کہ وہ یا تو کسی بہت ہی نوعمر لڑکی کا انتخاب کرے یا پھر کوئی لمبی اور تکلیف دہ تلاش کرے شاید اس طرح سے اسے گوہر مقصود ہاتھ آجائے۔ نوائے وقت ۲۲ جولائی ۱۹۸۰ء

لواطت اور اغلام امریکہ کے سپریم کورٹ کے جج نے دو لاکھ ننگی اور گندی تصویروں کو دیکھ کر کہا کہ "نیویارک سدوم اور عمورہ بنتا جا رہا ہے" (یہ قوم لوط علیہ السلام کی لواطت کے جرم میں تباہ شدہ بستیوں کے نام ہیں) صدق جدید ۳ دسمبر ۱۹۶۴ء

۵ اغلام بازی تہذیب فرنگ کا جزو بن گیا ہے۔ (لندن ٹائمز ۲۶ دسمبر ۱۹۵۵ء)

۴ جولائی ۱۹۶۷ء کو انگلستان کے دارالعوام اور دارالامرا میں ۱۴ کے مقابلہ میں ۶۹ ووٹوں کی اکثریت کے ساتھ تائیدوں کی گونج سے یہ قانون پاس ہوا، کہ بالغ مرد باہمی رضامندی کے ساتھ تلذذ بالمثل حاصل کر سکتے ہیں جس پر ملکہ الزبتھ کے دستخط ہو کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب جوازِ نواطت انگلستان کا قانون بن گیا۔ (ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۶۷ء)۔

• انگلستان میں کلیسا، گرجے، پارلیمنٹ اور سب شعبوں میں نواطت عام ہے۔
(صدق جدید ۶ جنوری ۱۹۵۶ء)۔

امریکہ کے محکمہ تحقیقات کی رپورٹ ہے کہ امریکہ میں ہر سیکنڈ میں ایک بڑا جرم ہوتا ہے۔ ہر ۲۴ گھنٹے میں ۴۶۳ موٹریں چرائی جاتی ہیں (پاسبان کوئٹہ ۴ جنوری ۱۹۵۰ء)

صدر کینیڈی کی صدارتی تقریب جو واشنگٹن میں منائی گئی۔ اس میں گیارہ ہزار پیالے چھ ہزار شیشے، ٹرے، چھ سو رومال، ایک بڑی مشین چرائی گئی (ترجمان اسلام ۲۱ اپریل ۱۹۶۱ء)

یہ مشت نمونہ از خروارے ہے اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یورپ کی اخلاقی حالت بے لگامی کی کس حد تک پہنچ گئی ہے۔ ان امور سے جو اخلاقی انحطاط پیدا ہوتا ہے وہ ظاہر ہے

امریکہ میں دو کانوں سے چیزیں اڑانے کے مشغلہ یعنی شاپ لفٹنگ کی مقبولیت بڑھ رہی ہے جو گذشتہ پانچ سال میں اس قسم کی وارداتوں میں چالیس فیصد اضافہ ہوا ہے ان دنوں امریکہ میں روزانہ پچیس ہزار ایسی وارداتیں ہوتی ہیں دو کانوں سے چیزیں چرانیوالوں میں سکول کے لڑکے، مزدور، کالجیٹ، پروفیسر، ڈاکٹر، ریٹائرڈ فوجی یہاں تک سیاست دان اور جرح کے عہدے دار تک شامل ہوتے ہیں نیویارک کے نئے ہوٹل (امریکانا) میں ابتدائی دس ماہ میں ۲۸ ہزار تولیے، ۱۸ ہزار لوئیے کانٹے کے ۳۵۵ برتن اور پندرہ ہزار پیالیاں اور انجیل کے ایک سو نسخے چوری ہو گئے۔

(واشنگٹن سے مشرقی رپورٹ ۴ اپریل ۱۹۶۳ء بحوالہ ایڈیٹر)

سرمایہ دارانہ نظام کا اصلی سرچشمہ یہود ہیں

آج کل نصف دنیا سے زیادہ ممالک میں سرمایہ دارانہ نظام نافذ ہے جس کے مفاسد اور تباہیاں مختصر بیان کی گئیں اس نظام اور اس نظام سے پیدا شدہ تباہیوں کا اصل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چشمہ قوم یہود ہے۔ اس قوم کا پہلا مرکز فلسطین اور جزیرۃ العرب تھا۔ جن کے سودی کاروبار نے پوری عرب قوم کو مفلس اور قلاش بنا دیا تھا۔ قرآن پاک نے بھی ان کی سرمایہ داری اور اکتنازیت کی شدید مذمت کی اور ارشاد ہوا:۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ط۔

جو لوگ سونے اور چاندی کے خزانے رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ان کو دردناک عذاب کی بشارت دو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری کتاب الزکوٰۃ میں روایت ہے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں ہے۔ عرب اور بالخصوص مدینہ میں اہل کتاب میں سے زیادہ یہودی آباد تھے اور وہی سرمایہ داری اور اکتنازیت کے جرم کے مرتکب ہوئے تھے۔ اسلام جب غالب آیا تو یہود اس کے سامنے نہ ٹھہر سکے اور عرب سے نکل کر یورپ میں اور بعد ازاں امریکہ میں پھیل گئے اور اپنا سودی کاروبار اور سرمایہ دارانہ نظام بھی ساتھ لے گئے۔ جس کو انہوں نے تمام یورپ اور امریکہ میں پھیلا دیا۔ اب بھی یہود کا دعوے ہے کہ وہ دنیا کی چالیس فیصد دولت پر قابض ہیں۔

انہی یہود کی وجہ سے نصف دنیا سود اور سرمایہ دارانہ نظام کے جہنم کدہ میں جل رہی ہے اور اسی یہودانہ نظام نے استعمار کی شکل میں دنیا کے ایک بڑے حصے کو غلام بنا دیا ہے، جو بیدار ہونے کے بعد حصول آزادی کے لئے برابر لڑتے ہیں۔ استعمار قائم کرنے اور بعد ازاں استعمار سے آزادی حاصل کرنے میں جس قدر خون ریزیاں ہوئی یا آئندہ ہوں گی۔ یہ اس یہودانہ نظام کے نتائج ہیں۔

سرمایہ دار ممالک کے عوام غریب ہیں

اس ناہموار اور غیر متوازن نظام کے جو مہلک نتائج ہم نے بیان کئے وہ صرف عقلی و منطقی نہیں بلکہ واقعاتی اور تجرباتی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برطانیہ کی آبادی ۱۹۲۹ء میں چار کروڑ تین لاکھ تھی اور فی کس سالانہ آمدنی ستر روپے تھی۔ لیکن اس عظیم تعداد میں لکھ پتی صرف ۵۴۳ تھے (المقطف مصر نومبر ۱۹۳۰ء) گویا اسراف کے مرکز میں آسودہ حال یہی چند سو آدمی تھے باقی افراد کا حال ۷ مئی ۱۹۲۶ء کی مندرجہ ذیل رپورٹ اعداد و شمار میں حسب ذیل ہے

"ہمارے ملک انگلستان میں چوتھائی آبادی تقریباً ایک کروڑ ایسی ہے جو ناداری میں زندگی بسر کر رہی ہے اور دوسرے ایک کروڑ ایسی ہے جو نیم فاقہ کشی کی حالت میں دن کاٹ رہی ہے جو آرام و آسائش کے نام سے بھی واقف نہیں اور مویشی رکھنے تک پر قادر نہیں۔ انگلستان نے جب فقراء اور مساکین کا حصہ خزانہ میں مقرر کیا تو کہا گیا کہ اب افلاس کم ہوا جس پر "ڈیلی ہیرلڈ" نے لکھا:

"اب بھی بہت گھرانے ہیں جن کو گوشت سبزی بغیر آلو کے نصیب نہیں ہوا"۔

ایک طرف یہ افلاس اور دوسری طرف آسودہ حال طبقہ سالانہ ۴ ارب ۷۰ کروڑ کی رقم شراب پر خرچ کرتا ہے اس فقر نے برتھ کنٹرول پیدا کیا "سچ لکھنؤ ۵ فروری ۱۹۲۷ء

یہ اس عظیم سرمایہ دار ملک کا حال ہے جس کی سلطنت پر آفتاب غروب نہیں ہوتا تھا۔

امریکہ میں سالانہ اوسطاً ایک لاکھ ڈاکے پڑتے ہیں اور پانچ لاکھ چوریاں ہوتی ہیں جس کا بڑا سبب فقر اور افلاس ہے۔ (سچ ۱۱ اپریل ۱۹۲۷ء بحوالہ سنڈے ایکسپریس پانیر الہ آباد)

فقر کی وجہ سے خودکشی پر آمادہ ہونے والوں کی تعداد سالانہ صرف انگلستان میں ۵ ہزار ہے۔

اکتنازیت نے اشتراکیت کو جنم دیا اکتنازیت اور سرمایہ داری کے غیر فطری نظام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بے شمار مفاسد کو پیدا کیا جس سے خود اس کے پیٹ سے اس کا توڑ یعنی اشتراکی نظام پیدا ہوا۔ اسی کے پیٹ سے ہم نے اس لئے کہا کہ دونوں غیر فطری تحریکوں اور سرمایہ داری اور کمیونزم کے موجد اور ربانی یہود ہیں۔ کمیونزم یا اشتراکیت کے بانی شوپن ہاراطانی، کارل مارکس، لینن ہیں اور یہ تینوں یہودی ہیں (دیکھئے طنطاوی کی تفسیر الجواہر ص۱۲۸ ج ۲)

ان دونوں یہودانہ تحریکوں نے کل دنیا کو دو بلاکوں میں تقسیم کیا۔ مشرقی اور اشتراکی بلاک اور مغربی سرمایہ دار بلاک دونوں میں اسلحہ سازی کی دوڑ جاری ہے اور ان دونوں نظاموں کی کشمکش سے لاکھوں کروڑوں جانیں ضائع ہوئیں اور ہو رہی ہیں۔ جس کے لئے مہلک ترین ہتھیار یعنی ایٹم بم آئن سٹائن یہودی نے ایجاد کیا ہے۔

سرمایہ داری کی طرح کمیونزم کے بانی بھی یہود ہیں

عالم کا یہ مادی فتنہ جس نے دو بلاکوں میں دنیا کو تقسیم کیا اور دونوں میں مستقل سرد یا گرم جنگ قائم ہے۔ یہودی فتنہ ہے اس ملعون قوم نے ان دونوں نظاموں کو تشکیل دی اور اپنے زور قلم سے عالم میں اس کو مقبول بنایا۔ اب پوری دنیا یہودی چکی کے دو پاٹوں میں (سرمایہ داری، کمیونزم) پسی جا رہی ہے۔ یہ ملعون قوم صرف اس معاشی فتنہ کے علمبردار نہیں بلکہ تمام دینی فتنوں کا اصلی سرچشمہ بھی یہود ہیں۔

عیسائی توحید اور پولوس یہودی

توحید جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اصلی دین تھا۔ اس کو پولوس یہودی نے منافقانہ طور پر عیسائی بن کر تثلیث، کفارہ اور الوہیت کی شکل میں تبدیل کیا جس کی وجہ سے اصلی مسیحیت نے بگڑ کر موجودہ صنمیت کی شکل اختیار کی تفصیل کے لئے "الجواب الفصیح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لالفقہ عبدالمسیح" کو دیکھیں۔ سرمایہ دارانہ نظام کی بحث سے فارغ ہو کر اب ہم اشتراکی نظام پر بحث کریں گے اور آخر میں اسلام کا معاشی نظام یعنی اعتدالیت کو تفصیل کیساتھ بیان کریں گے تاکہ صحیح موازنہ کیا جا سکے۔

حصہ دوم

کمیونزم کا تاریخی پس منظر

اسباب معاش اور وسائل رزق کی منصفانہ تقسیم کی حد تک کمیونزم نظریات کی جھلک دور قدیم میں بھی نظر آتی ہے۔ افلاطون جو چوتھی صدی قبل از مسیح میں گزرا ہے۔ جارج سول اپنی مشہور کتاب "نظریات" صفحہ ۵ پر افلاطون کا معاشی نظریہ نقل کرتے ہیں۔

"افلاطون حکمران طبقے کے لئے اس سے زیادہ جائداد پر قابض رہنا مناسب نہیں سمجھتا تھا جس کی بنا پر ان کا گزارہ ہو سکے۔ ان کے نزدیک جائیداد کی مشترکہ ملکیت کا اصول عام طور پر رائج ہونا چاہیئے۔"

ارسطو اپنے پیش رو افلاطون کے مقابلے میں زیادہ مبصر تھا۔ اس نے اپنے مشاہدے سے جو نظریات پیش کیے وہ دور جدید کے سائنس دانوں کے نظریات کا ابتدائی پرتو پیش کرتے ہیں۔ ارسطو نے سود پر روپے قرض دینے کو سخت ناپسندیدہ قرار دیا افلاطون کے برعکس ارسطو کی رائے یہ تھی کہ۔

"جائداد کی مشترکہ ملکیت نہ تو ممکن العمل ہے اور نہ اسے انسانی طبائع سے کوئی مناسبت ہے۔"

(جارج سول کی معاشیات صفحہ ۸۰)

رومی سلطنت رومی سلطنت کا شیرازہ جب منتشر ہوا تو تمام یورپ میں جاگیرداری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا نظام قائم ہوا اور جاگیرداروں کو مختلف طبقات میں تقسیم کیا گیا جو پیداوار زمین میں حسبِ مراتب حصہ دار تھے اور سب سے بڑا جاگیردار چھوٹے جاگیرداروں سے مقررہ حصہ وصول کرتا تھا اور غلاموں اور مزدوروں سے کام لیا جاتا تھا۔ اس نظام میں جاگیردار کمزور طبقے پر بیحد ظلم کیا کرتے تھے جس کے ازالے کی کوئی صورت نہ تھی۔ کیونکہ اقتدار جاگیرداروں کے ہاتھ میں تھا جن کا مفاد مشترکہ تھا۔

کلیسا کو اگرچہ پورے یورپ پر اقتدار تھا۔ اور انہوں نے دنیوی حکمرانوں کے ساتھ حصولِ اختیارات میں مقابلہ بھی شروع کیا اور سابق دور کے برخلاف کہ روپیہ صرف مبادلہ کا ذریعہ ہے یعنی روپیہ اس لئے ہے کہ اس کو دے کر جنس خرید کو لیا جائے نہ یہ کہ خود اس کو جنس بنا کر پیداوار دولت کا ذریعہ قرار دیا جائے۔

کلیسا کا پیشوا کوئی جو قبل ازیں ارسطو کی طرح سود کی مذمت کرتا تھا۔ اس نے یورپی معاشیات میں مندرجہ ذیل صورتوں میں سود وصول کرنے کو جائز قرار دیا۔

۱:۔ روپے قرض دینے والا نفع حاصل کرنے کے مواقع سے محروم ہو جائے۔

۲:۔ قرضہ دینے والے کو نقصان یا صدمہ پہنچے۔

۳:۔ قرض لیا ہوا روپیہ ادا نہ ہو سکنے کی صورت میں نقصان کا خطرہ۔

۴:۔ قرض روپے کی ادائیگی کی مدتِ مقررہ سے تاخیر۔

اس مذہبی فتوے نے یورپ میں سودی کاروبار کو فروغ دیا جس سے غریب طبقے پر ضرب پڑی۔ پہلے وہ جاگیردارانہ نظام کے بوجھ کے نیچے پس رہے تھے۔ اب سود خوری کا حملہ بھی شروع ہوا۔

صنعتی انقلاب یورپ میں جب سائنس کی بدولت صنعتی انقلاب آیا، اور بڑے بڑے کارخانے قائم ہوئے۔ تو جاگیرداروں نے صنعت کو زیادہ نفع بخش سمجھ کر دولت کو کارخانوں پر صرف کرنا شروع کیا اور اس طرح ایک حد تک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاگیردارانہ نظام صنعتی نظام میں تبدیل ہوا۔

یہ نظام برابر غیر متوازن چلتا رہا اور کارخانے کی تیار شدہ اشیاء کے منافع میں مزدور کو صرف قوتِ لایموت ملتا تھا اور اسی کی محنت سے بنائی ہوئی مصنوعات کی باقی سب آمدنی مالکِ کارخانہ ہڑپ کر جاتا تھا اور چونکہ یہی کارخانہ دار حکومت میں صاحبِ اقتدار تھے تو ان کی منفعہ اندوزی کی حرص کا اثر صرف مزدور طبقے پر نہیں پڑتا تھا بلکہ من مانے نرخ مقرر کر کے اشیاء صرف لاگت سے بہت زیادہ قیمت پر فروخت کرتے تھے جس سے مزدوروں کے علاوہ دیگر عوام کی معاشی زندگی بھی متاثر ہوتی تھی۔

مارکس کے استاذ ہیگل نے اس بے انصافی کے خلاف آواز اٹھائی اور دیگر افراد نے بھی کوشش کی کہ کارخانوں میں تیار شدہ اشیاء کی لاگت سے زیادہ قیمت مالک اور مزدوروں میں برابر تقسیم ہو۔ لیکن اس کارخانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ اب سرمایہ کا پیٹ اتنا پھولا کہ اس سے طبعی طور پر کمیونزم کا بچہ پیدا ہونا ناگزیر ہوا۔

چنانچہ اب اس نظریاتی تحریک نے عملی بلکہ سیاسی تحریک کی شکل اختیار کی ہیگل خود اس فلسفہ کا موجد ہے کہ ہر مثبت ایک دعوے ہے اور ہر نفی اس کا جواب دعوے ہے اور مثبت اور منفی کے بعد تطبیق رونما ہوتی ہے۔ یہ نظریہ ہیگل کے نزدیک مادیات، روحانیات، عقائد و اعمال سب پر حاوی ہے۔

سرمایہ داری نے فرد کا حق ثابت کیا اور جماعت کا حق نظر انداز کیا۔ کمیونزم نے شخصی اور انفرادی ملکیت کی نفی کی اور جماعت کو ترجیح دی۔ بقول ہیگل اب ان دو نظریاتِ متناقضہ کے بعد تطبیق نظریہ کی ضرورت ہوگی۔ میں کہتا ہوں کہ وہ تطبیق اور اعتدال نظریہ معاشیات اسلام کا ہے جس کو ہم آگے چل کر تفصیل سے لکھیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

کارل مارکس

یہ جدید اشتراکیت کا سب سے بڑا داعی ہے اور موجودہ اشتراکیت مارکسزم کا دوسرا نام ہے۔ جارج سول کے قول کے مطابق اس کے والدین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہودی تھے۔ ۱۸۱۸ء میں جرمنی میں پیدا ہوئے ہیگل کی نگرانی میں اس نے ڈاکٹری کی سند حاصل کی۔ اس نے داس کیپٹال یعنی "سرمایہ" نامی کتاب کی پہلی جلد ۱۸۶۷ء میں شائع کی اس کتاب کی دوسری اور تیسری جلد مارکس کی وفات ۱۸۸۳ء کے بعد شائع ہوئی۔

مارکس تنگ دستی میں دن کاٹتا تھا۔ کچھ مالی امداد انجلز دیتا تھا۔ اگرچہ مارکس کی بہت سی پیش گوئیاں سرمایہ داروں اور مزدوروں کے متعلق غلط نکلیں لیکن اس نے اپنے نظریات کی اشاعت کر کے ایک بااثر جماعت کو ہموا بنایا۔

ان نظریات نے اگرچہ اس کے دور میں ایک عظیم حکومت کی شکل اختیار نہیں کی لیکن ان نظریات کے ایک دوسرے داعی نے کہ وہ بھی یہودی تھے۔ ان نظریات کو روس میں ایک کمیونزم حکومت کی شکل دی۔ جس نے دین کی مخالفت کو بھی صرف اس لیے اپنے نصب العین میں شامل کیا کہ برسر اقتدار کمیونزم طبقہ نے جس کے تمام ممبران کی تعداد ۲۶ لاکھ سے زیادہ نہ تھی یہ محسوس کیا کہ دین پر یقین رکھنے والوں کی تعداد زیادہ ہے۔ کہیں دین پرستوں کی اکثریت انقلاب برپا کر کے ان سے اقتدار نہ چھین لے۔ اس لئے محکمہ تعلیم اور نشریات کے تمام وسائل کو کام میں لا کر انہوں نے دین کی مخالفت میں پروپیگنڈہ شروع کیا اور کہیں کہیں انہوں نے جبر سے بھی کام لیا تاکہ اگر موجودہ نسل پوری کمیونسٹ نہ ہو تو حکومت کے بے پناہ وسائل کے اثر سے آئندہ نسل کی تربیت ایسی ہو کہ وہ دین سے بیگانہ ہو کر کمیونزم کے سانچے میں پوری طرح ڈھل جائے اور ارباب اقتدار کی نظریاتی اقلیت اکثریت میں تبدیل ہو سکے۔

اگرچہ مزدوروں کی حمایت کے نام سے ان کی حاصل کی ہوئی حکومت میں مزدور کے حصے میں ملک کی آمدنی کا زیادہ سے زیادہ تین فی صد حصہ آیا۔ باقی پر حکومت قابض ہوئی اور مزدوری کی اجرت میں برائے نام اضافہ بھی کر دیا گیا۔ لیکن اشیائے صرف پر حکومت کا قبضہ تھا جن کی قیمتوں میں اضافہ کیا گیا۔ اس طرح ایک طرف اجرت میں اضافہ کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے گویہ مزدوروں کو ایک ہاتھ سے جو دیا وہ دوسرے ہاتھ سے واپس لیا گیا۔
اس کی دلیل دورہ روس کے بھارتی وفد کے صدر کستورا بھائی لال جی کا پارلیمنٹ میں وہ بیان ہے جو نوائے وقت لاہور کی اشاعت ۳ر جنوری ۱۹۵۵ء میں درج ہے۔ صدر وفد دورۂ روس نے کہا کہ:

"روس میں معیارِ زندگی پست ہے کیونکہ ایک پاؤنڈ (ڈیڑھ پاؤ) مکھن کی قیمت ۲۱ روپے ہے۔ ایک قمیص کی قیمت ایک سو بیس روپے ہے ایک سائیکل کی قیمت سات سو اسّی روپے ہے اسی لیے کم لوگ سائیکل رکھتے ہیں ہندوستان کے اسّی روپے ماہوار کمانے والے شخص کا گزارہ روس کے اس شخص سے جو ہزار روپے ماہوار کماتا ہے۔ اچھا ہے"

کمیونزم کی تباہیاں

۱۔ خونریزی اس تحریک کی ابتدا انسان کی تباہی پر رکھی گئی ہے چنانچہ روس میں قیام کمیونزم کے لئے انیس لاکھ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ بیس لاکھ کو مختلف سزائیں دی گئیں اور پچاس لاکھ جلاوطنی کی سزائیں دی گئیں۔ اسٹالین نے کمیونزم کے لئے پانچ کروڑ مسلمانوں کو قتل کیا۔ (کوہستان ۱۳ر نومبر ۶۷ء)

۳ر دسمبر ۱۹۵۱ء میں پیرس کی اتحادی اسمبلی میں چینی نمائندہ نے رپورٹ پیش کی کہ کمیونزم قائم کرنے کے لئے چین نے ڈیڑھ کروڑ زمینداروں کو پھانسی پر لٹکایا۔ (رپورٹ مندرجہ انجام ۵ر دسمبر ۱۹۵۱ء

۲۔ معاشی تباہی اس تحریک کا مقصد انسانوں کو سرمایہ داروں کے ظلم سے نجات دلانا تھا اس لئے کمیونسٹ حکومتوں نے ذرائع معاش پر قبضہ کیا لیکن درحقیقت انہوں نے تمام سرمایہ داروں کو مٹا کر ذرائع معاش کو ایک سرمایہ دار کے ہاتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دے دیا۔ گویا متعدد سرمایہ داروں کو ایک سرمایہ دار میں تبدیل کیا۔ جو کمیونسٹ حکومت ہے۔

متعدد سرمایہ داروں میں عوام کے لئے یہ سہولت تھی کہ اگر ایک سرمایہ دار کی طرف سے ان پر ظلم ہو تو دوسرے سرمایہ دار کی طرف رجوع کریں اور اس کے ہاں نوکری یا مزدوری اختیار کریں۔ لیکن جب سرمایہ داری صرف ایک ہو۔ یعنی حکومت تو عوام ظلم کی صورت میں کہاں جائیں گے؟ سرمایہ داروں کے مظالم کے ازالہ کے لئے عوام عدالت اور حکومت کی طرف رجوع کر کے ظلم کا انسداد کر سکتے تھے۔ لیکن جب واحد سرمایہ دار خود حکومت ہو تو اس کے ظلم سے بچاؤ کی کوئی تدبیر باقی نہ رہی۔ سرمایہ داروں کے مظالم سے نجات کے لئے نشر و اشاعت کے ذریعہ احتجاج اور مظاہروں کی شکل میں عوامی رائے پر اثر ڈال کر ظلم کا ازالہ کیا جا سکتا تھا۔ لیکن کمیونسٹ حکومت جو واحد سرمایہ دار ہے، اس میں یہ صورت بھی ممکن نہیں کیونکہ ذرائع نشر و اشاعت حکومت کے قبضہ میں ہیں اور ہر احتجاج اور مظاہرہ خلاف قانون ہے۔

ہڑتال کر کے مزدور سرمایہ داروں سے اپنے حقوق منوا سکتے تھے۔ لیکن جہاں روٹی خود حکومت کے ہاتھ میں ہو۔ وہاں ہڑتال کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہڑتال کرنے کی صورت میں ہڑتال کرنے والے روٹی کہاں سے کھائیں گے، بظاہر اس تحریک کو مزدور تحریک کا نام دیا گیا۔ لیکن مزدوروں کی کمائی میں سے صرف ان کو تین فیصد حصہ ملتا ہے باقی ستانوے فیصد کمیونسٹ حکومت قبضہ کرتی ہے (دیکھئے سرمایہ دار اور اشتراکیت ص۵۳)

۳۔ معاشی ترقی میں رکاوٹ
کمیونزم معاشی ترقی کے خلاف ہے

یہ تحریک فطرۃً معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے معاشی ترقی کا دارومدار شخصی منفعت کا جذبہ ہے۔ معاشی ترقی جوش عمل و محنت سے پیدا ہوتی ہے جس کے لئے انسانی فطرت میں محرک اس کی شخصی ملکیت اور شخصی منافع اور فوائد میں اضافہ ہے۔ ہر آدمی فطرۃً یہ چاہتا ہے کہ دوسروں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ محنت کرکے زیادہ سے زیادہ نفع حاصل کرے اور اپنے املاک میں اضافہ کردے۔ اگر اس جذبہ کو ختم کیا جائے اور ذرائع معاش سے بذریعہ محنت کمائی ہوئی دولت پر حکومت یا سٹیٹ کا قبضہ ہو، تو تعمیل حکم میں آدمی محنت تو کرے گا۔ لیکن یہ محنت اس رضاکارانہ محنت سے یقیناً کم ہوگی جو جذبۂ اضافہ ملکیت کے تحت ہو۔ خواہ محنت کرنے والے کو حکومت کی طرف سے ضروریاتِ حیات کا انتظام کیوں نہ ہو کیونکہ ضروریاتِ حیات کا جذبہ اکتسابِ دولت اور معاشی جدوجہد کا اصلی محرک نہیں، بلکہ اصلی محرک جذبہ اضافہ ملکیت ہے۔

یہی وجہ ہے کہ کمیونسٹ نظام نے اس غلطی کا احساس کرکے کمیونزم کے سابق نظریات میں ترمیم کرکے ایک حد تک شخصی ملکیت کو برقرار رکھنے کی اجازت دی۔ غیر فطری تحریکات کا انجام یہی ہوتا ہے۔

۴۔ **کمیونزم شرفِ انسانیت کا توڑ ہے** انسان کی اصلی شرافت اس کی حریت فکر و عمل ہے۔ اگر یہ حریت نہ ہو تو انسان مقامِ شرفِ انسانیت سے گر کر ایک حیوان بن جاتا ہے۔ حیوانی زندگی کیا ہے۔ حیوان مثلاً گھوڑے بیل کا اپنا اختیار نہیں۔ وہ ہمارے اختیار کے مطابق چلتا ہے۔ جو کام ہم اس سے لینا چاہیں وہی انجام دیتا ہے اور پھر ہم اس کو گھاس دانہ کھلاتے ہیں۔

کمیونزم عوام سے اسی طرح کام لیتا ہے جیسے انسان حیوان سے۔ اور پھر اس کے روٹی کپڑے کا بندوبست کرتا ہے۔ کمیونزم سٹیٹ کے آگے انسان کے فکر و عمل کی آزادی اور اپنا منشا ختم ہو جاتا ہے اور سٹیٹ کے منشا کو پورا کرنا اس کی زندگی کا مقصد بن جاتا ہے۔ ایسی صورت میں وہ انسان کی صورت میں حیوان بن کر سٹیٹ کے منشا کی تکمیل کے لئے کام کرتا ہے اور اس کے عوض میں روٹی کپڑا حاصل کرتا ہے۔

کمیونزم نے حقیقی خدا کا تو انکار کیا۔ لیکن وہ اسٹیٹ اور حکومت کے چند ناقدر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افراد کو خدا بنانے کی تلقین کرتا ہے جو حقیقی خدا سے بغاوت اور اپنے جیسے عاجز مصنوعی خدا کی اطاعت گزاری کی ایک خود ساختہ شکل ہے ان دونوں خداؤں میں بڑا فرق ہے۔ اصلی خدا جان اور روزی دیتا ہے اور مصنوعی خدا نان دے کر جان چھینتا ہے جان سے مراد شرفِ انسانیت ہے۔

آں خدا نانے دہد جانے دہد　　این خدا نانے دہد جانے برد
آں خدا یکتا است ایں صد پارہ　　آں ہمہ چارہ و این بے چارہ

کمیونزم کی بنیاد نفی پر ہے اثبات پر نہیں۔ حالانکہ صرف نفی سے تسکین قلب نہیں ہوتی جب تک اصلی خدا کا اثبات نہ ہو جو دلوں کے لئے سہارا بن سکے۔ اگر یہ سہارا اٹھ جائے تو انسانِ ضعیف کی پرآلام و مصائب زندگی کے لئے کوئی سہارا باقی نہیں رہتا کمیونزم کا یہ حال ہے کہ بقول اقبال ؎

کردہ ام اندر مقاماتش نگہ　　لا سلاطین لاکلیسا لا الٰہ
فکرِ او در نفی بادلا بماند　　مرکب خود را سوئے الا نراند

اگر گہری نظر سے دیکھا جائے تو کمیونزم کے یہ تین منفی ستون بھی غلط ہیں "لاالٰہ" میں اصلی خدا قادرِ مطلق کا تو انکار ہے۔ لیکن کمیونزم میں حکمران جو کہ عاجز انسان ہے۔ اس کی خدائی کا اقرار ہے یعنی ذاتِ قوی کی خدائی سے انکار اور ضعیف، عاجز اور فانی کی خدائی کا اقرار ہے اس طرح "لا سلاطین" میں چھوٹے بادشاہوں کا انکار ہے۔ لیکن "سٹیٹ حکمران" ایک بڑے سلطان کی سلطانی کا اقرار ہے اور بقولے چھوٹے سانپوں کو ہٹا کر ایک بڑے اژدہا کو ان کی جگہ مسلط کرنے کا اقرار ہے "لاکلیسا" میں مذہب کا انکار ہے۔ یعنی اصلی اور خدائی مذہب کا تو انکار ہے لیکن خود ساختہ مصنوعی انسانی مذہب کا اقرار ہے جو خود کمیونزم کے حصول کے لئے جن کو انہوں نے مذہب سے بڑھ کر اپنے لئے لائحہ حیات بنایا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ کمیونزم فطرتِ انسانی کے خلاف جنگ ہے

اشتراکی مفکرین کے نظریات کا خلاصہ افراد میں مصنوعی مساوات پیدا کرنا ہے۔ اگرچہ یہ بھی صرف پروپیگنڈہ ہے حقیقت اس کے خلاف ہے۔

"رسالہ فرینڈز فرسٹ" کی رپورٹ مندرجہ "پاسبان" کوئٹہ ۲۰ دسمبر ۱۹۵۲ء میں ہے کہ "اسٹالین کی سالانہ آمدنی آٹھ لاکھ روبل یعنی تقریباً نو لاکھ روپیہ پاکستانی ہے اور اشیائے ضرورت اس کو اصل لاگت سے اسّی فی صد کم قیمت پر ملتی ہیں۔ دیگر اخراجات سرکاری ہیں۔"

کیا یہ رعایتیں روس کے تمام افراد کو حاصل ہیں؟ یہ روسی حکمران مدعی مساوات کا حال ہے لیکن اسلامی خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سالانہ تنخواہ عوام کے اضافہ تنخواہ کے اصرار کے باوجود دو ہزار درہم یعنی پانچ سو روپیہ سالانہ پاکستانی سکہ سے زیادہ نہ بڑھ سکی۔

سلطان عالمگیرؒ خزانہ کو عوام کا حق سمجھ کر تنخواہ نہیں لیتے تھے حکومتی مصروفیات سے فارغ وقت میں قرآن نویسی سے اپنی روزی حاصل کرتے تھے لیکن اس مصنوعی غیر واقعی دعوے کو اگر فطرت کے اصول پر جانچا جائے تو یہ اصولِ فطرت انسانی کے خلاف ہے۔

رزق اور مال دو ذرائع سے حاصل ہوتے ہیں۔ ایک قوتِ فکریہ یعنی دماغی قوت سے۔ دوم قوت عملیہ یعنی بدن کی طاقت سے۔ اہل قلم، وکلاء، وزراء، مدبرین وغیرہ ذہنی اور دماغی قوت سے مال حاصل کرتے ہیں اور مزدور، کسان وغیرہ بدنی قوت سے۔ خالق کائنات نے افرادِ انسانی میں یہ دماغی اور بدنی دونوں قوتیں مساوی نہیں رکھیں بلکہ کسی حکمت کی وجہ سے تفاوت رکھی ہیں۔ تمام انسان ذہن، عقل اور دماغی قوت میں برابر ہیں اور نہ ہی بدنی قوت میں لیکن جب عمل اکتساب رزق میں فطرۃً تفاوت ہے تو اس کے آثار و نتائج میں بھی ضرور تفاوت ہوگا۔ کوئی زیادہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مال کماتا ہوگا۔ کوئی کم، یہی وجہ ہے کہ پوری انسانی تاریخ میں دیگر فطری امور کی طرح انسان افراد میں مالی تفاوت برابر قائم رہا ہے۔ کیونکہ وہ فطرۃً ان دو عملی اور بدنی قوتوں کے تفاوت کا نتیجہ ہے۔

بسا اوقات ایک باپ کے دو بیٹے آبائی جائیداد آپس میں برابر تقسیم کرتے ہیں لیکن چند سال کے بعد ایک بیٹا اصل سرمایہ کھو دیتا ہے اور دوسرا آبائی سرمایہ میں اضافہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ دونوں بیٹوں کے فطری تفاوت نے نتائج کا یہ تفاوت پیدا کیا اور وراثتی مساوات کو توڑ دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مصنوعی معاشی مساوات فطرت کیساتھ نہیں چل سکتی فطرت جلد اس کو توڑ دیتی ہے بنا بریں اشتراکیت کی مصنوعی مساوات فطرت انسانی کے خلاف جنگ ہے۔

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِي الرِّزْقِ (قرآن)

دیکھو کہ کس طرح انسانوں کے رزق میں ہم نے تفاوت رکھا ہے۔

۶۔ اشتراکیت انسانی اخوت کے خلاف جنگ ہے

اشتراکیت اور کمیونزم انسانوں کے دو طبقوں میں دوامی عداوت اور دشمنی کا بیج بوتا ہے اور ایک طبقہ کو دوسرے سے لڑاتا ہے جس سے انسانی اور معاشرہ پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ انسانی افراد کی محبت باہمی عداوت باہمی میں تبدیل ہو جاتی ہے اور جس طبقہ کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ وہ دوسرے طبقہ کے خون بہا دینے کو عمل نیک قرار دیتا ہے۔ موجودہ دور میں بھی انسانی آبادی کو ان دو خلاف فطرت نظریات اشتراکیت اور کمیونزم نے دو عظیم بلاکوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور ہر بلاک اسلحہ سازی کی دوڑ میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتا ہے اگر اس بیسویں صدی میں ان دونوں بلاکوں کے درمیان جنگ ہو جائے تو یہ انسانوں کی اکثر آبادی خاکستر کا ڈھیر ہو جائے گی اور صدیوں کی تعمیر ان دو غیر فطری نظریات کی پیدا کردہ جنگ کی وجہ سے خاک کا تودہ بن کر رہ جائے گی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کمیونزم اور سوشلزم
مذہب اور اخلاق کے آئینہ میں

۱:۔ سوشلزم اور مارکسیت اس سے قائم ہوتا ہے کہ انسان کو مذہب سے لڑایا جائے۔ چنانچہ واٹ کمیونزم از دیب ص۸۱۴ میں ہے کہ:۔

"کمیونزم کا ممبر اس شخص کے علاوہ کوئی نہیں ہو سکتا جو صدق دل سے صاف صاف اس بات کا اعلان نہ کر دے کہ وہ دہریہ ہے یعنی منکر خدا ہے۔"

۲:۔ انجلز لکھتا ہے کہ:۔

"ہماری پارٹی طبقہ دار شعور رکھتی ہے اور مزدوروں کی آزادی کے لئے جدوجہد کرتی ہے ایسی پارٹی مذہبی اعتقادات سے پیدا کردہ جہالت سے غفلت نہیں برت سکتی۔ ہمارا ایک بنیادی مقصد ہے کہ مذہبی فریب خوردگی کو دور کیا جائے۔" (انجلز ص۱۵)

۳:۔ مذہبی فریب خوردگی سے نجات دلانے کے لئے خلافِ الوہیت (خدا) سوسائٹی کا قیام عمل میں آیا جس کا نصب العین اس کے الفاظ میں یہ تھا کہ:۔

"ہم نے آسمانی زاروں کو تو عرش سے اتار پھینکا ہے جس طرح ہم نے اس زمین کے زاروں کو اتار پھینکا ہے۔" (حاشیہ اشتراکیت اور اسلام، مسعود عالم ص۲)

۴:۔ مارکس نے مذہب کے انفرادی معاملہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ:۔

"ہمیں قدم آگے بڑھا کر انسانی ضمیر کو مذہب کے اقتدار سے آزاد کرانا ہے۔"

۵:۔ "مذہب پر تنقید علم تنقید کا مبدء ہے۔" (مارکس سوشلزم نمبر ص۱۹۲)

۶:۔ "مذہب عوام کے حق میں افیون کا اثر رکھتا ہے۔" (بحوالہ سابق)

۷:۔ "مذہب ازمنہ قدیمہ کی نظامی غلامی کی بازگشت ہے۔" (کمیونسٹ مینوفیسٹو کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح دفعہ ۵۵ از ریزنیوف)

۸:۔ ضابطۂ اخلاق جو انسانی سماج سے باہر لیا گیا ہے ہمارے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ یہ ایک ڈھونگ ہے۔ ہمارا ضابطۂ اخلاق طبقاتی تضادم کے مفاد کا تابع ہے۔" (لینن)

ان مختصر جوابات سے آپ نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ سوشلزم صرف ایک معاشی تحریک نہیں، بلکہ ایک جدید مذہب ہے جو تمام ادیانِ سابقہ اور الٰہی تعلیمات اور اخلاقی اقدار اور خود سرچشمۂ دین حق یعنی ذاتِ خداوندی کے خلاف ہے، اور کامریڈوں کی زندگی کی راہ میں سے ہر رکاوٹ کو دور کرنا اس دینِ جدید یا دینِ یہود کا مقصد ہے۔

"دینِ سوشلزم جو دشمنِ انسانیت ہے، اس کے بانی شوپن ہار، مارکس، ولنین میں جو یہودی تھے اور جن کا قول تھا کہ ہم نے بے زبان حیوانات پر تو سواری کی۔ اب ہم نے اس زمانے میں انسانوں کو سواری بنا دیا۔ جن کو حیوانات کی طرح استعمال کریں گے۔" (الظفار کی تفسیر الجواہر ج ۲ ص ۱۲۸)۔

تمام لڑائیوں کے درپردہ یہی یہود تھے۔ اب سوشلزم پرستی کا خلاصہ تمام بشری تاریخ اور تعلیماتِ آسمانی اور خود خدا سے کٹ کر ایک مغضوب یہودی قوم کے تین افراد کے بنائے ہوئے لائحہ حیات یا دین سے اپنی زندگی کو وابستہ کرنا ہے۔ باقی ہم نے سوشلزم کے متعلق جو کہا ہے کہ وہ دین ہے، یہ بات غیر تحقیقی نہیں بلکہ کمیونسٹ پارٹی کے ترجمان ڈگلس ہائیڈ نے لکھا ہے کہ:۔

"اشتراکی کارل مارکس اور اینجلز کو وہ درجہ دیتے ہیں جو صحفِ سماویہ کو دیا جاتا ہے اس طرح چین میں ماؤزے تنگ کی لال کتاب کی جیبی تلاوت کرتے کرتے ہوائی جہاز اڑاتے ہیں۔ یہ ان کی مذہبی جذبے کا اظہار ہے۔"

اس نے والٹیر نے کہا:

"اگر خدا نہیں تو ہمیں ایک خدا بنانا پڑے گا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ وہ عاجز مصنوعی خدا ہے جو حقیقی خدا کی جگہ سوشلزم کے پرستاروں سے پجوایا ہے۔

سوشلزم، مزدور اور کاشتکار نوازی کے آئینہ میں

سوشلزم تحریک تبلیغ کی اور جبری نیا دین ہے اسلیئے اولاً اس تحریک کے لیڈر مزدور اور کاشتکار کی خوشحالی کا نعرہ لگاتے ہیں۔ جب ان کو اپنے ساتھ ملا کر ایک طاقتور جماعت وہ پیدا کر لیتے ہیں تو ان کے ذریعہ حکومتِ وقت کو الٹ دیتے ہیں اور ان کی مزدوروں اور کسانوں کی حکومت کے نام پر اپنی حکومت قائم کر لیتے ہیں۔ چونکہ اس دین جدید میں اخلاق اور کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

جیسے کہ ہم نے بیان کیا تو حکومت پھر زمین کا اکثر حصہ کسانوں اور کاشت کاروں سے چھین کر اجتماعی کاشت کے نام پر اپنے قبضے میں کر لیتی ہے اور برائے نام چند ایکڑ بطور شخصی ملکیت کاشت کاروں کے حوالہ کر دیتی ہے اور اگر کاشت کار زمین چھیننے میں مزاحمت کرتے ہیں تو ظالمانہ طریقے سے ان کا خون بہایا جاتا ہے۔ گویا بعد از قیام سوشلزم حکومت ان کی جنگ بجائے سرمایہ داروں کے کاشت کاروں سے ہوتی ہے۔ تھوڑی زمین جو کاشت کاروں کے پاس رہ جاتی ہے اس کی کل پیداوار حکومت ان سے ارزاں قیمت پر خرید لیتی ہے اور پھر جب ان کو ضرورت ہوتی ہے تو وہی پیداوار ان پر گراں قیمت پر فروخت کر دیتی ہے۔ اسی طرح دیگر ضروریات حیات جن پر حکومت کا قبضہ ہوتا ہے، حکومت ان پر عام نرخ سے گراں نرخ پر فروخت کرتی جس سے ان کی معاشی حالت اور معیارِ زندگی نہایت پست ہو جاتا ہے۔

سوشلزم کا مزدور مزدوروں کو سوشلزم اور اشتراکی حکومت کارخانوں میں حیوانات کی طرح کام پر لگا دیتی ہے ان کی محنت سے جس قدر پیداوار حاصل ہوتی ہے ان پر حکومت کا قبضہ ہوتا ہے اور انہی پر مصنوعات کو من مانی قیمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر فروخت کرتی ہے۔ ظاہراً مزدوروں کی اجرت دیگر ملکوں سے معمولی طور سے زیادہ مقرر کی جاتی ہے تاکہ پروپیگنڈے کا سامان ہاتھ آئے۔ لیکن اسی حاصل کردہ اجرت سے وہ اشیاء ضرورت خریدتے ہیں جن پر حکومت کا قبضہ ہے اور انہی کی محنت سے وہ بنی ہوئی ہوتی ہیں تو اس قدر گراں قیمت پر حکومت ان پر وہ اشیاء فروخت کرتی ہے اس طرح حکومت نے مزدوروں کو ایک ہاتھ سے جو کسی قدر زائد اجرت دی تھی اس کا ڈبل بلکہ بعض اوقات ڈبل سے زیادہ واپس حکومت کے پاس آجاتی ہے گویا جو ایک ہاتھ سے دیا دوسرے ہاتھ سے واپس لے لیا۔

پھر بڑی مصیبت یہ ہے کہ روس میں عام صرف کی اشیاء کم بنتی ہیں اور بڑی بڑی مشینیں یا آلاتِ جنگ زیادہ تیار ہوتے ہیں۔ اس لئے عام ملکوں سے بلکہ غیر ترقی یافتہ ملکوں کی نسبت بھی روس میں اشیاء صرف کی یافت کم ہے یہی وجہ ہے کہ بیرونی ممالک میں جاپان وغیرہ ممالک کی نسبت آپ روسی ضروریاتِ عامہ کی چیزوں کو کم پائیں گے۔

سوشلزم مساوات کے آئینے سے بظاہر سوشلزم ممالک مساوات کے مدعی ہیں اور یہ کہ وہاں کوئی طبقاتی فرق نہیں، لیکن واقعات اس کے خلاف ہیں۔ ان کا دعوےٰ ہے کہ شخصی ملکیت بری چیز ہے۔ لیکن واقعات اس کی تردید کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا امور کے لئے ہم سوشلزم مطبوعہ ۱۹۶۷ء کے چند حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

۱۔ روس کا کل رقبہ ۲ کروڑ ۳۰ لاکھ مربع میل ہے جس میں صرف ۶۰ لاکھ مربع میل پر روسی آباد ہیں۔ باقی ایک کروڑ ۷۰ لاکھ پر غیر روسی آباد ہیں۔ باشندگانِ روس کی کل تعداد ۲۲ کروڑ ہے جس میں دس کروڑ روسی ہیں باقی سب غیر روسی ہیں جن میں ۵ کروڑ قفل سے نیچے ہوئے مسلمان ہیں۔ محنت اور فوجی خدمت کا کام غیر روسیوں سے لیا جاتا ہے۔ غیر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روسیوں کو ملک کے دور دراز علاقوں میں محنت کے لئے پھیلا دیا گیا ہے اور اعلیٰ عہدے سب روسیوں کے پاس ہیں جس سے دعوئے مساوات کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

۲:۔ روس میں زرعی عمدہ زمین کی ساڑھے اٹھانوے فیصد ۹۸½ پر اجتماعی کاشت کے سلسلے میں حکومت کا قبضہ ہے اور صرف ڈیڑھ فی صد کسانوں کی ملکیت ہے لیکن اس شخصی زراعت کی آمدنی روس کی تمام آمدنی کی ۲۲ فی صد اور اجتماعی زراعت کی آمدنی کل روس کی زرعی آمدنی کا ۶۸ فی صد ہے جس سے فطری شخصی ملکیت کی نفع بندی اور برتری ثابت ہوتی ہے اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ کل رقبہ میں لمبے چوڑے دعووں کے باوجود کسانوں کے ہاتھ میں زمین صرف ڈیڑھ فی صد ہے۔ باقی ان سے بزور چھینی گئی ہے۔

اسی کتاب میں تصریح ہے کہ کسانوں سے اجتماعی کاشت کے نام پر جو زمین چھینی گئی اس میں ایک کروڑ انسان قتل ہوئے اور اسٹالین نے خود گزشتہ جنگ عظیم کے موقعہ پر مانٹا کانفرنس میں چرچل سے کہا کہ:

"اس جنگ کے آلافِ جان سے ہم نے اجتماعی کھیتوں کے قبضے کی قیمت جانوں کی زیادہ قربانی دی"

۳:۔ غیر روسیوں کی روس کے جس قدر رقبہ پر سکونت ہے اس کا رقبہ ۹۵ لاکھ مربع میل ہے جو امریکہ کے کل رقبے سے زیادہ ہے کیونکہ امریکہ کا رقبہ ۹۳ لاکھ مربع میل ہے لیکن اس کے باوجود ان کی کمائی خود ان کے کام آتی ہے اور زیادہ تر روسیوں کے ہاتھ آتی ہے۔

۴:۔ عوام ہوشربا مفلسی کے شکار ہیں۔ بھارتی وفد جس کا صدر کنور بھانا لال جی تھا جب روس کے دورے سے واپس آیا تو اس نے بھارتی پارلیمنٹ میں بیان دیا جو اخبارات میں چھپ گیا کہ:

"روس میں معیارِ زندگی بہت پست ہے ایک بائیسکل کی قیمت ۲۱ روپے ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک قمیض کی قیمت ۱۲۰ روپیہ، ایک سائیکل کی قیمت ۸۰ روپے ہے۔ ہندوستان کا وہ ملازم جس کی تنخواہ اسی (۸۰) روپے ماہوار، روس کے مزدور سے خوش حال ہے جس کی تنخواہ ایک ہزار ماہوار ہو۔" (نوائے وقت ۳ر دسمبر ۱۹۵۵ء)

۵:۔ مساوات کا یہ حال ہے کہ اسٹالن کی سالانہ تنخواہ ۸ لاکھ ۲۰ ہزار روبل تقریباً نو لاکھ پاکستانی روپے تھی اور تیس کوٹھیوں اور چار موٹروں کے لئے ایک لاکھ روبل تقریباً سوا لاکھ کی رقم الگ مقرر تھی اور تمام اشیاء صرف کو وہ ان اشیاء کی لاگت سے اسی فی صد کم پر خریدتا تھا۔ (رسالہ فریڈم فرسٹ، مندرجہ پاسبان کوئٹہ ۲۰ر دسمبر ۱۹۵۲ء)

لیکن نورالدین زنگی بادشاہ اسلام جس نے متحدہ یورپ کو شکست دی تھی۔ اس کا کل ترکہ جس میں دو دکانیں تھیں جس کا کرایہ تیس دینار یعنی ۷۵ روپے ماہوار پاکستانی سکے کے برابر تھے جہاد کے لئے اپنا گھوڑا نہ تھا، عاریتاً لیا تھا اور جہاد سے واپس ہو کر مالک کو واپس کر دیتا تھا ؎

آن مسلمانان کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی فقیری کردہ اند

انسانی حریت اور سوشلزم حریت انسانی کی بنیاد شرافت ہے۔ حیوانات اس شرافت سے محروم ہیں۔ آزاد انسان ان سے کام لیتا ہے اور گھاس کھلاتا ہے۔ سوشلزم تحریک شروع میں کسانوں اور مزدوروں کی جماعت سے سب کچھ کراتی ہے لیکن جب حکومت قائم ہو جاتی ہے تو اس سوشلزم حکومت کا پنجہ زندگی کی گہرائیوں میں اس قدر گڑ جاتا ہے کہ عوام کے افکار و عقائد سب لیڈران سوشلزم کے خیالات میں گم ہو کر فنا ہو جاتے ہیں انہیں سے محنت لی جاتی ہے اور لیڈر جیسا چاہتے ہیں ویسا کھانا کھلاتے ہیں۔ ان پر اگر ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہوں تو وہ اف نہیں کر سکتے کیونکہ نہ تحریر کی آزادی نہ تقریر کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ اجتماع کی اور نہ جلوس کی، ہڑتال تو بڑی چیز اور وہ ایسا کب کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کی ضروریات کی اشیاء حکومت کے ہاتھ میں ہیں، پریس حکومت کے ہاتھ میں ہیں، تعلیم حکومت کے ہاتھ میں۔ خورد و نوش کا سامان حکومت کے ہاتھ میں ایسا سمجھو کہ سوشلزم ممالک کا وسیع رقبہ ایک وسیع جیل ہے۔ چند کامریڈ اس کے جیلر ہیں۔

ایم وائی اشترائی ۱۹۳۷ء میں لکھتا ہے کہ:

"روس میں عام مزدور کی ماہوار تنخواہ ۱۱۰ سے ۴۰۰ روبل تک ہے روبل تقریباً سوا روپے پاکستانی ہے۔ درمیانہ افسر تین سو ماہوار سے ایک ہزار روبل تک اونچے افسر ڈیڑھ ہزار سے دس ہزار ماہوار تک اور بہت اونچے بیس ہزار سے تیس ہزار ماہوار روبل تک تنخواہ لیتے ہیں جو اکثر روسی ہیں۔ سٹالین نے مزدوروں کی تنخواہ میں اضافے کے جواب میں کہا، مارکسزم مساوات کا دشمن ہے۔" (مارکسزم نمبر ص۱۰)

یہ حال ہے مزدور اور کسانوں کا۔

اسی غیر فطری نظام کا نتیجہ ہے کہ روس اور چین دونوں کے تجربے نے ثابت کیا کہ:

"سوشلزم کے اس اصول پر عمل کرنا کہ تمام زمین پر اجتماعی کاشت ہونا ممکن العمل ہے اور شخصی ملکیت میں ہاتھ ڈالنا زراعت کو تباہ کرنا ہے بلکہ سوشلزم جذبۂ کار کے شوق کو ختم کرتا ہے اس لئے یہ نظام صنعتی اور زراعتی پیداوار کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔" (دیکھو سرکاری رپورٹیں روس اور چین کی مندرجہ سوشلزم نمبر از ص۲۷ تا ص۲۸۴)

بقول اقبال مرحوم ؎

اگر تابے کنی جمہور پوشد ہماں منہگامہ ہا در انجمن است
دوس اندرول آدم نمیرد ہماں آتش میاں مرزعن است

زمام کار اگر مزدور کے ہاتھوں میں ہو پھر کیا
طریق کوہکن میں بھی وہی حیلے ہیں پرویزی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادی اور سوشلزم نظامِ حیات میں جب تاریخی ارتقار ایک طے شدہ چیز ہے تو سوشلزم کے لئے پچاس سالہ محنت اور خون خرابہ اور قربانیوں کی کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ طے شدہ ارتقار کا ظہور لازمی تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ انقلاب بیرونی عامل کا جس کو مشیت الٰہی کہا جا سکتا ہے اسی کا اثر ہے جو اس جہاں کی ہر تبدیلی کا محرک ہے اور یہ ایک ماوراء الطبیعاتی عمل ہے۔

بہر حال سوشلزم کے باطن سے جو بھی واقف ہوگا۔ اس کو ہر غیر سوشلسٹ کا مزدور اور کسان آزاد اور خوشحال نظر آئے گا۔ پروپیگنڈے کی ساحری سے لاشعوری طور پر کچھ لوگ ضرور اسوۂ روس و چین کے شیدائی بنتے جا رہے ہیں۔ لیکن نتائج کے موازنہ کے بعد حقیقت کھل جاتی ہے کہ ایسا کرنے سے کھویا بہت کچھ جاتا ہے اور ہاتھ کچھ نہیں آتا۔ وَاللّٰہُ الْھَادِیْ اِلٰی سَبِیْلِ الرَّشَادِ۔

اشتراکیت اس لامحدود جبر و تشدد کا نام ہے کہ نہ کوئی قانون اس پر حد بندی کر سکتا ہے اور نہ اخلاقِ جبری۔ محنت شروع میں مرد اور عورت دونوں سے لی جاتی رہی اور اپنے اصلی وطن سے اکھیڑ کر لاکھوں نہیں کروڑوں خاندانوں کو بہ جبر دور دراز علاقوں میں محنت لینے کے لئے دھکیلا گیا۔

پراودا کی ۲۶ جولائی ۱۹۵۸ء کی اشاعت میں اس قانون کا اعلان کیا گیا ہے:

"سٹرائک کرنے والوں کو ۱۵ سال قید کی سزا دی جا سکتی ہے اسی طرح ملازم کی ۲۰ منٹ محنت کے لئے تاخیر سے پہنچنے کی سزا بھی ۴ ماہ کی جیل ہے۔ اس طرح انہوں نے تشدد کو ایک مقدس عمل قرار دیا۔ لینن نے صاف اعلان کیا کہ مت سمجھو کہ میں انصاف کی تلاش میں ہوں اب انصاف کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی۔" (بحوالہ ایشیا پوائنٹ ص۲۱، ص۲۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشتراکیت کی اشاعت نتیجۂ تشدد ہے نہ نتیجۂ صداقت

اشتراکیت کی بنیاد چونکہ بغض و عداوت اور طبقاتی جنگ پر ہے۔ اس لیے اس نظریہ کو قبول عام حاصل ہوا۔ نہ اس وجہ سے کہ اس نظریہ میں کوئی صداقت و افادیت ہے۔

اشتراکیت پر تشدد

شروع میں علمبرداران اشتراکیت نے کسانوں اور مزدوروں کو سبز باغ دکھایا اور ان کو ارباب اقتدار اور اعلیٰ طبقے کے افراد کے دلوں میں نفرت و عداوت بھر کر ان کے خلاف بھڑکایا۔ چونکہ ہر ملک میں غریب طبقے کی تعداد زیادہ ہوتی ہے لہٰذا اکثریت نے ان کے وعدوں پر اعتماد کر کے ان کا ساتھ دیا۔ جس کی وجہ سے معمولی اقلیت اور عظیم اکثریت کے درمیان مقابلہ شروع ہوا۔ ایسے مقابلے کا قدرتی نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ اکثریت کامیاب ہو۔ اس لیے یہ کسی صداقت کا نتیجہ نہ تھا۔

اشتراکیت کو جب حکومت حاصل ہوئی اور اقتدار ہاتھ میں آیا۔ چونکہ اس جدید انقلاب کے اقتدار کو مضبوط کرنے میں بھی کافی وقت صرف ہونے کی ضرورت تھی۔ اس وقت اس تحریک کی اصلی حقیقت اور اشتراکی قیادت کے وعدوں کی الفاظی کی حقیقت عوام پر پوری طرح کھل گئی۔ جب اشتراکی حکومت مستحکم ہو گئی تو اشتراکیوں نے دوسری جنگ کسانوں سے زمین اور مویشی چھیننے کے لئے خود کسانوں سے لڑی اور جیسے کہ ہم نے نقل کیا ہے کہ اسٹالین کے اقرار کے مطابق ایک کروڑ کسانوں کو قتل کیا گیا جو سوشلزم مطبوعہ ۱۹۴۶ء کے صفحہ ۴۵ پر درج ہے۔

یہ اسٹالین کا اپنا اقرار ہے ممکن ہے کہ اصل تعداد اس سے بہت زیادہ ہو اور اشتراکیت قبول کرنے کے لئے اس کے علاوہ روس نے ۱۹ لاکھ افراد کو موت کی سزا دی ۲۰۰ لاکھ افراد کو جلا وطن کیا گیا اور پچاس لاکھ کو مختلف سزائیں دیں۔ (دیکھئے حوالہ کے لئے کتاب سرمایہ دار اور اشتراکیت، ص ۵۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ زمینداروں پر تشدد — چین کے نمائندہ نے اتحادی اسمبلی منعقدہ ۲۳ دسمبر ۱۹۵۱ء پیرس میں رپورٹ پیش کی کہ:

"اشتراکی چین نے ڈیڑھ کروڑ زمینداروں کو پھانسی پر لٹکایا۔" (دیکھو رپورٹ مندرجہ انجام ۵ دسمبر ۱۹۵۱ء)

کوہستان ۱۳ نومبر ۱۹۶۰ء میں ہے کہ:

"مائین نے کمیونزم کے قیام کے لئے پانچ کروڑ مسلمانوں کو قتل کیا۔ یہ قتل صرف مال چھیننے کی حد تک محدود نہ تھا بلکہ دینی عقیدہ اور دین بھی اس تحریک کے علمبرداروں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔"

۳۔ دینی عقیدہ پر تشدد — چینی اخبار تن یات باؤ ہانگ کانگ ۱۱ نومبر ۱۹۶۰ء بحوالہ وارالشیالا لاہور ۲۴ دسمبر ۱۹۶۰ء میں چینی صدر ماؤزے تنگ کے پیروؤں اور چین لبریشن آرمی کا ایک پیغام چینی مسلمانوں کے نام درج ہے جس کا متن یہ ہے:

"اے مسلمانو! گوش و ہوش سے سن لو۔ آج کے بعد تمہیں اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی جائے گی کہ تم اپنے چہرے پر دین کا نقاب ڈال سکو ورنہ تمہیں جلاوطن کر دیں گے یا نیست و نابود کر دیں گے۔ آج کے بعد تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ تم گائے کا گوشت کھاؤ۔ اب تمہیں خنزیر کا گوشت کھانا چاہیئے۔ آج کے بعد تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ تم اپنے اوقات نماز میں ضائع کرو۔ تمہیں اس بات کی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ قرآن کی تلاوت کرو جسے تم مقدس سمجھتے ہو۔ اے مسلمانو! پورے غور سے سن لو تمہیں اپنی مساجد اور مدارس کو ڈھانا ہوگا۔ اپنی اسلامی تعلیمات کو توڑنا ہوگا۔ نماز کو خیرباد اور مقتدے سے انتساب کرنا ہوگا۔"

اس میں شک نہیں کہ چین جمہوریہ پاکستان کا دوست ہے، روس بھی دوست ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بالخصوص سابق تجربہ کی بناء پر چین کی دوستی قابلِ اعتماد دوستی ہے۔ لیکن دوستی کا تقاضا صرف اس قدر ہے کہ ہمارے ان کے درمیان اقتصادی، تجارتی، فنی تعاون ہو اور ہمارا سب پڑوسی حکومتوں سے یہی طرز ہونا چاہیئے۔ ان سے مادی اشیاء حسبِ ضرورت درآمد کریں گے اور ان کو بھی اپنی اشیاء برآمد کریں گے۔ لیکن ان کے خیالات اور افکار کی درآمد پاکستان کی تباہی اور انتشار کا موجب ہوں گے اور ایسے لٹریچر سے پاکستان کی پرسکون فضا درہم برہم ہو کر پاکستان کی جڑوں کو کھوکھلا کر دے گی اور ان افکار کی اشاعت سے ایسی ذہنیت تیار ہو گی جو اسلام کی بنیادی اصول، اخلاقی اقدار پر ضرب لگانے سے دریغ نہیں کرے گی اور ملک کا امن و امان درہم برہم ہو جائے گا۔

ہمارے چودہ سو سال کا قیمتی ورثہ جس کے تحفظ کے لئے ہم نے ماضی میں بھی جان و مال کی بے مثال قربانیاں دیں اور تاسیس پاکستان کے وقت بھی دی۔ اس کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔ ہم جس قدر اشتراکیت کے خلاف ہیں۔ اسی قدر سرمایہ داری اور جاگیرداری کے بھی خلاف ہیں۔

میں نے اس کتاب میں امریکہ اور یورپ کے سرمایہ دارانہ نظام کے تباہ کن نتائج تفصیل سے بیان کئے ہیں۔ ان دونوں نظاموں کی تباہیوں سے بچنے کے لئے اصل علاج اسلام کے معاشی نظام کو رائج کرنا ہے جو میں نے اس کتاب میں اس کا خاکہ پیش کیا ہے۔

یہاں صرف یہ بتلانا ہے کہ اشتراکیت میں افادیت اور انسانی زندگی سے ہم آہنگی موجود نہیں بلکہ یہ نظام سراسر خلافِ فطرت ہے۔ کارل مارکس اور شوپن ہاور یہودیوں کی فساد انگیز تحریک ہے جس کو فطرتِ انسانی قبول کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ صرف جبر و تشدد اور زور کے سہارے سے قائم ہے ورنہ آج اگر سوشلسٹ ممالک میں آزادانہ استصوابِ رائے ہو تو چند کامریڈوں کے بغیر اس کے حق میں کوئی ووٹ نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دے گا۔

اس وقت جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ راہ اعتدال ہے۔ باقی سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام دونوں غیر فطری اور جذباتی ہیں۔ اس لیے ان میں تجربات کے بعد روز بروز تبدیلیاں کی جا رہی ہیں۔ لیکن بالفرض اگر دونوں نظریات رکھنے والوں کے دعوؤں کو سچ بھی مان لیا جائے تو بھی مسلمان کے لئے ان کو اختیار کرنا اور دین فطرت کی ابدی صداقتوں کو ترک کرنا اور اپنے تاریخی ورثہ کو خیرباد کہہ کر ماضی سے منقطع ہونے میں مسلمانوں کی موت ہے اور طاقتور بلاکوں میں سے کسی ایک کا تتمہ اور دُم بن جانا ہے جو ہماری خودی کی موت ہے۔

مغربی یا مشرقی بلاک میں ادغام موت ہے

بقول اقبال مرحوم ؎

دین ہاتھ سے دے کر اگر آجائے حکومت
ہے ایسی تجارت میں مسلمان کا خسارہ

لیکن یہاں تو آجائے حکومت کا سوال ہی نہیں بلکہ آئی ہوئی حکومت کے چلے جانے کا خطرہ ہے۔ ہماری تہذیب مغربی تہذیب میں بڑی حد تک مدغم ہو گئی ہے۔ اب اگر افکار بھی اشتراکی ہو جائیں اور تہذیب تو پہلے سے مغربی ہو چکی ہے تو مسلمانوں کی ظاہری و باطنی دونوں خوبیوں کا خدانخواستہ خاتمہ ہو

اشتراکی نظام اور انسانی فطرت

اشتراکیت کا پورا نظام چونکہ خالص جذباتی نظام ہے۔ اس لیے یہ نظام سراسر عقل اور انسانی فطرت کے خلاف جنگ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ غیر فطری امر کو انسانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جبر و تشدد کے بغیر قبول نہیں کرتا۔ کمیونسٹ ممالک سے اگر ایک لمحہ کے لیے بھی جبر و تشدد ہٹ جائے۔ تو وہاں کے عوام اس نظام کو توڑ کر اپنی اصلی فطرت پر آجائیں گے۔ لہٰذا یہ تحریک قہری و جبری تحریک ہے جس کو تشدد نے عوام پر مسلط کر دیا ہے۔ جس وقت آہنی قلعہ ٹوٹ جائے گا تو یہ تحریک پارہ پارہ ہو جائے گی۔

۱:۔ اختصاص فطری کے خلاف جنگ

اشتراکی نظام جبری ہے اور اختصاصی نظام فطری ہے یعنی انسانی فطرت کا تقاضا یہ ہے کہ آزاد ہو کر جائز طریقے سے اپنے لئے رزق کمائے اور اس کی کمائی ہوئی دولت مساکین کے حقوق کی ادائیگی کے بعد اس کی ذات اور اس کے مرنے کے بعد اس کے ورثہ سے متعلق ہو۔ یہ اختصاص فطرت انسان میں موجود ہے اور کوئی انسان ایسا نہیں کہ وہ اختصاصی جذبے سے خالی ہو۔

اب اشتراک اس اختصاص فطری کی ضد ہے کہ خاص چیز کو عام اور مشترک قرار دیا جائے۔ اس کی مثال بعینہٖ پانی کی طرح ہے کہ پانی کی فطرت سرد ہونا ہے۔ اب اگر پانی کو آگ پر رکھا جائے یا دھوپ میں رکھا جائے تو اس میں آگ یا دھوپ نے بالجبر اور فطرت کے برخلاف گرمی پیدا کی۔ لہٰذا جب تک آگ یا دھوپ کا تعلق یا تسلط رہے گا۔ پانی اپنی فطرت کے برخلاف گرم رہے گا۔ لیکن جب پانی پر سے آگ یا دھوپ کا تسلط ختم ہو گا تو پانی بغیر کسی بیرونی سبب کے خود بخود سرد ہو جائے گا۔ اسی طرح کمیونسٹ عوام کی فطرت سے جس وقت اشتراکیت کا تسلط ختم ہو جائے گا تو فوراً اشتراکیت کی جگہ اختصاصیت آجائے گی جو انسانی فطرت ہے۔

۲:۔ شخصی آزادی کے خلاف جنگ انسان کی فطرت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکتساب رزق اور مالکانہ اختیارات میں آزاد ہو۔ حیوانات کی طرح دوسروں کا آلہ کار نہ ہو۔ لیکن اشتراکی نظام اسی فطری جذبے کو ختم کر دیتا ہے۔ ہم نے لینن کا یہ قول نقل کیا ہے۔

"اشتراکیت کی حقیقت یہ ہے کہ انسان اس سے پہلے جانوروں پر سوار ہوتا تھا اب انسانوں پر سوار ہوگا۔"

تمام قومیں حق خود اختیاری کو تسلیم کرتی ہیں اور سیاسی آزادی کے لئے لڑ رہی ہیں لیکن اگر سیاسی غلامی کے ساتھ شخصی غلامی بھی شامل ہو تو انسان کا شرف انسانیت ختم ہو جاتا ہے اور وہ ریاست کو کمانے کے لئے ایک جامد مشین بنا لیتا ہے جس سے اس کا فطری حق اور انسانی اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔ اشتراکیت اسی فطری جذبۂ انسانیت کے خلاف جنگ ہے۔

۳۔ انسانی معاشرے کی تنظیم حاجت ہائے ہم پر مبنی ہے۔ اشتراکیت اس کے خلاف جنگ ہے

انسانی معاشرے کا فطری تقاضا یہ ہے کہ افراد معاشرہ میں باہم ارتباط ہو اس لئے فطرت نے انسان کو ایک دوسرے کا محتاج بنایا ہے تاکہ معاشرہ مستحکم اور مربوط ہو۔ اور یہ حاجت فطرت نے دو طرفہ رکھی ہے۔ صاحب ہنر دوسروں کے عمل کا محتاج ہے اور مزدور اجرت عمل کا محتاج ہے۔ [illegible] یہ دو طرفہ حاجت قائم رہتی ہے افراد معاشرہ باہم دگر مربوط رہیں گے لیکن اگر سب ریاست کے لئے کام کریں تو افراد کا باہم ریاست سے تو ربط ہوگا لیکن آپس میں ارتباط ختم ہو جائے گا۔ قرآن میں [illegible] سخریا [illegible] اسی حکمت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴:۔ اشتراکیت انسانی اخلاقِ فاضلہ کے خلاف جنگ ہے۔

انسان کی بلندی اس کے اخلاقِ فاضلہ سے وابستہ ہے کہ وہ ایک دوسرے پر احسان کرے، ایثار کرے، ہمدردی کرنے، رحمت و شفقت برتنے۔ لیکن اگر سب یکساں طور پر صرف ریاست کے کارندے ہوں تو یہ فطری شریف اخلاق ختم ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ غیر فطری مساوات میں ان اخلاق کے ظہور کے لئے کوئی گنجائش نہیں۔

۵:۔ اشتراکیت انسان کی فطری تفاوت کے خلاف جنگ ہے

مال کمانے کیلئے فطرت نے انسان کو دو قوتیں دی ہیں۔ فکری قوت جس کے ذریعہ تعلیم یافتہ طبقہ مال کماتا ہے اور جسمانی قوت جس کے ذریعے مزدور کسان کماتے ہیں۔ فطرت نے انسان کی فطری قوت بھی یکساں نہیں رکھی۔ کوئی ایک وقت میں کمزوری کی وجہ سے کم کام کرتا ہے۔ کوئی قوت کی وجہ سے زیادہ۔ جب کمانے کے اسباب میں فطری تفاوت موجود ہے تو اس کے نتیجے میں یعنی مال میں بھی تفاوت ہوگا۔ کوئی کم مالدار کوئی زیادہ ہوگا۔ اس لئے اشتراکیت کی مصنوعی مساوات اس کے فطری تفاوت کے خلاف جنگ ہے۔

۶:۔ اشتراکیت میلان الی اللہ کے خلاف جنگ ہے

انسان کی فطرت میں اگر جسمانی طور پر کھانے پینے کی طرف میلان موجود ہے تو روحانی طور پر اس کے اندر فطرۃً خدا کی محبت اور میلان بھی موجود ہے اور انسان کی پوری تاریخ اس فطری جذبۂ محبت خداوندی کا مظہر ہے۔ لیکن اشتراکیت اس حقیقی خدا کی محبت کے خلاف جنگ ہے اور انسانوں پر چند کا مریڈوں کی خدائی مسلط کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشتراکیت کی بنیادی افکار پر تنقید

پہلا فکر اشتراکیت کی شریعت میں کارل مارکس کو پیغمبر کی طرح تقدس حاصل ہے اس لیئے ہم مارکس فلسفہ کے افکار اس کی کتاب (سرمایہ) سے نقل کر کے اس پر تنقید کرتے ہیں تاکہ اس کی تضاد بیانی اور افکار کی ژولیدگی ناظرین پر واضح ہو جائے ہیگل افلاطونی فلسفہ کی طرح افکار و تصورات کو اصل مؤثر و عامل اور حقیقت سمجھتا ہے اور فطرت کائنات اور انسانی تاریخ اور واقعات کو اس کا تابع سمجھتا ہے۔ لیکن ہیگل کا متبع مارکس تصوریت کو خارجیت کا تابع سمجھتا ہے۔

تنقید لیکن واقع میں دونوں نظریات کلی رنگ میں غلط اور جزباتی ہیں لیکن بعض جگہ تصوریت اصل اور خارجیت تابع ہے جیسے ایک انجنیئر ایک چھاؤنی کا نقشہ ذہن میں تصور کرتا ہے اور یہ فرض کیا جائے کہ وہ نقشہ صرف اختراعی ہے اور اس کی نظیر پہلے سے موجود نہیں تو اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ اس تصور کے بعد جب وہ چھاؤنی تعمیر پاتی ہے تو یہاں تصوریت اصل ہے اور چھاؤنی کا خارجی وجود اس کا تابع ہے کہ اس تصور نقشے کے تحت وہ ظہور میں آیا۔ اس لئے مارکس کا ہر جگہ خارجیت کو اصل اور تصوریت کو تابع قرار دینا غلط ہے۔

لیکن بعض حالات میں خارجیت اصل ہوتی ہے اور تصوریت تابع مثلاً ہم نے ایک بوٹی کو ایک مرض کے لئے بار بار استعمال کیا اور وہ اس مرض میں مفید ثابت ہو کر اس نے مرض کو دور کیا تو اس خارجی عمل سے ایک تصور قانون تعلیل کا پیدا ہوا کہ فلاں بوٹی فلاں مرض کے ازالہ کی علت ہے اسی طرح سائنس کے تمام مادی تجربات کا حال ہے کہ پہلے خارجی وجود میں اشیاء کا تجربہ کیا جاتا ہے پھر ایک قانون کا تصور پیدا ہوتا مثلاً پانی سے بجلی اس طرح پیدا کی جاتی ہے اور ایٹم اس طرح پیدا ہو کر اس کے ذریعہ گاڑی چلائی جاتی ہے یہاں پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارجی تجربات پہلے کیے جاتے ہیں اور ان سے تصوری قانون تعلیل بعد میں پیدا ہوتا ہے کہ ان تمام صورتوں میں خارجیت اصل ہے اور تصوریت تابع ہے لہٰذا مارکس کا یہ نظریہ غلط ہے کہ تمام صورتوں میں تصوریت تابع اور خارجیت اصل ہے۔

اس کے علاوہ ان دونوں مادی فلسفیوں کو یہ اقرار ہے کہ خارجیت اور تصوریت لازم و ملزوم ہیں لیکن اس کے باوجود وہ مادہ اور اس کی حرکت کو ازلی مانتے ہیں اور فطرت کائنات کو حرکت مادہ کا نتیجہ تسلیم کرتے ہیں اور یہ کہ نہ خدا کی ضرورت ہے اور نہ فطرت کائنات کے وجود کے لئے ارادہ کی حاجت ہے لیکن سوال یہ ہے کہ خارجیت کے ساتھ تصوریت ضروری ہے یا پہلے یا پیچھے تو مادہ اور اس کی حرکت کو جب علم خارجیت کے لئے خدا کے مقام پر رکھا گیا تو وہ باتفاق فلاسفہ شعور اور علم اور تصور سے خالی ہے تو تصوریت کہاں سے آئے گی یہ تناقض اور تضاد ہے۔

دوسرا فکر مارکس کہتا ہے کہ:

"مذہب جن اسباب و عوامل سے پیدا ہوا وہ خوف و بے چارگی کا احساس ہے۔ اب فطرت خارجی پر ایک حد تک انسان نے قابو پا لیا ہے اس لیے خوف و دہشت باقی نہیں رہی تاکہ مذہب کا سہارا لینے کی ضرورت ہو۔"

..... مارکس کا یہ فلسفہ بھی سو فی صدی غلط ہے کیونکہ

سقم اول "مذہب خوف سے پیدا ہوتا ہے"

اگر یہ درست ہے تو اشتراکی مذہب بھی معاشی خوف سے پیدا ہوا۔

سقم دوم "فطرت خارجی پر قابو پانے سے خوف زائل ہوا"

سقم سوم اگر زائل ہوا تو پھر اشتراکی مذہب کیوں پیدا ہوا؟ جب فطرت پر قابو پا لیا گیا ہے۔ کیونکہ اشتراکیت بھی ایک مذہب ہے جیسے ہم نے اسی کتاب میں ثابت کیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲:۔ کیا اس وقت جب کہ فطرت پر قابو پالیا گیا ہے خوف زائل ہو گیا یا اس میں لاکھ گنا ترقی ہوئی؟ خصوصاً ایٹم کی دریافت کے بعد۔ لہٰذا فطرت پر قابو پانے سے خوف کا دور ہونا بالکل غلط ہے۔

۳:۔ اس کے علاوہ صحیح مذہب کی بنیاد خدا کی توحید پر ہے۔ اگر بقول مارکس ہی دور میں توحید ماننے کی ضرورت نہیں کہ فطرت پر قابو پالیا گیا ہے اور اس نے خوف دور کیا تو اس دور میں خدا پر قابو پالیا گیا ہے کہ اس سے خوف نہ کیا جائے یا یہ کہ اس دور میں اس کی قدرت کی وسعت اور زیادہ منکشف ہوئی کہ کائنات میں اس نے نہایت حکیمانہ قوانین وضوابط رکھے ہیں جن کی وجہ سے سائنس ظہور میں آئی کیونکہ سائنس دریافت کرنا قوانین قدرت کا نام ہے۔

۴:۔ اور کیا چودہ سو سال قبل جب اسلام نے توحید باری تعالیٰ پھیلائی، اور بے شمار معبودان باطل کا خوف زائل کیا تو اس وقت فطرت پر قابو پالیا گیا تھا؟ اگر نہیں تو فطرت پر قابو پالینے کو ازالہ خوف میں مؤثر سمجھنا غلط ثابت ہوا۔

۵:۔ نیز مادہ اور اس کی حرکت کو ازلی سمجھنا جو مادہ پرستوں کا مذہب ہے یہ کس خوف کا نتیجہ ہے؟ شرک کے مذہب کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ انہوں نے غیر اللہ کے خوف سے شرک اختیار کیا۔ لیکن جب اسلام نے کروڑوں انسانوں کے شرک کو مٹایا اور صرف اللہ کے خوف کو قائم رکھا تو انہوں نے ازالہ خوف تبلیغ اسلام سے کیا یا فطرت پر قابو پانے سے۔

تیسرا فکر مسئلہ اضداد جس کو آج کی اصطلاح میں جدلیات بھی کہتے ہیں مارکس کہتا ہے کہ:

"ہر نظام زندگی، ہر تصور، ہر مادی شے اور معاشرتی حالت اپنے اندر ایک ضد کی پرورش کرتی ہے جو ایک خاص وقت پر ظاہر ہو کر اس سے متصادم ہوتی ہے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس تصادم سے ایک نیا نظام نیا تصور، نئی مادی شے یا نئی معاشرتی حالت پیدا ہوتی ہے بالفاظ دیگر ہر شے دو متضاد حقیقتوں یا متضاد صفات کا مجموعہ، ہوتی ہے۔ مثلاً ایک لکڑی سخت ہے کہ اس پر چیز رکھی جا سکتی ہے اور نرم بھی کہ اس میں میخ ٹھونکی جا سکتی ہے۔ یہ فلسفہ اضداد ہیگل سے ماخوذ ہے"

سعید ... ان دونوں فلسفیوں نے اضداد کا مفہوم غلط سمجھا ہے دو چیزوں میں فرق اور چیز ہے اور تضاد اور چیز ہے۔ انجینئرنگ اور ایگریکلچر میں فرق ہے۔ لیکن تضاد نہیں۔ خود اطالوی فلسفی نے بھی فلسفہ اضداد کی تردید کی، جس کا نام کروس ہے وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"ان دونوں نے دو چیزوں کے فرق کو تضاد سمجھا ہے جو غلط ہے۔ مذہب اور آرٹ اور فلسفہ میں فرق ہے لیکن آپس میں ضد نہیں، جن تصورات کو ایک دوسرے کا ضد قرار دیا جاتا ہے وہ ایک اصل کے دو فرع ہیں اور ایک دوسرے کے مکمل ہیں۔"

دوسری بات کہ "ہر نظام زندگی اپنی ضد کی پرورش کرتا ہے جو ایک خاص وقت پر ظاہر ہو کر اس سے متصادم ہوتی ہے جس سے نیا نظام پیدا ہو جاتا ہے۔

اصولی طور پر اس میں ایک غلطی تو یہ ہے کہ اگر جدید نظام کی پیدائش اضداد کے تصادم کا ایک طبعی نتیجہ ہے تو اشتراکی نظام نے مسئلہ اضداد کے تحت خود بخود پیدا ہونا تھا تو اس کے لیے کروڑوں انسانوں کی تباہی اور جد وجہد کی کیا ضرورت تھی؟ اس خاص وقت کا کیوں انتظار نہیں کیا گیا۔ جس سے مسئلہ اضداد کے تحت پُرامن طریقے سے نظام اشتراک پیدا ہوتا جب کہ مسئلہ اضداد کے اصول کے تحت وہ اس خاص وقت سے پہلے پیدا ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ اگر ایک بچہ شکم مادر سے مقررہ وقت پر پیدا ہوتا ہے تو اس میں ہنگامے برپا کرنے کی کیا ضرورت؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری غلطی یہ ہے کہ اگر مارکس کا نظریہ درست تو ہر نظام کی طرح اشتراکی نظام بھی اپنی ضد کی پرورش کرتا ہوگا۔ پھر مستقبل میں ایک نیا مختلف نظام تصادم اضداد سے پیدا ہوگا۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ ہر نظام کی طرح تصادمِ اضداد کے قانون کے تحت اشتراکی نظام بھی کوئی مستقل نظام نہیں۔ اس کو ختم ہونا ہے۔

تیسری غلطی یہ ہے کہ جب ہر نظام، ہر تصور اور ہر مادی چیز قانونِ اضداد کا قدرتی نتیجہ ہے تو انسانی سعی و عمل و جد و جہد محض بیکار اور لغو ہے۔

ان تین غلطیوں سے معلوم ہوا کہ مارکس اس نظریہ میں تضاد کا شکار ہوا ہے اور متضاد راہوں پر گامزن ہے۔

چوتھی غلطی یہ ہے کہ ان دو فلسفیوں کا یہ کہنا کہ ہر مادی شے اپنی ضد کی پرورش کرتی ہے، صاف غلط ہے۔ فلسفہ کے لحاظ سے مادی شے جوہر اور قائم بالذات ہوتی ہے اور جوہری اشیائیں تضاد ناممکن ہے۔ کیونکہ تضاد اوصاف اور عرضی اشیاء میں ہوتا ہے۔ مثلاً سیاہی سفیدی کی ضد ہے۔ وہ دونوں بیک وقت ایک ہی چیز کے ساتھ قائم نہیں ہو سکتی۔ لیکن جوہری اور مادی چیزیں کسی دوسری چیز سے قائم نہیں، بذاتِ خود قائم ہیں۔ ان میں تضاد نہیں۔

پانچویں غلطی یہ ہے کہ سختی و نرمی کی جو مثال دی گئی کہ لکڑی میں دونوں جمع ہیں بالکل غلط ہے۔ اولاً اس وجہ سے کہ اگر وہ ضد ہوتی تو جمع دو ضدوں کا ایک محل میں ممکن نہیں، جیسے گرمی و سردی۔ دوم اس وجہ سے کہ لکڑی نہ لوہے کی طرح سخت ہے نہ پانی کی طرح نرم، بلکہ سخت چیزوں کی درمیانی قسم ہے۔ سخت چیز کی تین قسمیں ہیں۔

اعلیٰ :- جس میں میخ کو نہ ٹھونکا جا سکے۔ اگر ٹھونکی جائے تو ٹوٹ جاتی ہے اور آگ سے بھی نرم نہ ہو سکے، جیسے پتھر۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوم :۔ وہ کہ میخ اس میں ٹھونکی جاسکتی ہے مگر تکلیف کے ساتھ اور وہ آگ سے نرم ہوسکے جیسے لوہا۔

سوم :۔ جو درمیانی قسم ہے کہ میخ اس میں آسانی کے ساتھ گھس سکے وہ لکڑی ہے لہٰذا اس میں نرمی کا تصور غلط ہے بلکہ وہ سخت اشیاء کی ایک قسم ہے۔ یہ صاف تضاد بیانی ہے۔

چوتھا فکر مارکس کہتا ہے کہ:

"مادہ ازلی ہے اور اس کا وجود ہی ہمارے ادراک و شعور پر موقوف نہیں اور کائنات کے جملہ مظاہر مادہ کی حرکت کے اثرات ہیں۔"

تنقید اس میں تضاد ہے کیونکہ اشتراکیت کا انکار خدا اس اصول پر مبنی ہے کہ وہ ہمارے شعور سے خارج ہے اور تجربات اور مشاہدات کے دائرے سے باہر ہے تو جب مادہ بھی ادراک و شعور کے دائرے سے باہر ہے تو اس کو کیونکر تسلیم کیا گیا ہے اگر کہا جائے کہ آثارِ مادہ سے ہم نے استدلال کیا تو کیا یہی استدلال آثارِ قدرتِ الٰہی سے خدا کے وجود پر نہیں ہوسکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کائناتِ عالم کو مادہ اور حرکتِ مادہ کی طرف منسوب کرنا اور خدا کی طرف منسوب نہ کرنا اس لیے نامعقول ہے کہ کائنات میں حیات بھی موجود ہے۔ مثلاً انسان وغیرہ میں اور مادہ بالاتفاق حیات اور زندگی سے خالی ہے تو منفی سے مثبت اور غیر زندہ مادہ سے زندگی کس طرح وجود میں آئی جب کہ مثبت ہی سے مثبت پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً کوئلہ اور لکڑی میں آگ موجود ہے تو اس سے آگ وجود میں آسکتی ہے لیکن راکھ اور خاکستر میں آگ موجود نہیں تو اس سے آگ وجود میں نہیں آسکتی۔ اس لئے مادہ کی طرف زندگی اور زندہ اشیاء کو منسوب کرنا خلافِ عقل ہے معقول یہ ہے کہ زندہ ذات یعنی ربّ العالمین کی طرف عالم کو منسوب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے۔ جب تم نے مردہ چیز کو خدا کا مقام دینا ہے تو پھر زندہ خدا کو ماننے سے کیوں گریز کیا جاتا ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ کائنات کا نظام پُرحکمت ہے اور وہ نہایت حکیمانہ قوانین پر مشتمل ہے جسکو وقتاً فوقتاً سائنسی تجربات سے ہم معلوم کرتے ہیں تو کیا ایسا نظام خدائے علیم وحکیم کی طرف منسوب کرنا معقول ہے یا اس مردہ اور بے جان مادہ کی طرف جو علم وحکمت اور شعور تک سے خالی اور محروم ہے؟

چوتھی بات یہ ہے کہ عالم کے اندر ایک معقول ترتیب ہے۔ انسانی اعضاء کے کل پُرزے باہم دگر مرتب ہیں۔ اگر اس ترتیب میں ذرا برابر فرق پڑ جائے تو انسان بیمار ہو جاتا ہے اور اس کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔ اسی طرح حیوان ونباتات میں بھی ترتیب ہے یہ ترتیب جو علم الحیوانات اور علم النباتات میں واضح کی گئی ہے اور ستاروں میں بھی ترتیب ہے علم وحکمت کے بغیر اتفاقی طور پر پیدا نہیں ہو سکتی۔

فلاسفہ جدید کا اتفاق ہے کہ اگر کاغذ کے مساوی سائز کے ٹکڑے کاٹے جائیں اور ایک پر ایک کا ہندسہ لکھا جائے اور دوسرے ٹکڑے پر دو کا تیسرے پر تین کا، دس تک اور اس کو ایک تھیلے میں ڈال کر ایک اندھے آدمی کو دیا جائے یا کسی ان پڑھ کو دیا جائے اور اس سے کہا جائے کہ تم اس میں سے ایک ایک ٹکڑا نکالتے جاؤ تو اگر وہ کاغذ کے ان ٹکڑوں کے نکالنے کا عمل اربوں سال تک کرتا جائے تو بالترتیب ایک سے دس پر زوں کے نکالنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ تو عالم کائنات کی یہ عظیم ترتیب اندھے اور بے سمجھ مادہ سے اتفاقی طور پر کیونکر وجود میں آئی؟ اسی کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا۔

صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْ اَتْقَنَ كُلَّ شَیْءٍ (پ۲۰، ع۳)

کائنات اسی خدا کی کاریگری ہے جس نے مضبوط ترتیب ہر چیز میں قائم کر رکھی ہے۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱:۔ اسی وجہ سے ولپوٹارک ریزک نیوٹن کہتا ہے کہ :۔

"موجودہ ترتیبِ عالم ایک ذاتِ علیم و قدیر کے بغیر ممکن نہیں۔"

۲:۔ ہربرٹ سپنسر کہتا ہے کہ

"یہ ضروری ہے کہ انسان کے اوپر ایک علم و حکمت والی ازلی ابدی قوت موجود ہے۔"

۳:۔ فیملی فلاریاں کہتا ہے کہ :

"تمام فلاسفہ اس بات کے سمجھنے سے عاجز ہیں کہ وجود کیونکر آیا۔ اور کیونکر اس نے ترقی کی۔ لہٰذا وہ ذاتِ خالق کے اقرار پر مجبور ہیں۔"

۴:۔ قونتل انسائیکلو پیڈیا میں لکھتا ہے کہ :

اللہ کی ہستی کا علم واضح اور بدیہی ہے۔"

پانچویں بات یہ ہے کہ مادہ اشیاء خود بخود کوئی خاص صورت اور شکل اختیار نہیں کر سکتا۔ جب تک ایک ماہر اور صاحبِ علم شخصیت اس میں تصرّف نہ کر دے۔ سائنسی مصنوعاتِ جدیدہ مادے کی مختلف شکلیں ہیں۔ کیا یہ شکلیں مادہ سے خود بخود وجود میں آئیں یا ماہرینِ فن کے فعل و عمل سے؟ اسی طرح کائنات کا عظیم مصنوع کے وجود میں آنے کے لیے بھی ایک ماہر ذات کی ضرورت ہے۔ اور وہ خدا ہے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ تجربات و مشاہدات میں خدا کا نہ پایا جانا اس کے نہ ہونے کی دلیل نہیں۔ عدمِ علم اور چیز ہے اور علمِ عدم اور خود مادہ جو تحقیق کی رو سے برق پاروں کا نام ہے اس کو اور اس کے خواص کو ہم نہیں جانتے۔ حیات اور زندگی اور روح کے باطنی صفات کو ہم مشاہدہ اور تجربہ میں نہیں لا سکتے اور پھر بھی ہم ان کے وجود کا اقرار کرتے ہیں۔

ساتویں بات یہ ہے کہ مادہ کل کمالات میں خود انسان سے کم درجے کی چیز ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور انسان اشرف المخلوقات ہے تو پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ کمتر چیز کو تخلیق کائنات منسوب ہو اور انسان اشرف کو منسوب نہ ہو؟

آٹھویں بات یہ ہے کہ انسان آخری ترقی یافتہ مخلوق ہے اس کی ترقی اور ذہنی اور فکری ارتقاء کے لئے ایک ایسی ہستی کا وجود ضروری ہے جو اس کی ترقی اور بلند خیالی کے لیے نمونہ بن سکے۔ جیسے کم کمال رکھنے والا ہمیشہ اپنے سے بڑے باکمال ہستی کے نمونہ کو دیکھ کر اس کی نقل اتارنے اور اس سے مشابہت پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ایسی ذات خدا کا وجود ہو سکتا ہے۔ نہ مردہ بے جان اور بے سمجھ مادے کا۔

نویں بات یہ ہے کہ انسانی اصلاح اور درستی کے لئے ایسی ذات کا یقین ضروری ہے کہ اس کے کمال اور قدرت اور عدل، حکمت و جلال میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو تاکہ اس ذات کی دلوں کے باطن پر عظمت و حکومت برائی سے مانع اور بھلائی پر ابھارنے والی ہو۔

دسویں بات یہ ہے کہ دنیا میں ضعیف اور کمزور افراد کی تعداد زیادہ ہے اور غالب اور قوی اور با اقتدار لوگ ان پر ظلم کرتے ہیں۔ عالم اسباب میں ان کے ٹوٹے ہوئے دلوں کے لئے کوئی سہارا نہیں ہوتا جس سے ان کی یاس اور ناامیدی آس اور امید میں بدل جائے اور ان کے دلوں کے لیے قوت اور اطمینان کا سامان ہو۔ یہ فطری ضرورت خدائے قادر مطلق اور علیم اور خبیر کی ذات پر یقین کرنے سے پوری ہو سکتی ہے، نہ مردہ اور عاجز مادہ کی تسلیم سے اس لیئے خدا کی ضرورت عقلی بھی ہے فلسفی بھی ہے اور فطری بھی ہے اور اصلاحی اور ارتقائی بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پانچواں فکر

ابدی صداقتوں اور وحی سے انکار

مارکس کہتا ہے کہ:

"کوئی صداقت ابدی نہیں بلکہ حالات کی تابع ہے حالات جب بدل جاتے ہیں تو صداقت بھی بدل جاتی ہے اس لئے کوئی صداقت ہمیشہ کے لئے صداقت نہیں۔ احوال حرکتِ مادہ کے نتائج ہیں جو تغیّر پذیر ہیں تو صداقت بھی تغیّر پذیر ہے۔"

"انسان کی اندرونی قوت کے سوا کوئی اور ذریعہ علم نہیں۔ اس لئے وحی کا افسانہ غلط ہے۔"

..... اگر کوئی صداقت ابدی نہیں تو اشتراکیت کی صداقت اور مادہ اور مادہ کی حرکت کی صداقت بھی ابدی نہیں۔ جب احوال بدل جائیں گے تو یہ دونوں صداقتیں بھی ختم ہوں گی اور اگر یہ ختم نہ ہوں گی تو یہ تضاد اور تناقض ہے اور کیا ظلم کی برائی اور انصاف کی بھلائی ابدی نہیں اور اس طویل عرصے میں سب احوال کی تبدیلی سے وہ کیوں نہیں بدلے؟

درحقیقت ابدی صداقتوں کا انکار کوئی معقول نظریہ نہیں بلکہ یہ مادیت کا لازمی نتیجہ ہے، جب مادہ پرستوں نے یہ نظریہ قائم کیا کہ کائنات فطرت اور انسانی تاریخ کے واقعات حرکتِ مادہ کے ناگزیر نتائج ہیں اور مادی مقاصد ہی سب کچھ ہے تو اس خیال سے خود بخود ضابطۂ اخلاق اور ابدی صداقتوں کا انکار لازم آتا ہے تاکہ مادی فوائد کے حصول کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

باقی وحی کا انکار تو اس لئے غلط ہے کہ وحی کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کے دل و دماغ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں روحِ مطلق یعنی خالقِ کائنات کی طرف سے الفاظ اور مطالب کا القاء ہو۔ خدا کے ثبوت میں دلائل پہلے بیان ہو گئے ہیں، اب اس کی طرف سے کسی منتخب ذات کے دل و دماغ میں کسی علم کا منتقل کر دینا یہ وحی ہے جو بوجوہاتِ ذیل درست ہے۔

۱:۔ بہت سے حیوانات مثلاً چیونٹی، شہد کی مکھی، عنکبوت یا مکڑی کے متعلق جدید تحقیقات نے ایسے علوم بیان کیے ہیں جن کو معلوم کر کے انسان حیران ہو جاتا ہے تفصیل کا یہ موقع نہیں، اب ان علوم کا ان حیوانات کو حاصل ہونا کسی تعلیمی مروج طریقے سے ہوا؟ یہ ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہوا۔ نہ وہ کسی اسکول میں داخل ہوئے، نہ کوئی کتاب پڑھی، نہ انہوں نے کسی استاد سے استفادہ کیا تو ظاہر ہے کہ ان کو یہ علوم غیر معروف طریقے یعنی الہام ربانی سے حاصل ہوئے۔

وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا۔ (القرآن)

اور تیرے رب نے الہام سے شہد کی مکھی کو سمجھایا کہ تم پہاڑوں میں اس خاص طریقے سے شہد کا چھتہ بناؤ۔

جب حیوانات میں علم کا خارجی ذریعہ موجود ہے تو کیا انسانوں میں مخصوص حضرات انبیاء علیہم السلام کو خارجی قوت یعنی ذات رب العالمین بذریعہ وحی علوم منتقل نہیں کر سکتی؟

۲:۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ مصنوعاتِ جدیدہ بھی الہامِ الٰہی کا نتیجہ ہے مثلاً سب سے پہلے جس موجد نے ہوائی جہاز کی مشین کو بنانا چاہا اور وہ مشین اب تک بنی نہیں تھی۔ اس لیے اس کے تجربات و مشاہدات سے اس کا صحیح نقشہ خارج تھا۔ اس نے یقیناً اس نقشہ کی طرف اپنے ذہن کو متوجہ کیا ہوگا۔ لیکن موجد کا کام صرف طلب ہے اور فکر ذہن کو متوجہ کرنا ہے۔ ٹھیک نقشہ کا دفعتاً یا بعد از تجربہ ذہن میں آنا، یہ الہامِ ربانی سے ہوتا ہے۔ قرآن نے یہی بیان کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔

مسلمان اور غیر مسلمان دونوں جس چیز کو طلب کریں تو ہم ان کو امداد دیتے ہیں اور تمہارے رب کی امداد کسی سے بند نہیں۔

یہ امداد وہ الہام الٰہی ہے جس سے اس چیز کا نقشہ اس کے دماغ میں ڈال دیا جاتا ہے جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے۔

۳:۔ ٹیپ ریکارڈر کے ذریعے انسان ایک بے جان آلہ میں ایک شخص کے الفاظ اور تقریر کو منتقل کر کے محفوظ کر سکتا ہے تو کیا خالقِ کائنات کے لیے یہ مشکل ہے کہ الفاظِ وحی مثلاً قرآن کسی برگزیدہ رسول کے ذہن میں بے جان آلہ کے ذریعے سے نہیں بلکہ ایک جاندار ملکی قوت کے ذریعے منتقل کر دے۔

حصہ سوم

"اسلامی اعتدالی نظام"

اعتدالیت

اسلام چونکہ دین فطرت ہے اس لیے اسلام نے اپنے معاشی نظام میں بھی فطرتِ انسانیہ کا لحاظ رکھا اور تمام فطری امور کو اپنی حالت میں رہنے دیا۔ البتہ جہاں کہیں ان میں کجی، زیغ اور بے اعتدالی واقع ہوئی تھی اس کا ازالہ کر کے اس کو اعتدال پر لایا گیا۔ اس کے معاشی نظریہ کے خلاف اکتنازیت اور اشتراکیت کے معاشی نظریات میں چونکہ بے اعتدالیت اور فطرتِ انسانی کے حدود سے انحراف موجود تھا کیونکہ یہ دونوں نظریات جذباتی تھے۔ اور جذباتی نظریات کے لیے فطرت کی حدود شکنی لازمی ہے اس لیے اسلام نے اپنا معاشی نظام ایسا معتدل اور موافق

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فطرت رکھا کہ اس میں انسان کے تمام طبقات کا معاشی تحفظ اور حقوق کی رعایت بھی موجود رہی اور سرمایہ دارانہ نظام اور اشتراکی نظام کی تمام خامیاں بھی اس میں دور کی گئیں۔ اسلام نے اپنے معاشی نظام میں ان تمام دروازوں کو بند کیا جن سے عوام کی معاشی حالت متاثر ہوتی تھی اور جن سے سرمایہ دار غریب طبقے کا خون چوستے تھے اور ان تمام امور کی بھی مخالفت کی گئی جن سے انسانی حریت اور شرافت اور خود مختارانہ جوشِ عمل پر برا اثر پڑتا تھا۔ مال کے سکون کو اس نے حرکت میں تبدیل کیا اور غربا میں امرا کے خلاف حسِ عداوت کو تیز کرنے کی بجائے حسِ ایمانی اور اخلاقی کے ذریعے دونوں میں محبت کا ربط قائم کر کے فقرا کے حقوق کو محفوظ کیا گیا اور بجائے غیر فطری مالی مساوات کو قائم کیا اور قوانین عدلیہ میں امیر و غریب اور شاہ و گدا کو برابر رکھا اور ایسے امور میں جو انسانی جد و جہد کی پیداوار نہیں اور جن پر انسانی سعی و عمل اور محنت کے ذریعے سے جائز طریقے سے بالذات یا بالواسطہ کسی انسان کا قبضہ نہ ہوا ہو۔ ان کو سب انسانوں کی مشترک ملکیت قرار دیا۔

یہ وہ دس اصول ہیں جن پر اسلام کے معتدل معاشی نظام کی عمارت قائم ہے۔

امورِ فطریہ انسانیہ کو اپنی حالت پر قائم رکھنا اور اشتراکی بے اعتدالی کی تردید

کمیونسٹ معاشی نظام میں غیر فطری مصنوعی مالی مساوات ہے اور سرمایہ دارانہ نظام میں غیر فطری تفاوت ہے۔ اسلام نے اعتدال قائم کیا اور دونوں کی تردید کی مصنوعی مساوات کی تردید کی کہ وہ خلافِ فطرت ہے۔ جب قدرت نے انسان میں دولت کی تخلیقی قوت میں فرق رکھا ہے اس لیے سب انسانوں کی فکری اور دماغی قابلیت برابر نہیں اور نہ عملی قوت یکساں ہے تو انہی دو قوتوں کے فطری تفاوت کی وجہ سے انسانی طبقات میں مالی تفاوت کا رونما ہونا لازم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فکری اور دماغی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابلیّت کے تفاوت کی وجہ سے تمام ملازم طبقوں کی تنخواہ یکساں نہیں اور نہ تمام تاجروں کی آمدنی برابر ہے اور نہ تمام اربابِ صنعت و حرفت کی کمائی برابر ہے۔ کیونکہ فکر و عمل کی قوت برابر نہیں۔ اس لیے فطری تفاوت کے ثمرات و نتائج کو اپنی اصلی فطری حالت کے مطابق قائم رکھنا معقول ہے اور اس فطری تفاوتِ مال کے خلاف جدّوجہد درحقیقت فطرت کے خلاف جنگ ہے، جس کو کسی طرح معقول قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس لئے اسلام نے اس فطری تفاوت کو برقرار رکھا اور امراء و غربا کے دونوں طبقوں کا وجود تسلیم کیا اور امراء کے طبقہ پر ایسی پابندی عائد کی کہ غریب طبقے کے حقوق بھی محفوظ رہیں اور امراء اپنے فطری حدود سے تجاوز نہ کرنے پائیں۔ یہ پہلی اعتدالیت ہے۔

سرمایہ دارانہ بے اعتدالی کی تردید اور امراء و غربا دونوں کے حقوق کی حفاظت

امراء پر اسلام نے حسب ذیل پابندیاں لگائیں تاکہ اعتدال پیدا ہو کر غریب طبقے کے حقوق محفوظ ہو جائیں۔

۱:۔ امیر طبقہ حدود فطرت و شریعت سے تجاوز کر کے سود کے ذریعہ مال اضافہ نہ کرے، بلکہ اس کے برخلاف غریب طبقہ کی قرض حسنہ کے طور پر امداد کرے۔

۲:۔ رشوت ظلم اور دیگر ناجائز ذرائع سے مال نہ کمائے۔

۳:۔ سرمایہ دار طبقہ وسائل رزق پر مثلاً تجارت، صنعت، کارخانہ سازی، زمینداری، ٹھیکہ داری اور ملازمت پر صرف دولت کے اثر سے اپنا قبضہ جما کر غیر سرمایہ دار طبقے کو محروم نہ کرے تاکہ ان وسائل سے غیر سرمایہ دار طبقہ بھی مستفید ہو سکے اور فطری تفاوت اپنے حدود میں رہے تاکہ وہ قارونیت کی شکل اختیار نہ کر سکے، ورنہ بجائے فطری تفاوت کے قارونی تفاوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رونما ہوگا اور تمام وہ مفاسد اور خرابیاں رونما ہوں گی جو سرمایہ دارانہ نظام کا خاصہ لازمہ ہے۔

۴:۔ امراء کے اموال میں فقراء طبقے کے جو حقوق ہیں، اسلام نے قانون زکوٰۃ و عشر و خراج و دیگر صدقات کے ذریعہ امراء کو فقراء کی حاجت روائی کے لئے جواب دہ قرار دیا تاکہ ہر سال امراء کے مال میں سے مناسب حصہ فقراء کو منتقل ہو کر فطری تفاوت اپنی حد کے اندر رہ کر بڑھنے نہ پائے۔

اسلام نے اپنے معاشی نظام میں اکتنازی اور اشتراکی معاشی نظاموں کی خلیوں کا ازالہ کیا

اکتنازی اور سرمایہ دارانہ نظام میں سب سے بڑی خرابی سودی کاروبار ہے اسلام نے ہر قسم کے سود کو، مفرد ہو، یا مرکب، حرام قرار دیا اور صرف اصل قرضہ کی وصولی کی اجازت دی۔ ارشاد ہے۔

وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ (قرآن)

اگر تم سود سے توبہ کرو گے تو تم کو صرف اصل قرضہ ملے گا نہ تم ظلم کرنے کے مجاز ہو کہ اصل قرضہ سے ایک کوڑی زائد لو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا کہ اصل قرضہ سے ایک کوڑی کم ملے۔

اسی طرح سورہ بقر پ ۳ ع ۶ میں ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰٓوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

اے ایماندارو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو باقی رہ گیا ہے سود اگر تم کو اللہ کے فرمانے پر یقین ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح

اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا (پ۳ - ع۴)

حلال کیا خدا نے تجارت کو اور حرام کیا سود کو۔

ان تینوں آیات میں اللہ نے سرمایہ داری کے بنیادی نقص کو دور کیا اور سود کی تمام قسموں کو حرام ٹھہرایا خواہ اضعافا مضاعفہ ہو یا کم، چاہے ایک چونی فی صد ہو۔ البتہ عرب میں ڈبل سود کا بھی رواج تھا جو سود کی بدترین شکل تھی کہ جب بھی میعاد پر قرضہ ادا نہ ہوتا تھا تو میعاد کے بڑھانے کے ساتھ ساتھ سود کی مقدار بھی بڑھاتے تھے، یہاں تک کہ سود کی رقم دوگنی سے گنی ہو جاتی۔ اس کو بھی قرآن نے خصوصی طور پر حرام کیا۔ وَلَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً میں یہی شکل سود کی مراد ہے۔

الغرض کہ قرآن نے سود کی تمام اقسام کے دروازے بند کر دیئے اور سود خوار کو ایسی شدید دھمکی دی گئی کہ قرآن میں کسی اور جرم پر ایسی دھمکی نہیں دی گئی۔ فرمایا۔

فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ (پ۳ - ع۶)

اگر سود نہیں چھوڑتے تو تیار ہو جاؤ اللہ اور رسول سے جنگ کرنے کے لیے۔

وَاِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِکُمْ (حوالہ مذکورہ)

اگر سود سے توبہ کرو تو صرف قرض لینا ہوگا، نہ اس سے زیادہ چاہے ایک پائی ہو۔

اس سے بعض مغرب زدہ لوگوں کی تحریف قرآنی کی حقیقت واضح ہو گئی کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن نے عمومی سود کو بھی حرام کیا اور ایک مخصوص صورت کو بھی جو قبیح تر تھی۔ اس کی حرمت کو بھی خصوصیت کیساتھ ممنوع قرار دیا۔ ورنہ قرآن کے مضامین میں تعارض لازم آئے گا۔ فلکم رؤس اموالکم والی آیت صرف اصل قرضہ کی وصولی کیساتھ جواز مخصوص کرتی ہے۔ اسی طرح وذروا ما بقی من الربوا والی آیت سود کا جو بھی باقی ماندہ مطالبہ ہو اس کو حرام قرار دیتی ہے۔

اب اگر حرمت صرف ڈبل سود سے مختص ہو تو ان دونوں آیتوں کے خلاف ہوگا اور اگر سب صورتیں حرام ہوں تو سب آیتوں پر عمل ہوگا اور کوئی آیت متروک العمل نہ رہے گی۔ یہی معنی تقریباً چودہ سو سال سے ماہرین قرآن نے سمجھے۔

قرآن کا تواتر لفظی و معنوی قرآن میں لفظی اور معنوی تواتر دونوں ہیں جس طرح الفاظ قرآن تواتر سے ثابت ہیں اور ان کو زمانے کی تبدیلی کی وجہ سے بدلا نہیں جا سکتا تو قرآن کے واضح مطالب بھی متواتر ہیں۔ کسی زمانے میں بھی ان متواتر معانی و مطالب میں تبدیلی و تحریف کی گنجائش نہیں خواہ وہ ربوا یا سود ہو یا صوم و صلوٰۃ یا حج و زکوٰۃ یا دیگر مطالب متواترہ۔

اگر بالفرض مطالب قرآنیہ متواترہ محفوظ نہ رہے اور ہر کس و ناکس جب چاہے اس کو تبدیل کر سکتا ہے تو پھر الفاظ قرآن کی محفوظیت بھی بے فائدہ ہو کر رہ جائے گی۔ کیونکہ حفاظت الفاظ کی غرض حفاظت مطالب و معانی ہے اگر معانی محفوظ نہیں تو صرف لفظ کی حفاظت سے کوئی مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔

حرمت متجزی نہیں حرمت اشیاء میں اسلامی ضابطہ یہ ہے کہ اس میں قلیل و کثیر کے لحاظ سے تفاوت نہیں ہوتا کہ کثیر سود حرام ہو اور قلیل جائز ہو۔ چوری کثیر و قلیل دونوں حرام ہیں۔ ڈاکہ کے ذریعے ناجائز قلیل و کثیر مال حاصل کرنا دونوں صورتوں میں حرام ہے مرار کھانا قلیل و کثیر دونوں ناجائز ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا سود میں یہ حد بندی کہ سود مفرد حلال ہو اور سود مرکب حرام ہو عقل ونقل دونوں کے خلاف ہے۔

الغرض جو چیز مدار حکم ہو۔ خواہ وہ کم ہو یا زیادہ۔ اس سے حکم کی تبدیلی نہیں ہوتی مثلاً چوری حرام ہے اور حرمت کا مدار اس کا چوری ہونا ہے۔ اب چوری تھوڑی ہو یا زیادہ دونوں صورتوں میں حرام ہے اس میں کم وبیش قلیل وکثیر کا حکم ایک ہی ہوگا کہ سب صورتیں حرام ہوں گی۔ اسی طرح مردار حرام ہے خنزیر کا گوشت اور نشہ آور چیز حرام ہے۔ ڈاکہ حرام ہے، غصب اور ظلم حرام ہے۔ ان سب میں کم وبیش، قلیل وکثیر کا ایک ہی حکم ہوگا اور سب صورتیں حرام ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کسی چیز پر فساد کی وجہ سے حرمت کا حکم لگاتی ہے اور فساد خواہ قلیل ہو یا کثیر دونوں واجب الاجتناب ہیں۔

دین میں اس قسم کا تجدد، تجدد اصلاح نہیں۔ تجدد فساد ہے اور تقلید فرنگ کا بہانہ ہے بقول اقبالؒ ؎

محسوس یہ ہوتا ہے کہ آوازۂ تجدید
مشرق میں ہے تقلید فرنگی کا بہانہ

مسلم اور حربی، عبد اور مولیٰ میں جواز ربوٰ نہیں بلکہ عدم وجود ربوٰ ہے۔

بعض مغرب زدہ استدلال پیش کرتے ہیں کہ "فقہ میں مسلمان اور حربی، مولیٰ اور غلام کے درمیان ربوٰ کی صورت کو جائز قرار دیا گیا ہے"

یہ غلط ہے۔ ان دونوں صورتوں میں فقہ نے جواز ربوٰ کا فتویٰ نہیں دیا بلکہ ربوٰ کے وجود سے انکار کیا یعنی ان دونوں صورتوں میں ربوٰ شرعی متحقق نہیں نہ یہ کہ ربوٰ شرعی متحقق ہے لیکن جائز ہے اور ان دونوں صورتوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آسمان و زمین کا فرق ہے۔

ربٰو کا شرعی مفہوم یہ ہے کہ بلا عوض مقابل کسی دوسرے شخص کا معصوم مال حاصل کیا جائے۔ عبد اور مولیٰ میں اگر کوئی ایسا تبادلہ ہو جائے کہ مولیٰ نے غلام کے ہاتھ سے دو روپے ایک روپیہ کے عوض میں لیے تو چونکہ عبد اور غلام کے وہ دو روپے در حقیقت خود مولیٰ کے ہیں۔ اس لیے دو مالکوں میں تبادلہ نہیں ہوا۔ بلکہ یہ ایسا ہوا کہ ایک مالک نے کسی شخص یعنی غلام کے پاس ایک روپیہ بطور امانت رکھا اور دو روپے اپنے جو اس کے پاس تھے وہ واپس لے لیے۔

اسی طرح حربی کا مال مباح ہے۔ شکار اور صید کی طرح اس کی ملکیت نہیں، مالک حقیقی نے اس کی ملکیت کو ختم کیا ہے۔ اب صرف قبضہ ہی فیصلہ کن ہے۔ جب حربی کے مال پر قبضہ کیا گیا تو یہ ایسا ہے، جیسے شکار پر قبضہ کیا جائے یہ بھی دو مالکوں میں تبادلہ نہیں، یہی راز ہے کہ فقہاء نے ان دونوں صورتوں میں لفظ استعمال نہیں کیا کہ یجوز الربٰو بین المسلم والحربی وبین العبد ومولاہ بلکہ یوں تعبیر کی کہ لا ربٰو بین المسلم والحربی ثم ولا بین العبد ومولاہ یعنی دونوں صورتیں سرے سے ربٰو نہیں اور نہ ہی ربٰو کا شرعی مفہوم ان میں موجود ہے۔

اسلام نے اکتنازیت اور احتکاریت اور وسائل رزق پر ایک طبقہ کا قبضہ ختم کیا اور اشتراکیت کے خلاف شخصی حریت کو برقرار رکھا

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (پ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو مال خزانہ جمع کرتے ہیں اور فقراء پر خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی خبر سنادو۔ (قرآن)

۲:۔ اَلَّذِیْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَهٗ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗۤ اَخْلَدَهٗ كَلَّا لَیُنْۢبَذَنَّ فِی الْحُطَمَةِ۔

جو لوگ مال جمع کرتے ہیں اور گن گن کر اس کو رکھتے ہیں۔ ان کو دوزخ میں میں ڈالا جائے گا۔ (قرآن)

۳:۔ صحیح مسلم میں معمر مرفوع حدیث نقل کرتے ہیں۔

من احتکر فھو خاطی (حدیث)

جو انسانی خوراک کو گرانی کی نیت سے ذخیرہ کرے وہ مجرم ہے۔

۴:۔ قرآن نے یہ ارشاد فرما کر ایک طبقہ کا انسانی ذرائع معایش پر قبضہ کرنے کو رد کیا۔

۵:۔ خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ۔ (قرآن)

یعنی زمین کے تمام ذرائع معاش سے استفادہ کرنا تمام انسانوں کا حق ہے۔

پھر انسان اپنی فطری قوتِ فکر و عمل سے اکتسابِ رزق حلال اور اضافہ ملکیت شخصی میں حدودِ شریعت کے اندر رہ کر آزاد ہے اور مالداری کا فطری تفاوت عین فطرت و حکمت ہے۔

۶:۔ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِیًّا۔

ہم نے فطرۃً اکتسابِ معیشت کی قوتیں انسانوں میں تقسیم کی ہیں اور ان میں اونچ نیچ رکھا ہے تاکہ ایک دوسرے سے کام لے سکیں۔

بیضاویؒ لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک دوسرے کو اپنے کاموں کے لئے استعمال کر سکیں اور ان میں الفت اور نظم قائم ہو تاکہ نظامِ عالم درست رہ سکے۔"

حکمتِ تفاوتِ مالی جس حکمت کی طرف قرآن نے اجمالی اشارہ کیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ نظم بشری اور جماعت بشریہ کی تالیف ایک اہم نصب العین ہے انسانی فطرت دیگر حیوانات کے برخلاف اجتماعیت کا مقتضی ہے۔ ہر حیوان بجز انسان کے الگ تھلگ رہ سکتا ہے لیکن انسان مدنی الطبع ہونے کی وجہ سے اجتماعیت کے بغیر ایک لمحہ کے لیے بھی انفرادی صورت میں زندگی نہیں گذار سکتا۔

حاجت لباس انسان کو کپڑے کی ضرورت تھی تاکہ دفع حر و قر یعنی گرمی اور سردی سے بدن کی حفاظت کر سکے۔ کپڑا سوت سے بنتا ہے۔ لہٰذا اس کو ایک مزارع کے تعاون کی ضرورت ہے کہ وہ کپاس کاشت کرے۔ پھر اس کو کپاس میں سے روئی اور بنولے کو ایک دوسرے سے جدا کر دینے کے لیے ایک اور معاون کی ضرورت ہے روئی کو کات کر دھاگہ بنانے کے لیے کاتنے والے کا محتاج ہے۔ دھاگہ حاصل ہونے کے بعد اس کو جلاہے کی ضرورت ہے کہ کپڑا تیار کر دے۔ سینے کے لئے اس کو درزی اور رنگانے کے لئے رنگ ساز کی ضرورت ہے۔ اس پوری جماعت کے تعاون کے بعد وہ کپڑے سے استفادہ کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر اونی اور ٹسری کپڑا ہو یا عورتوں کے لئے ریشمی کپڑا تو ان سب میں ایک انسان کو دیگر متعدد انسانوں کی اعانت کی ضرورت ہے کیونکہ ایک انسان خود تنہا یہ سب کام انجام نہیں دے سکتا۔

مسکن کی حاجت اسی طرح انسان کو مکان کی بھی ضرورت ہے جس میں اینٹ، چونا، پتھر اور سیمنٹ حاصل کرنے کے لیے اس کو دوسرے انسانوں سے مدد لینی پڑتی ہے لکڑی کے کام کے لیے بڑھئی اور نجار اور لوہے کے کام کے لئے لوہار، تعمیر کے لیے معمار اور مزدور کی ضرورت ہے۔ جب کہیں جا کر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مکان تیار ہوگا۔

علیٰ ہذا القیاس خوراک کی فراہمی کے لیے غلہ کاشت کرنے والا، پہننے والا تو یا تنور بنانے والا، ہنڈیا تیار کرنے والا، گھی اور مصالحہ فراہم کرنے والے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جگہ صاف کرنے کے لیے بھنگی، حجامت درست کرنے کے لیے حجام کپڑے دھونے کے لیے دھوبی کی ضرورت ہے جس سے معلوم ہوا کہ انسان کی پوری زندگی کا نقشہ انفرادی نہیں، اجتماعی ہے اور انسان کا یہ اجتماعی نظام حیات حاجت پر مبنی ہے۔

اسی حاجت کی وجہ سے افرادِ انسانی میں ربط، جوڑ اور نظم قائم ہے۔ اگر سب انسان مالداری میں برابر ہوں تو ایک انسان دوسرے سے کس طرح کام لے سکے گا مثلاً اگر مساوی انسانوں میں سے ایک دوسرے سے کہے کہ میری حجامت بناؤ تو وہ کہہ سکتا ہے کہ تم میری حجامت بناؤ۔ میں تم سے کس بات میں کم ہوں؟ یا یہ کہے کہ میرے کپڑے دھو دو تو وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ تم میرے کپڑے دھو لو کیونکہ ہم دونوں برابر ہیں۔ قلی سے کہا جائے کہ یہ صندوق اٹھاؤ تو وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ میں کیوں اٹھاؤں، مجھے اٹھانے کی حاجت نہیں تم خود اٹھاؤ۔

بہرحال کام لینے کے لیے تفاوت کا وجود ضروری ہے کہ کام لینے والا کام کا محتاج ہو اور کام کرنے والا اجرت اور پیسے کا محتاج ہو۔ لہٰذا عمل اور مال میں تبادلہ ممکن ہو سکے گا اور اگر مال یکساں ہو تو یہ تبادلہ ممکن نہیں۔ ہر انسان کو اپنا کام اور عمل خود کرنا پڑے گا۔ اور انسانوں کی ربط باہمی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کیونکہ مدار ربط حاجت ہے۔ یہ قدرت کا عجیب انصاف ہے کہ ربط قائم کرنے کے لیے مالی تفاوت کی ضرورت سمجھی۔ تاکہ بے مال یا کم مال والا، مالدار کے لیے کام اور عمل کر کے مال کما سکے۔ لیکن اگر حاجت صرف حامل کی طرف سے ہوتی تو مالدار فرعون

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بے سامان بن جاتا۔ لہذا قدرت نے دو طرفہ حاجت کا نظام قائم کیا ہے۔ عامل اور مزدور کی اجرت، تنخواہ اور مال کی حاجت ہے تو مالدار کو قدرت نے عمل کا محتاج بنایا تاکہ دو طرفہ حاجت کی وجہ سے ہر ایک دوسرے کا محتاج رہے اور کسی میں شانِ استغنا اور بے نیازی پیدا نہ ہو تاکہ کوئی ایک دوسرے پر زیادتی نہ کر سکے۔

جوشِ عمل کے لئے حریت کی ضرورت اسلام نے شخصی ملکیت کو برقرار رکھ کر اضافہ ملکیت کی تحریک کی وجہ سے اس نے مالکان کے تعطل کو دور کر کے ان میں جوشِ عمل پیدا کیا اور ان کو حیوانیت سے اٹھا کر مقامِ شرفِ انسانیت پر پہنچایا کہ وہ نظامِ اشتراکی کی طرح حکومت کے لیے مشین بن کر کام نہ کرے بلکہ ایک مالک با اختیار کی طرح سعی و عمل میں مصروف رہے۔

اشتراکی معاشی نظام میں انسان دیگر انسانوں پر خدائی قائم کرتا ہے اور اس کی تمام قوتوں کو خود مختارانہ نہیں بلکہ اپنے منشا کے مطابق استعمال کرتا ہے جس سے وہ انسان نہیں رہتا، بلکہ حکومت کی ایک مشین بن جاتا ہے قرآن نے اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح کیا۔

وَاَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى وَهَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

کہ انسان اپنی کوشش اور جدوجہد سے آزاد استفادہ کرنے کا مالک ہے اور جو کچھ اپنی سعی سے کمائے گا اس کو وہ دیکھ پائے گا۔

انسان کو اپنے ہی عمل کا بدلہ ملے گا۔

یہ قانون انسان کے دینوی و اخروی دونوں قسم کے اعمال پر حاوی ہے اشتراکی انسان سے جانور کی طرح کام لے کر گھاس چارہ کھلاتا ہے جو انسان کو حیوان بنانے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مترادف ہے۔

حرکتِ دولت سرمایا دارانہ نظام کی اس خامی اور کجی کو کہ اس میں دولت ایک خاص طبقہ میں ساکن ہو کر رہ جاتی ہے اور دوسرے لوگوں تک حرکت نہیں کرتی جس سے دوسرے لوگوں میں غربت اور افلاس رونما ہو جاتا ہے اور انسان کے اجتماعی جسم کا ایک بڑا حصہ مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔ بعینہٖ اس طرح ہے کہ اگر ایک شخص کے بدن کا خون چند اعضا بدن میں یا ایک عضو میں بند ہو کر رہ جائے اور دوسرے اعضا کی طرف گردش نہ کرے، تو وہ اعضا یقیناً مفلوج ہو کر رہ جائیں گے ایک شخص کے لیے خون اور جماعت کے لیے دولت یکساں طور پر مواد حیات ہے قرآن نے پہلے اس بنیادی اصول کا اعلان کیا۔

لِكَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ ط

کہ تقسیم سب میں اس لیے ضروری ہے کہ مال صرف اغنیا کے طبقے میں گردش نہ کرنے پائے۔

یہ تو اس بنیادی اصول کا اعلان تھا لیکن اسلام نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اسلام نے اصلاحِ معاش کے لیے ایسے قوانین نافذ کیے جن سے حرکت دولت پر عمل ہو۔

۱۔ حرکتِ حیات معاون باطنہ وظاہرہ اندرونِ زمین میں جس قدر دولت ہے خواہ سونا چاندی ہو یا لوہا۔ ان میں فقہ اسلامی کے تحت ۵/۱ یعنی خمس فقرا کو دلوایا تاکہ گردشِ دولت کی تکمیل ہو۔ (فتح القدیر باب الخمس)

یہ تو معدنیاتِ باطنہ کا حال ہے جو محنت و مشقت کے ذریعہ نکالے جاتے ہیں۔ باقی معدنیات ظاہرہ وہ مجموعی حیثیت سے تمام عوام کا حق ہے کسی شخص کے ساتھ یا کسی طبقے کیساتھ مختص نہیں۔ (مغنی ابن قدامہ ج ۶ ص ۱۵۷)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ قانونِ عشر ۱/۱۰ زمین کی ایسی پیداوار جس کی آبپاشی میں تکلیف نہ ہو۔ اس میں فقراء کے لیے سوا حصّہ ہے۔

ما سقتہ السماء او کان عشریا ففیہ العشر (صحیحین عن ابن عمر)

جو زمین بارش سے سیراب ہو، یا دریا کی نمی سے نشو و نما پائے۔ اس کی پیداوار میں فقراء کا حق دسواں حصّہ ہے۔

۳۔ نصف عشر ۱/۲۰ جو زمین رہٹ، ڈول، ٹیوب ویل سے سیراب ہو۔ اس کی پیداوار میں فقراء کا بیسواں حصّہ ہے۔

۴۔ ربع العشر ۱/۴۰ نقد اور اموال تجارت اور تمام کاروباری آمدنی میں نصاب اور ایک سال گزرنے کی شرط پر فقراء کے لیے چالیسواں حصّہ یعنی ڈھائی فیصد کا حق ثابت ہے۔ تقریباً اسی کی لگ بھگ ان مویشیوں میں بھی فقراء کے لیے زکوٰۃ کا حصّہ مقرر ہے جس کی تفصیل فقہ میں ہے۔ مثلاً پانچ اونٹوں میں ایک بکری یا اس کی قیمت چالیس بکریوں یا دنبوں میں جو چر کر پلتے ہوں۔ ایک بکری یا ایک دنبہ یا اس کی قیمت۔ گائے، بیل اور بھینس اگر تیس ہوں تو ایک سالہ بچہ، چالیس ہوں تو دو سالہ بچہ۔

قانونِ استحبابی فقراء نوازیٔ حسِّ اخلاقی کے ذریعہ نہ کہ عدوانی کے ذریعہ

اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ عوام غربت اور افلاس کا شکار رہیں تو امراء کے پاس اپنی ضرورت سے جس قدر مال زائد موجود ہو وہ قانونِ استحبابی کے تحت سب فقراء میں تقسیم ہو۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ ۗ

آپ تو اے پیغمبر! پوچھتے ہیں فقراء پر کیا خرچ کریں آپ کہہ دیں کہ تمام مال خرچ کرو جو ضرورت سے زیادہ ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن حزم ضرورت کے وقت اغنیاء کے اموال کو فقراء پر برابر تقسیم کرنا لازمی قرار دیتے ہیں اور اس پر اجماع صحابہ نقل کرتے ہیں۔

ابن حزمؒ المحلی میں لکھتے ہیں کہ "علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ نے اغنیاء پر ضروریات فقراء پر فرض قرار دیا ہے۔ اگر فقراء بھوکے اور ننگے ہوں اور اغنیاء کے نہ دینے کی وجہ سے تکلیف میں پڑ جائیں تو اللہ تعالیٰ ان سے حساب لے گا اور سزا دے گا۔ ضرورت کے وقت اغنیاء سے مال لے کر سب پر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

ابو عبیدہؓ بن الجراح اور تین سو صحابہؓ نے توشہ جمع کر کے سب پر برابر تقسیم کیا۔ جن کو دو توشہ دانوں میں جمع کر کے برابر بقدر قوت سب کو دیتے رہے عربی عبارت یہ ہے۔

عن علی ان اللہ فرض علی الاغنیاء فی اموالھم بقدر ما یکفی الفقراء فان جاعوا او عروا او جھدوا بمنع الاغنیاء فحق علی اللہ ان یحاسبھم یوم القیامۃ ویعذبھم وعند الحاجۃ یقسم المال علی السواء صح عن ابی عبیدۃ بن الجراح وثلاثمائۃ من الصحابۃ ان زادھم نفی فجمعوا ازوادھم فی مزودین وجعل یقوتھم علی السواء فھذا اجماع متقطع بہ من الصحابۃ" (المحلی ج ۶ ص ۱۵۶)

پھر اسی طرح ابو سعید کی مرفوع حدیث اور حضرت عمر سے بھی نقل کیا ہے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی سعید مرفوعا من کان معہ فضل ظھر فلیعد بہ من لا ظھر لہ ومن کان معہ فضل زاد فلیعد بہ من لا زاد لہ قال فذکر اصنافا من المال حتی رأینا انہ لا حق لنا فی الفضل۔ وعن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اموال الاغنیاء فقسم ما علی فقراء المهاجرین وهذا فی غایة الصحة والجلالة (معلی ج ۶ ص۱۵۸)

ابو عبیدہ کے ہمراہ تین سو صحابہ تھے جن میں اکثر کے پاس توشہ یعنی زادِ راہ ختم ہو چکا تھا۔ آپ نے جن کے پاس زادِ راہ تھا۔ ان سے لے کر سب پر برابر تقسیم کیا اور صحابہ میں سے کسی نے اس کے فعل پر اعتراض نہیں کیا۔ ابو عبیدہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور لسانِ رسالت سے آپ کو "امینِ امت" کا خطاب ملا ہے۔

مذکورہ اس حدیث کا ترجمہ یہ ہے کہ:

ابو سعید حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جسکے پاس ضرورت سے زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس زادِ راہ زیادہ موجود ہو۔ وہ اس کو دیدے جس کے پاس زادِ راہ نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی کئی ضرورت کی چیزیں ذکر فرمائیں۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ ہمارے پاس ضرورت سے جو چیز زائد موجود ہو۔ اس میں ہمارا کوئی حق نہیں۔ ابن حزم فرماتے ہیں کہ اس پر صحابہ کا اجماع ہے۔ (معلی ج ۶ ص۱۸۵)

حضرت عمر سے ابن حزم نے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مجھے جن حالات کا بعد میں علم ہوا۔ اگر مجھے اس کا پہلے علم ہوتا تو میں دولت مندوں سے ضرورت سے زائد اموال لے کر فقراء مہاجرین پر تقسیم کرتا اس روایت کی سند نہایت صحیح اور جلیل الشان ہے۔

قل العفو والی آیت اور ان روایات پر نظر ڈال کر کیا اس امر کا یقین حاصل نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کے معاشی نظام میں عوام کی حالت اشتراکی نظام کی نسبت زیادہ بہتر اور زیادہ پُر محبت و خلوص ہوگی اور وہ تمام نقائص بھی نہ ہوں گے جو اشتراکی نظام میں موجود ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولینا عبیداللہ سندھیؒ فرماتے تھے کہ :

"جب میں نے صرف اس ایک آیت یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ کا ترجمہ سٹالن کو سنایا تو جوش میں آکر اس نے کہا کہ اگر ہم پہلے اس سے واقف ہوتے تو ہمیں کمیونزم کی ضرورت نہ ہوتی۔"

بہرحال ابن حزم نے جو کچھ لکھا وہ ان کے نزدیک یہ ایک جبری قانون ہے لیکن اگر اس کو باہمی رضامندی اور جذبۂ اخوت کے تحت رضا کارانہ طور پر عمل میں لایا جائے تو یہ معاشی خوشحالی کے لیے بہترین ذریعہ ہوسکتا ہے۔

قانونی مساوات اور شاہ وگدا کی برابری امرأ عوام کے حقوق کو اپنے اثر و رسوخ کے ذریعہ غصب کرتے ہیں اور پھر عوام کی حق رسی نہیں ہوتی۔ لہذا حکومت کا ہونا نہ ہونا عوام کے لیے برابر ہوجاتا ہے اسلام نے قانونی حقوق میں مساوات قائم کرکے اس خامی کو دور کیا۔ اور شاہ وگدا کو قانونِ انصاف کے آگے برابر کردیا۔

زبانی دعوے تو ہر حکومت یہی کرتی ہے۔ لیکن جہاں تک عمل کا تعلق ہے اسلامی تاریخ کے علاوہ کسی دین و آئین میں مساواتِ قانونی کا عمل رنگ موجود نہیں۔ خلفائے اور شاہانِ اسلام کو ایک معمولی غریب کے دعوے کی جواب دہی کے لیے عدالت میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ اور عدالت کا فیصلہ سنتے ہی اس پر عمل کرتے تھے۔ اسلامی تاریخ مساواتِ قانونی کے عملی واقعات سے لبریز ہے۔ ہم اختصاراً ان کو ترک کرتے ہیں۔ لیکن اس کے برخلاف انگلستان کے آئین میں صاف لکھا ہے۔ کہ "بادشاہ ہر قانون سے مستثنیٰ ہے۔"

اسلامی معاشی نظام میں اشیا مشترکہ اسلام کے معاشی نظام میں اشیا مشترکہ یا بالفاظِ دیگر اسلامی اشتراکیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام دین فطرت ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے معاشی نظام میں ایسی اشیاء کو شخصی ملکیت سے مستثنیٰ کر کے مشترک عوامی ملکیت میں شامل کیا جن کا تعلق انسانی جدوجہد اور انسانی سعی و عمل سے نہیں اور جن کی ضرورت سب عوام کو ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

"علویات میں سے آفتاب و ماہتاب اور سفلیات میں سے پانی (دریا کا ہو یا سمندر کا) آگ، گھاس، نمک، خشکی یا آبی شکار، مشترک ہیں۔" (ابن ماجہ، ہدایہ کتاب الخراج امام ابو یوسف)

ان مذکورہ اشیاء کے ساتھ سب عوام کا حق متعلق ہے۔ کوئی کسی کو محروم نہیں کر سکتا اور نہ حکومت عوام پر پابندی لگا سکتی ہے الّا اس صورت میں کہ عوام کو اس میں نقصان ہو۔ دریا میں سے ہر آدمی کو پانی پینے کا حق ہے، جانوروں کو پانی پلانے کا بھی حق ہے۔ نالی کھود کر کھیت سیراب کرنے کا بھی حق ہے اس میں کشتی چلا کر پیسے کمانے کا بھی حق ہے۔ اس کے پانی میں مچھلی پکڑنے کا بھی حق ہے۔ خواہ دریا ہو یا سمندر۔ اسی طرح خود رو گھاس میں ہر آدمی کا حق ہے۔ خواہ خود کاٹے یا اگر مالک زمین کو ضرورت ہو تو وہ خود کاٹ کر اس کے حوالہ کر دے۔ اسی طرح پہاڑوں سے قدرتی نمک حاصل کرنا ہر آدمی کا حق ہے کہ اس سے استفادہ کرے، زمینی، سمندری اور دریائی شکار پر بھی کوئی پابندی نہیں۔ تمام عوام اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سمندر سے جو جواہرات، عنبر وغیرہ نکلتے ہیں، وہ سب کا حق ہے۔

وفی العنایۃ شرح ھدایہ فیما فی البحر لا یملک الامام ان یخص واحدا دون واحد

غایہ شرح ھدایہ میں ہے کہ بادشاہ کا حق نہیں کہ سمندری اشیاء کو کسی

www.KitaboSunnat.com

02359

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخصوص کر دے۔

مرافق بلد جو غیر مملوکہ زمین شہر سے باہر ہو لیکن شہر والوں کو اس کے جنگل میں سے لکڑی جلانے کی ضرورت ہو یا مویشی چرانے کی، ایسی زمین مشترک رہے گی تاکہ شہری ضرورت اس سے پوری ہو سکے۔ وہ موات کے حکم میں نہیں کہ کوئی ایک فرد اس پر قبضہ کرے اور نہ یہ جائز ہے کہ وہ حکومت کسی کو بطور جاگیر دے۔

وما کان خارج البلد من مرافقها و محتطبا لأهلها و مرعاهم لا یکون مواتا فلا یملك الامام اقطاعها۔ (عنایہ علی الہدایہ ج ۴ ص ۳۵)

فنارِ عامہ مشترک ملکیت ہے آبادی کے قریب کھلی زمین عوام کی ملکیت ہے جس میں وہ مویشی چرائیں گے اور کٹی ہوئی فصل رکھیں گے تو ان منافع عامہ کے تعلق کی وجہ سے وہ زمین موات کے حکم میں نہیں۔ وہ کسی خاص شخص کی ملکیت نہیں بن سکتی۔

وفی الزیلعی علی الهدایة ج ۴ ص ۳۸ وفنا العامة ینتفعون به لانهم محتاجون الیه لمرعی مواشیهم و حصائدهم فلم یکن انتفاعهم منقطعا منه ظاهرا فلا یکون مواتا۔

معاون ظاہر عوام کی ملکیت ہے المعادن الظاهرة وهی التی یوصل الیها بغیر مونة فینابها الناس و ینتفعون بها کالملح والماء والکبریت والقیر والمومیا والنفت والکحل الیاقوت ومقاطع الطین واشباه ذلك لا تملك بالاحیاء ولا یجوز اقطاعها لاحد من الناس (المغنی لابن القدامہ ج ۶ ص ۱۵۶)

ترجمہ: کھلے معدنیات جن تک رسائی میں زیادہ تکلیف نہ ہو اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عوام باری باری سے استعمال میں لائیں گے اور اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ جیسے نمک پانی (جس میں سوئی گیس بھی داخل ہے) گوگرو، نارکول، مومیائی، مٹی کا تیل، پٹرول سرمہ، یاقوت اور خاکی ٹکڑے (جس میں کھاد بھی داخل ہے)

خراج اور مالگذاری میں عوام کا حق الخراج فیئ بجمیع المسلمین ان عتب علی ارض الخراج وانقطع الماء او اصطلم الزرع فلا خراج (کتاب الخراج لابی یوسف)

ترجمہ:۔ خراج تمام مسلمانوں کا حق ہے۔ اگر زمین پر آفت پڑے یا پانی نہ ہو یا فصل برباد ہو جائے تو خراج وصول نہیں کیا جائے گا۔

ادار کفایت مزارع مسلم و غیر مسلم کو تخم بیل وغیرہ کی رقم دی جاتی تھی۔
ان یدفع للعاجز کفایتہ من بیت المال (فتح القدیر ۱۵۹)

غیر مسلم رعیت بھی اگر محتاج ہو تو وہ بیت المال سے روزینہ کی مستحق ہے

معاہدۂ جیرہ کے سلسلہ میں فاروق اعظم کا فرمان ہے کہ:

"جو بوڑھا کام نہ کر سکے یا اس کو کوئی آفت پہنچے یا مالداری کے بعد فقیر ہو جائے کہ اس کے ہم مذہب اس کو خیرات دینے لگیں تو اس سے جزیہ معاف ہے اور اس کو اور اس کے سارے کنبے کو سرکاری خزانہ سے اخراجات دیئے جائیں گے۔ جب تک اسلامی مملکت میں رہے اگر اسلامی مملکت سے نکل جائے تو پھر اسلامی سلطنت پر اس کا خرچ لازم نہیں۔"

(کتاب الخراج امام ابو یوسف ص۷۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاشیات اسلام کا تفصیلی نظام

معاشیات کا تعلق چونکہ انسان سے ہے اور انسان مختلف پہلو رکھتا ہے۔ چونکہ

۱:- انسان ایک شخصی وجود رکھتا ہے، اس لیے اس کا ایک پہلو انفرادیت کا ہے۔

۲:- اور اس لحاظ سے کہ ایک انسان کو دوسرے انسانوں سے اجتماعی تعاون کی ضرورت ہے اس وجہ سے اس کا دوسرا پہلو اجتماعیت کا ہے۔

۳:- اس لحاظ سے کہ وہ زندہ مخلوق ہے اور اس کی بقاء حیات کے لیے مخصوص اسباب کی ضرورت ہے۔ اس جہت سے وہ معاشیات کا موضوع ہے۔

۴:- پھر انسان چونکہ ایک روحانی مخلوق ہے۔ اس لیے وہ روحانیت کا بھی موضوع ہے۔

۵:- انسان ایک مخصوص فطرت رکھتا ہے اس لحاظ سے وہ نفسیات کا موضوع ہے

۶-۷:- انسان کو چونکہ کائنات اور خالق کائنات دونوں سے تعلق ہے۔ اس لیے انسان کا ایک کائناتی پہلو ہے اور ایک الٰہیاتی پہلو بھی۔

اب جو مفکر انسان پر صرف معاشی حیثیت سے غور کرے گا وہ خطرناک غلطی کا مرتکب ہوگا۔ جس طرح اگر کوئی انسان دل کا بھی مریض ہو اور معدے کا بھی، پھر دماغی مرض میں بھی مبتلا ہو۔ تو جو ڈاکٹر یا حکیم اگر اس کا علاج بحیثیت مریض قلب کرے گا اور معدے اور دماغ کے مرض کو نظر انداز کرے گا تو ایسی صورت میں انسان کی ہمہ جہتی صحت یا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناممکن ہے اگر انسانی اعضاء میں بلحاظِ صحت باہمی ارتباط موجود ہے جس کی وجہ سے اس کی کلی صحت تمام اعضائی پہلوؤں کے ممکن علاج کرنے پر موقوف ہے تو ایک انسان کا علاج بھی صرف معاشی نقطۂ نظر سے غلط ہے۔ جب تک انسان کا تمام پہلوؤں کے لحاظ سے علاج نہ کیا جائے۔

اشتراکی اور اکتسابی نظریات میں سب سے بڑا نقص یہ ہے، کہ ان مفکرین نے انسان کے صرف ایک پہلو (معاشی) پر نظر ڈالی اور باقی تمام پہلوؤں کو بالکل نظر انداز کیا۔ اس لیے الجھنیں بڑھتی گئیں اور معاشی مسئلہ بھی حل نہ ہو۔

اسلام کا ہمہ جہتی معاشی حل اسلام چونکہ دین الٰہی ہے جس کو تمام انسانی پہلوؤں پر نظر ہے اس لیے اس نے انسانی انفرادیت کو بھی قائم کیا اور جائز طریقوں سے انسان کو رزق کمانے اور شخصی ملکیت برقرار رکھنے کی پوری آزادی دی اور کوئی طاقت اس کی اس فطری آزادی کو سلب کرنے کی مجاز نہیں۔ قرآن پاک کا اعلان ہے۔

اَنْ لَّيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى وَ اَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى

ہر انسان اپنے جائز اکتسابِ مال کے لیے سعی کرنے میں آزاد ہے اور اس کی کوشش کا ثمرہ صرف اسی کا حق ہے۔

بیہقی کی حدیث ہے کہ:

طلب الحلال فريضة بعد الفريضة

دینی فرائض کے بعد رزق حلال کمانا بھی انسان پر فرض ہے

اِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔

جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو زمین میں تلاش معاش کے لیے پھیل جاؤ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان ہدایات میں معاشی ضروریات کے لیے سعی وعمل کی دعوت ہے اور عمل کا بڑا محرک فطرۃً ملکیت کا تصور اور اختصاص وانفرادیت کا جذبہ ہے اس فطری عمل کو اسلام نے برقرار رکھا، بلکہ ان ہدایات کے ذریعہ اس کو عمل پر ابھارا۔

اجتماعیت لیکن انفرادیت کا تقاضا پورا کرنے کے بعد اسلام نے انسان کے اجتماعی پہلو کے متعلق بھی ہدایات دیں اور اجتماعی دائرے کے فرائض سے بھی اس کو آگاہ کیا۔ اسلام نے انسان کو یہ تصور دیا کہ پوری انسانیت ایک برادری ہے اور ایک ہی کنبہ ہے اور ایک ماں باپ کی اولاد ہے۔

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (حجرات پ ۲۶)

اے انسانو! ہم نے تم سب کو ایک ماں باپ سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور ذاتیں بنائیں تاکہ ایک دوسرے کا حق پہچانو۔ اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ علیم وخبیر ہے (روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۶۲)

عن ابن عباسؓ قال نزلت ہذہ الآیۃ فی ان یعرف بعضکم بعضا فتصلوا الارحام وتتبینوا الانساب والتوارث لا لتفاخروا الخ۔

یعنی یہ کہ تم ایک دوسرے کو پہچانو اور حق قرابت ادا کرو اور انساب پہچان کر میراث کو اس کے مطابق تقسیم کرو۔ نہ اس لیے کہ تم ایک دوسرے پر بڑائی جتلاؤ۔ بیہقی حضرت انسؓ سے مرفوعاً حدیث نقل کرتے ہیں۔

الناس عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ۔

تمام اولاد آدم اللہ کا کنبہ ہے اللہ کو سب مخلوق میں وہی محبوب ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ احسان کرے۔

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآىِٕلِ وَالْمَحْرُوْمِ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابلِ تعریف وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ اور قانونی واجبات کے علاوہ اپنے اموال سے سائل اور بے مال کو مالی مدد دینا اپنے اوپر واجب سمجھتے ہیں۔ یہی تفسیر مجاہد، ابن عباس سے روح المعانی میں مرقوم ہے۔

اب جو قومیں خواہ روس ہو یا امریکہ، وحدت بشری کے اس فطری اجتماعی مسئلہ کو نظر انداز کرے تو اس قوم کی ساری کوشش اس حیثیت سے ہوگی کہ روسی امریکی قوم سربلند ہو۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ باقی اقوام کو مغلوب اور مفلس اور قلاش بنا کر صرف ایک قوم کا پیٹ بھرنا اس کے پیش نظر رہے گا اور اس کی وجہ سے عام معاشی عالمی حالت خراب ہو جائے گی۔ جیسے آج کل کا مشاہدہ ہے کہ اقوامِ متحدہ کی رپورٹ کے مطابق نصف انسانی آبادی روٹی سے محروم ہے۔

انسان ایک روحانی مخلوق بھی ہے۔ اگر اس کو اللہ سے انسان کا روحانی پہلو ربط ہو اور نتائج اعمال اور مکافاتِ عمل کا یقین ہو۔ قلب، بخل، حرص، تکبر اور حبِ ذات اور حبِ قوم کی گندی آلائشوں سے پاک ہو تو اس کی اپنی معاشی حالت بھی ٹھیک ہوگی اور دوسرے انسانی افراد کو بھی اس سے فائدہ پہنچے گا اور کوئی دوسرا انسان اس کے ظلم کا شکار نہ ہوگا۔ لیکن اگر خود انسانی روح ناپاک ہو تو اس کا وجود دوسرے انسان کے لیے وبال ہو گا اور ہر وقت دوسرے انسان اس کے جانی و مالی مظالم کے تختہ مشق بنتے رہیں گے۔ قوانین خواہ اچھے ہوں یا برے، لیکن ان کو نافذ کرنے والا بہرحال انسان ہی ہوگا۔

جب انسان کی روحانیت بگڑی ہوئی ہو تو قوانین چاہے عادلانہ ہوں وہ کیا کر سکتے ہیں۔ جس کی چشم دید دلیل دورِ حاضر کی بڑی طاقتیں ہیں جو آئے دن ضعیف اقوام کو تباہ کر رہی ہیں اور ان کو اقوامِ متحدہ نہ روک سکتی ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور زبان سے ظالم و جارح کو ظالم و جارح کہہ سکتی ہے۔ خود و بیٹ نام میں امریکہ کی تباہ کن کارروائی اور عرب کے خلاف بڑی طاقتوں کے اشارہ پر یہود کے مظالم اس امر کی واضح دلیل ہیں کہ اقوام متحدہ کو زبانی اور قلم ہلانے کی بھی یہ ہمت نہیں کہ بڑے کو بُرا کہہ سکیں۔ قرآن نے صحیح فرمایا:

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔

کامیاب ہوا وہ انسان جو روح کو پاک کرے اور ناکامیاب ہے وہ انسان جس نے اغراض و مصالح دنیوی کی گندگی سے روح کو آلودہ کیا۔

انسان کا نفسیاتی پہلو انسانی نفس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے انسان میں مال کی محبت رکھی ہے جس کی حکمت یہ ہے کہ اگر انسان میں کلیتہً حبِ مال نہ ہو تو وہ طلبِ مال چھوڑ دے گا۔ جس سے دنیا کی رونق بھی ختم ہو جائے گی اور چونکہ مال ہی سے انسانی زندگی قائم ہے۔ پس اگر مال نہ ہو تو خود انسان بھی ختم ہو جائے گا۔ یہی وہ فطری محبت ہے جس کو قرآن ان بلیغ الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْاَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ۭ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ۔

اس آیت میں دنیوی محبوبات کی پوری تفصیلی فہرست بیان کی گئی کہ انسان کو فطرۃً انسانوں میں سے بیویوں اور اولاد سے محبت ہے اور جمادات میں سونے چاندی کے انباروں سے اور حیوانات میں عمدہ گھوڑوں اور مویشیوں سے اور نباتات سے کھیت اور فصلوں سے۔

دوسری آیت میں یہ بتایا گیا کہ انسان مال کی محبت میں حد سے زیادہ حریص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور شدید ہے اِنَّہٗ لِحُبِّ الْخَیْرِ لَشَدِیْدٌ اس لیے معاشی نظام کی درستی کے لیے انسان کے اس نفسیاتی جذبہ کی اصلاح اور اس کو اعتدال پر لانا ضروری ہے جس کے لئے اسلام نے مندرجہ ذیل ھدایات دیں۔

مذکورہ فہرست کے بعد قرآن کا ارشاد ہے :

ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ

یہ مذکورہ چیزیں چند روز فائدہ اٹھانے کا سامان ہیں اور اللہ کے پاس وہ چیز ہے جو انجام حیات کے لحاظ سے بہت عمدہ ہے۔

دوسری آیت میں ارشاد ہوا۔

بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى۔

اس دورِ حیات کے فوائد کو تم ترجیح دیتے ہو اور زندگی کا اصلی آخری دور عمدگی میں دنیا سے بڑھ کر ہے اور پائدار بھی ہے۔

قرآن چونکہ خدائے حکیم کا کلام ہے اس لیے وہ نفسیاتی گر سے واقف ہے کہ مال اور دنیوی فوائد کی فطری محبت توڑی نہیں جا سکتی، البتہ موڑی جا سکتی ہے یعنی اس محبت کا ازالہ نہیں ہو سکتا، البتہ امالہ ہو سکتا ہے یعنی اس محبت کا رُخ ایک بڑے محبوب کی طرف پھیرا جا سکتا ہے اس لیے قرآن نے گزشتہ آیات میں دنیوی نعمتوں کا اخروی نعمتوں کے ساتھ موازنہ کیا کہ آخروی نعمتوں میں بلحاظ انجام حسن ہے لیکن دنیوی نعمتوں کا انجام فنا ہے اور آخروی نعمتیں دنیوی نعمتوں کی بہ نسبت بہتر ہیں اور یہ بہتری اگرچہ لامحدود ہے لیکن اگر ان دونوں کے تفاوت کو پتھر اور سونے کے درمیان جو تفاوت ہے اس کے مماثل قرار دیا جائے تو بھی کوئی عاقل سونے پر پتھر کو ترجیح نہیں دے گا اور نہ سونے سے پتھر کو زیادہ محبوب سمجھے گا اور دوسرا موازنہ دوام اور ارتقار ہونے کا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موازنہ ہے اگر کسی عاقل کو کہا جائے کہ تم اگر چاہو تو میں تم کو ایک من پتھر چند دن کے لیے دوں گا اور پھر واپس لوں گا اور اگر چاہو تو ایک من سونا ہمیشہ کے لیے دوں گا۔ تو یقینی بات ہے کہ چند روز کے لیے پتھر حاصل کرنے کی نسبت دوامی طور پر ایک من سونا ہمیشہ کے لئے دوں گا تو یقینی بات ہے کہ چند روز کے لیے پتھر حاصل کرنے کی نسبت دوامی طور پر ایک من سونے کا مالک بن جانے کو زیادہ محبوب جانے گا۔ اس لیے اسلام نے اپنے ماننے والوں کا رخ دنیا سے آخرت کی محبوبات کی طرف پھیر کر انسان کے اس حرصِ دنیا ولالچ کا خاتمہ کر دیا۔ جس سے انسان کی معاشی حالت پر ضرب پڑتی تھی۔

۲:۔ دوسری طرف اسلام نے یہ ہدایت دی کہ انسان کے تمام مفاسد کی جڑ حبِ دنیا ہے ظلم اور دوسرے انسانوں کی حق تلفی، چوری، ڈاکہ، سود، رشوت خیانت بے اصولی ان سب کی اصلی سبب حبِ دنیا ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

حب الدنیا رأس کل خطیئۃ

قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

اَمَّا مَنْ طَغٰی وَاٰثَرَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا فَاِنَّ الْجَحِیْمَ هِیَ الْمَاْوٰی۔

جس نے ظلم اور سرکشی اختیار کی اور دوسروں کا حق مارا اور آخرت کی پائدار اور محبوب زندگی پر دنیائے فانی کی حقیر زندگی کو ترجیح دی تو اس نے جحیم اور دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنایا۔

الغرض ان ہدایات نے معاشی لوٹ کو ختم کیا اور انسانی محبت مال کو اپنے دائرہ کے اندر رکھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳:- حبِّ مال جو انسانی معاشرہ کے لیے متبع فساد ہے، اس کے ازالہ کے لیے عملی مشق کی بھی ضرورت ہے اس لیے اسلام نے ایسے عملی قوانین عطا کیے کہ انسانی حرص اور حبِ مال اس کی عملی مشق کی وجہ سے مغلوب ہو اور اس میں بنی نوع انسان پر مال صرف کرنے کی عادت پختہ ہو جائے۔ اس کے لیے قانونِ زکوٰۃ کے تحت اموالِ تجارت میں نصاب اور سال گزرنے کی شرط کے تحت اڑھائی فی صد محتاج طبقہ پر صرف کرنا لازم قرار دیا۔ اسی طرح زمینی پیداوار میں اگر آبپاشی آسان ہو تو اس کا دسواں حصہ اور اگر مشکل ہو تو بیسواں حصہ محتاجین کا لازمی حق قرار دیا گیا۔

اسی طرح مخصوص جرائم کے کفارہ کے لیے قانون نافذ کیا کہ اگر روزہ توڑنے یا بیوی کو یہ کہہ دے کہ تو میرے لیے ایسی ہے جیسے ماں کی پشت تو ساٹھ محتاجوں کو دو وقت کھانا یا کپڑے دینے پڑیں گے۔ اسی طرح اگر قسم توڑ دے تو اس کے کفارے میں دس محتاجوں کو کھانا یا کپڑا دینا واجب ہو جاتا ہے اسی طرح اسلام نے صدقاتِ نافلہ کی ترغیب دی بلکہ اس میں اس حد تک ہدایت دی کہ جو کچھ ضرورت سے زائد ہو۔ اس کو محتاجوں پر تقسیم کر دو۔

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ

آپ سے سوال کرتے ہیں کہ محتاجوں پر کس قدر خرچ کریں۔ کہہ دو کہ جس قدر مال ضرورت سے زائد ہو۔

انسان کا کائناتی پہلو انسان کو اس لحاظ سے بھی دیکھنا ضروری ہے کہ وہ کل کائنات کا ایک اہم جزو ہے۔ جزو ہونے کے لحاظ سے بھی اس کی فرائض ہیں۔ وہ یہ کہ وہ کائنات کے لیے موجب تخریب انسان دورِ حاضر کائنات کے لیے تخریب کا سبب ہے۔ اگرچہ اس نے تعمیر کائنات میں بھی حصہ لیا اور لے رہا ہے لیکن اس کی تخریب تعمیر پر غالب ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالخصوص اس ایٹمی دور میں جب کہ انسانِ جدید نے نہ صرف اہلاک انسان بلکہ اہلاکِ نباتات وعمارات، فسادِ آب وہوا کے لیے وہ خطرناک سامان تیار کیے کہ صرف ایک میزائل تین کروڑ انسانوں کی تباہی کے لیے کافی ہے اور ایک جراثیمی بم جو تین چھٹانک وزن کا ہے۔ برطانوی سائنسدان کی تحقیق کے مطابق تمام کرۂ ارض کی تباہی کے لیے کافی ہے۔ جس سے جاندار، بر و بحر، ہوا اور زمین کی قوتِ ناعیہ سب تباہ ہو جائیں گے۔ یہ وہ حکمتِ تخریب ہے۔

کشد گر دا ندیشہ پرکار مرگ
ہمہ حکمتِ او پرستارِ مرگ

غیر سائنسی دور کے ہزاروں سالوں کی کائناتی تباہی سے دورِ سائنس کی ایک گھنٹہ کی تباہی زیادہ ہے۔ اس تباہی کا لازمی نتیجہ معاشی انحطاط سے بلکہ اس سے ذرائع معاش اور ان ذرائع سے کام لینے والے انسان سب تباہ ہو جائیں گے اور زمین کاشت کے قابل نہ رہے گی اور پانی میں جراثیم پھیل کر انسانی عیش اور زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا اور جو چیزیں انسان کے لیے مدارِ حیات ہیں وہ خاکستر کا ڈھیر بن جائیں گی ؎

تیغ مستقل وہ ہے جو روحانی ہو اے اکبر
اڑا جو ذرہ عنصر وہ پھر سوئے زمیں آیا

وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا (پ۱۴)

تم اس نادان عورت کی طرح مت بنو جو اپنی محنت سے مضبوط کاتے ہوئے سوت کو کاٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کرتی تھی۔

انسان کا الٰہی پہلو انسان کلیتہً آزاد نہیں۔ وہ کائنات کے حاکم اعلیٰ کے ماتحت ہے اس کے ہاتھ میں جس قدر معاشی اور غیر معاشی نعمتیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ وہ اسی حاکم اعلیٰ کی امانت ہے اور اسی کے حکم کے تحت حاصل کی جائیں گی اور اسی کے حکم ماتحت صرف ہوں گے۔ اس لیے اس نے اکتسابِ مال پر پابندی لگائی ہے تاکہ سرمایہ دارانہ مفاسد پیدا نہ ہوں۔ وہ یہ ہے کہ مال حلال ذریعہ سے حاصل کیا جائے نہ حرام ذریعہ سے تاکہ سرمایہ دارانہ طغیان اور سرکشی پیدا نہ ہو اس لیے اس نے وَلَا تَأْكُلُوٓا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ یعنی تم ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ۔ کہہ کر باطل کمائی کے تمام دروازے بند کیے۔ خواہ استعمار ہو استحصال بالجبر ہو، رشوت وسود ہو، ظلم، خیانت، چوری ہو۔

یہ قانونِ اسلامی کی اکتسابی تحدید ہے مجموعہ دولت چونکہ مجموعہ افراد انسانی کا ذریعہ معاش ہے۔ اگر ایک انسانی طبقہ ناجائز ذریعہ سے مال بڑھائے گا تو دوسرے طبقے میں اسی تناسب سے مال کی کمی پیدا ہوگی۔ کیونکہ ناجائز ذرائع کا استعمال دو انسانوں کے درمیان ہے۔ انسان اور غیر انسان کے درمیان نہیں۔ جب ایک طبقہ کے پاس ناجائز دروازے سے مال آئے گا تو جس انسان کے ساتھ اس نے ناجائز معاملہ کیا۔ اس کے پاس مال کی کمی پیدا ہوگی اور توازنِ معاشی بگڑ جائیگا۔

انفاقی تحدید اسلام نے دوسری تحدید اور پابندی مال خرچ کرنے پر لگائی کہ وہ ناجائز کاموں میں صرف نہ ہو، جو تبذیر ہے اور نہ بے ضرورت خرچ ہو، جو اصراف ہے بلکہ خرچ میں اعتدال قائم رکھا جائے۔

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوٓا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا (پ۱۵)

تم ناجائز کاموں میں مال صرف نہ کرو کہ ایسے لوگ شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان خدا کی نعمت کا ناشکر گزار ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیکھئے! قرآن نے اس جرم کے لیے کس قدر سخت لفظ استعمال کیا۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا (پ۱۵)

تم خرچ کے وقت نہ ہاتھوں کو گردن کے ساتھ باندھے رکھو کہ ضرورت پر بھی خرچ نہ کرو اور نہ بہت پھیلا کر رکھو کہ غیر ضروری اشیاء پر خرچ کرنے لگ جاؤ۔

پہلی صورت میں بخل کا الزام لگ کر رسوا اور ملامت زدہ ہو جاؤ گے اور دوسری صورت میں خود غریب اور درماندہ ہو جاؤ گے۔

حدیث میں آیا: الاقتصاد نصف المعیشۃ

خرچ میں میانہ روی آدھی معیشت کو درست کرتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے: البذاذۃ من الایمان۔

سادہ زندگی ایمان کی علامت ہے۔

خود حضور علیہ السلام، خلفاء راشدین، صحابہ کرام اور مقبولانِ بارگاہِ الٰہی نے سادہ زندگی گزاری۔

ان ہدایات کی حکمت یہ ہے کہ جب مال ناجائز محل میں یا بے جا صرف ہوگا تو بچت نہ ہوگی اور وہ محتاج طبقہ پر کچھ خرچ نہ کر سکے گا۔ اگر صرف بے جا کی وجہ سے مال ہی نہ رہا تو غریب طبقہ کی خبر گیری کیسے کر سکے گا اور محتاجوں پر خرچ کرنے کے لیے اس کا ہاتھ خالی ہوگا۔ اسلام چاہتا ہے کہ دولت کا رُخ بے جا محل سے موڑ کر کارِ خیر، غرباء اور اشاعتِ دین کے کاموں کی طرف متوجہ کر دے اور یہی چیزیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے معاشی حالت میں بھی توازن پیدا ہوگا اور نیکی بھی پھیلے گی۔ جس سے دنیا بھی سدھرے گی، اور آخرت بھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یورپ کے صرف بے جا کی تفصیل گزر چکی ہے جو عدمِ توازن معاشی کا اصل سبب ہے۔

تقسیم دولت اسلام نے ایسے قوانین عطا کیے جس سے زندگی میں بھی دولت زیادہ سے زیادہ حرکت کرے اور مرنے کے بعد بھی۔ زندگی میں قانونِ خمس، قانونِ زکوٰۃ، قانونِ عشر و نصف عشر و ربع عشر، قانونِ کفارات، قانونِ صدقۃ الفطر، قانونِ اداءِ نذور، اعطاءِ سائل و محروم و اعطاءً عن الضرورت ایسے قوانین ہیں جس سے دولت تقسیم ہو کر متحرک ہو جاتی ہے اور معاشی سطح متوازن ہو جاتی ہے۔ ادیانِ عالم اور قوانین انسانیہ میں ایسے مکمل نظام کی نظیر موجود نہیں۔

انسان جب مرجاتا ہے تو یورپ کے قانون میں اکبر الاولاد یعنی سب سے بڑا بیٹا یا بیٹی وارث ہوتے ہیں۔ گویا ایک سانپ خزانے سے ہٹا اور ایک دوسرا اس کی جگہ بیٹھ گیا۔ باقی رشتہ داروں کو صرف گذارہ دیا جاتا ہے۔ ہندو اور منو دھرم شاستر میں صرف لڑکے وارث ہیں۔ لڑکیاں وارث نہیں لیکن اسلام نے وراثتی تقسیم کا مکمل نظام مقرر کیا کہ اس میں کل اولاد ذکور و اناث، بیویاں والدین، بھائی بہنیں اور چچے بھتیجے سب حسب ترتیب مقرر حقدار ہوتے ہیں۔ جن کی تین قسمیں ہیں۔ ذوالفروض، عصبات، ذوالارحام وغیرہ میں نے اپنی اردو تصنیف "شرعی ضابطہ دیوانی" میں اس کو مفصل لکھا ہے اگر مذکورہ ورثا موجود نہ ہوں۔ تو پھر میت کا کل ترکہ بیت المال میں تمام مسلمانوں کا حق بن جاتا ہے۔ یہ مختصر خاکہ ہے جو ہم نے اسلامی معاشی نظام کے سلسلے میں پیش کیا۔

یورپ اور امریکہ نے آخرت اور دین کو تو چھوڑا صرف روٹی کی تقسیم کا مسئلہ ہاتھ میں لیا۔ لیکن اس تقسیم کا جو نتیجہ ہے۔ وہ ہم نے اس مقابلہ میں نقل کیا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اقوام متحدہ کی سماجی رپورٹ ہے کہ:

"انسانوں کی نصف آبادی بھوک اور امراض میں مبتلا ہے"

قرآن نے اعلان کیا کہ:

نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشَتَهُمْ کہ روٹی کی تقسیم ہم نے کی ہے۔

جس کی تفصیل ہم نے ابھی بیان کی اس لیے اسلام نظام معاشی کے دور میں نووی نے شرح مسلم میں تصریح کی ہے کہ عمر بن عبدالعزیز مال کے لیے لوگوں کو بلاتے تھے لیکن کوئی نہ آیا۔ تقسیم رزق کا کام تھا اللہ کا۔ جب انسان ناقص نے اس کو اپنے ہاتھ میں لیا تو نصف دنیا بھوکی ہوگئی اور یہ یقینی بات ہے کہ جو کام کمشنر یا گورنر کے کرنے کا ہو۔ اس کو کوئی چپڑاسی ہرگز انجام نہیں دے سکتا۔ تو آئین تقسیم رزق جو خدا کا کام ہے۔ اس کو ضعیف انسان جو خدا سے بدرجہا کم اہلیت رکھتا ہے، کیسے انجام دے سکے۔ یورپ نے جب تقسیم رزق کا مسئلہ ہاتھ میں لیا تو لوگوں کو امید تھی کہ اب روٹی کی فراوانی ہوگی لیکن ہوا کیا۔ بقول اکبر ؎

تھے فکر میں کیک کے سو روٹی بھی گئی ۔۔۔ چاہی تھی بڑی چیز سو چھوٹی بھی گئی
اپنی تو ہوئی وہی مثل اے اکبر ۔۔۔ پتلون کے فکر میں لنگوٹی بھی گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصہ چہارم

چند اہم مضامین

اشتراکیت اور سرمایہ دارانہ نظام پر ایک اصولی سیاسی نظر

اشتراکیت اور سرمایہ داری ایسے دو نظام ہیں جو مادی تہذیب کے فرزند ناخلف ہیں: تاریخی تسلسل کے لحاظ سے چونکہ سرمایہ داری پہلے وجود میں آئی، اور اشتراکیت اس کے بعد۔ لہٰذا سرمایہ داری مادرِ تہذیب مادی کا بڑا بیٹا ہے اور اشتراکیت چھوٹا ناخلف ہم نے اس لیے کہا کہ یہ دونوں ایک ماں سے پیدا ہونے کے باوجود آپس میں برادرانہ سلوک نہیں رکھتے بلکہ آپس میں برسرپیکار ہیں اور ان کی باہمی جنگ کا سلسلہ اس طرح جاری ہے جس کے ختم ہونے کی امید نہیں اور یہ دونوں فرزند اپنی مادرِ مشفقہ یعنی مادی تہذیب کے حق میں بھی ناخلف ہیں کہ مادی تہذیب جو کچھ مادی راحت و آسائش کا سامان مہیا کرتی ہے اور طویل محنت اور مسلسل جدوجہد سے جو کچھ تعمیر کرتی ہے۔ یہ دونوں فرزند یا ان کی اولاد اور پیروکار عالمگیر جنگ برپا کر کے اس کو بھسم کر دیتے ہیں اور ماں بیٹوں میں تعمیر و تخریب کی جنگ جاری ہے لیکن تاہنوز ماں اور بیٹوں کی اس جنگ میں قطعی فیصلہ نہ ہو سکا تاہنوز نہ بیٹے پوری طرح تباہ ہوئے، اور نہ ماں کا خاتمہ ہوا۔

شاید مستقبل قریب میں مادرِ تہذیبِ مادی کی اولاد نے جس فیصلہ کن جنگ کے لیے تیاری کی ہے اور ایٹم بم، ہائیڈروجن بم اور میزائل نظام سے لیس ہو گئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس سے آخری فیصلہ ہوگا اور ہمارا اندازہ یہ ہے کہ اس آخری جنگ میں نہ کوئی فاتح ہوگا نہ مفتوح۔ بلکہ فریقین جنگ دونوں کے دونوں فنا ہو جائیں گے اور مادرِ تہذیب اپنی ناخلف اولاد سمیت فنا ہو کر رہے گی۔ یہ پیشگوئی اگرچہ قبل از وقت ہے لیکن وقت بتا دے گا کہ جو کچھ ہم نے کہا تھا وہی صحیح نکلا۔ اقبال مرحوم کا بھی یہی اندازہ ہے ؎

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کریگی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

اب تہذیب جدید کی حالتِ نزع اور جان کنی کا وقت ہے۔ لیکن اس قریب الموت تہذیب پر عاشقوں کا اس قدر ہجوم ہے کہ عالمِ اسلام کا جدید عنصر اس بسترِ مرگ پر پڑی ہوئی تہذیب کے اپنانے کے لیے سخت بے چین ہے اور اس کے لیے اپنے تمام تاریخی ورثہ کو قربان کرنے کے لیے تیار ہے۔

میرا روئے سخن تہذیب جدید کے اپنانے کی طرف ہے نہ کہ ہنر جدید کے اپنانے کی طرف کہ وہ خود مسلمانوں کی بقاء کی ایک اہم ضرورت ہے اور اسلامی تعلیم کے زاویۂ نگاہ "سامانِ جہاد" میں شامل ہے جو فرض ہے لیکن تہذیب جدید اور ہنر جدید کا فرق ایسا ہے، جس کو ہمارا عنصر جدید نہیں سمجھتا، اور اس کی وجہ سے تقریباً تمام عالمِ اسلام میں قدیم و جدید کی جنگ جاری ہے اور اسی نامعقول جنگ کا نتیجہ ہے کہ کوئی اسلامی حکومت مضبوط اور پائیدار نہیں۔

کاش کہ اربابِ کالج اور اربابِ مدارس ان دو مختصر لفظوں کا مطلب کسی وقت بھی سمجھ جائیں، اور دونوں قوتیں ان دونوں مقاصد کے لیے متفق ہو کر کام کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱:۔ ایک طرف تہذیب جدید کی ایک ایک برائی کے خلاف قدیم وجدید علوم کے ماہر متفقہ کام کریں۔

۲:۔ دوسری طرف دونوں مل کر ہنر جدید کی تحصیل کے لیے جدوجہد کریں تاکہ مسلمانوں کی بدقسمتی کا خاتمہ ہو اور جذباتی وحیوانی زندگی سے الگ ہو کر باہمی جنگ وجدال ختم کر کے دین وعقل کی روشنی میں ہر دو دائرہ کار میں متفقہ اقدام کریں۔ پہلا دائرہ مغربی تہذیب کے خلاف جنگ کا اور دوسرا دائرہ مغربی ہنر کی تحصیل کے لیے جدوجہد کا۔

اگر فریقین ایک دوسرے کی بات سمجھنے کی کوشش کریں تو فکری انتشار اور تضادِ عمل کا فوراً خاتمہ ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اربابِ اقتدار بھی اسلام کے تہذیبی ورثہ کے تحفظ پر زور دیتے ہیں۔ حال ہی میں مشرقی پاکستان کے گورنر نے مغربی تہذیب کی مضرت رسانی کا ذکر کرتے ہوئے اسلامی تہذیب وتمدن کے تحفظ پر زور دیا۔

ہم یہ جانتے ہیں کہ اس انتشار کی بڑی ذمہ داری ان چند افراد پر ہے جو فتنہ استشراق کے شکار ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں فکری وعملی وحدت پیدا نہ ہو۔ اور کسی وقت بھی وہ طاقتور نہ بن سکیں تاکہ سامراجیوں کا وہ فکری مقصد حاصل ہو۔ جس کے لئے وہ کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔

مذکورہ مشورے پر عمل کرنے سے زبان وقلم کی جنگ ختم ہو جائے گی اور ایک ایسا مثالی مضبوط اسلامی معاشرہ وجود میں آئے گا جو مادی اسباب ترقی اور روحانی قوت دونوں کا جامع ہوگا۔

یہ ایک بڑا اہم سوال ہے مغربی تہذیب کا اسلامی ممالک میں فاتحانہ داخلہ کہ مغربی تہذیب کو اسلامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ممالک میں فاتحانہ کامیابی کیونکر حاصل ہوئی؟ جس سے اسلام جیسے دینِ فطرت کا چودہ سو سالہ ورثہ درہم برہم ہوگیا اس کے لیے یہ معلوم کرنا ضروری ہے کہ اسلامی ثقافت اور تہذیب کو اپنی پوری تاریخ میں صرف تین معرکے پیش آئے جو بنیادی ہیں۔

۱۔ اسلام کی ایرانی اور رومی تہذیب سے ٹکر پہلا معرکہ اسلام کی پہلی صدی ہجری میں دنیا کی دو عظیم الشان تہذیبوں، ایرانی اور رومی سے ٹکر لینے کا معرکہ تھا، جس میں اسلامی تہذیب مشرق و مغرب کی دو عظیم قوتوں اور تہذیبوں سے نبرد آزما ہوئی یعنی ایرانی تہذیب اور رومی تہذیب سے۔

جہاں تک مادی اسباب کا تعلق ہے، مذکورہ ہر دو قومیں ہر قسم کے سامان سے لیس تھیں لیکن ان کے افکار و نظریات اور تہذیبی زندگی میں جان نہ تھی۔ اسلام نے اپنے فرزندوں کو افکار عقائد و اعمال کا وہ استحکام بخشا تھا جس کا جواب ان کی حریف قوتوں کے پاس نہ تھا۔

ثقافت دراصل عقائد و افکار اور سیرت و کردار کی پختگی کا نام ہے جس سے پیدا شدہ جوش عمل اور اولوالعزمی کے آگے کوئی قوم ٹھہر نہیں سکتی۔ نہ گانے بجانے، رقص و سرود اور عیاشیانہ زندگی کا، کہ جس سے اس مذکورہ بلند اوصاف انسانیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور زنانہ پن اور مشقت گریز جذبہ ابھرتا ہے اس ٹکر کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی تہذیب نے ان دونوں تہذیبوں کو شکست دی اور ان کے مقبوضہ علاقوں کو فتح کر کے اسلامی تہذیب و ثقافت کے رنگ میں ان کو ایسا رنگ دیا کہ آج تک کسی نہ کسی صورت میں وہی اسلامی رنگ باقی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اسلامی تہذیب کی تاتاری تہذیب سے ٹکر دوسرا معرکہ ہلاکو اور چنگیز کا حملہ تھا جس نے اسلامی ثقافت سے ٹکر لی۔ یہ دوسرا معرکہ ایسا تھا کہ اس وقت کے مسلمانوں میں اسلامی ثقافت کے عمیق اور گہرے اثرات باقی نہیں رہے تھے۔ ایک حد تک علوم تھے لیکن ایمانی قوت کمزور ہو چکی تھی۔ اسلامی اعمال فسق و فجور اور عیاشی و راحت پسندی کی وجہ سے برائے نام رہ گئے تھے۔ البتہ صرف اسلامی افکار و علوم ان میں باقی رہ گئے تھے جن پر ان یقین باقی تھا۔ اور بالمقابل ایسی قوم تھی جو تعلیمیافتہ نہ تھی۔ اور علوم و فنون سے خالی تھی کوئی فکری تہذیب نہ رکھتی تھی۔ لیکن جوش عمل اور اپنے نصب العین پر اس کو پختہ یقین تھا جو اس وقت کے مسلمانوں میں کمزور ہو چکا تھا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ یہ وحشی اور غیر تعلیمیافتہ قوم مسلمانوں کی تعلیمیافتہ قوم پر غالب آ گئی اور اس نے اسلامی حکومتوں کی اینٹ سے اینٹ بجا دی لیکن ایک مضبوط ثقافت کے لیے جن پختہ عقائد و افکار اور ان سے متعلقہ علوم کی ضرورت تھی وہ تاتاریوں میں نہ تھے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اسلامی تہذیب اور مسلمان قوم اگرچہ بظاہر مفتوح ہوتے لیکن بالآخر فاتح ہوئے۔

تاتاریوں کو جب ان فتوحات کی وجہ سے اسلامی تہذیب اور ثقافت سے روشناس ہوئی تو اسلامی تہذیب کے اثر سے ان کے دل و دماغ میں تبدیلی رونما ہونی شروع ہوئی اور کعبہ کو دشمنوں میں سے پاسبان مل گئے تیمور اور اس کی اولاد اور عثمانی ترک اسی قوم کے مختلف خاندان ہیں۔ جنہوں نے دور دراز علاقوں میں اسلام کو پھیلایا اور اسلامی عظمت قائم کی۔

۳۔ مغربی تہذیب کی اسلامی تہذیب سے ٹکر:۔ تیسرا معرکہ جو اسلام کو پیش

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آبادہ مغربی تہذیب اور ثقافت کا مقابلہ ہے جو انیسویں صدی عیسوی سے شروع ہو کر اب تک جاری ہے۔ یہ اسلامی تاریخ میں سب سے شدید تر مقابلہ ہے۔

مغربی تہذیب نام ہے افکار و تصورات کا جن کو پوری دنیا میں اہلِ مغرب پھیلا رہے ہیں اور زندگی کے بود و ماند کے ان طریقوں کا جو ان کی عملی زندگی میں موجود ہیں۔ یہ تہذیب عقلی معیار کے اعتبار سے چاہے جس قدر بھی ناموزوں ہو، لیکن اس کی پشت پر ایک عظیم سیاسی قوت ہے اور تعلیم کا ایک وسیع نظام ہے۔ تصنیفات و تحریرات کے بے شمار ذخائر ہیں، تصاویر اور فلمی دنیا کا ایک ہمہ گیر جال ہے۔ معاشی اور اقتصادی برتری ہے۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو ظاہر بین طبقہ کی نگاہ کو خیرہ کرنے والی ہیں، اور اس تہذیب کے علمبرداروں نے خود مسلمانوں کے نژادِ نو میں ایک بڑی با اثر اور با اقتدار جماعت تیار کی ہے جو اسلامی تہذیب کو فنا کرنے میں خود اہلِ مغرب سے زیادہ سرگرم عمل ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ اسلام کے نوآزاد ممالک میں مغربی افکار و تہذیب اور اسلامی تہذیب و افکار کے درمیان مسلسل جنگ جاری ہے اور کسی اسلامی ملک کو استحکام نصیب نہیں ہوتا۔ روز نئے نئے انقلاب پیدا ہوتے رہتے ہیں اور بظاہر اس جنگ کا خاتمہ نظر نہیں آتا۔ تاوقتیکہ فریقین جذبات چھوڑ کر متفقہ طور پر تدبر اور عمیق بصیرت سے کام لے کر اس کا صحیح حل تلاش نہ کریں۔ دونوں جانب افراط و تفریط ہے اور راہِ اعتدال گم ہے۔ لیکن تعلیم قدیم کے اربابِ تحقیق میں صاحبِ اعتدال کثرت سے موجود ہیں۔ لیکن جدید والوں میں بہت کم ہیں بلکہ نایاب ہیں۔

یہ بے راہ روی ملت اسلام کے لیے زہرِ قاتل ہے۔ استعماری قوتوں کے لیے مفید ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس جنگ سے مسلمان کمزور ہو کر استعماری قوتوں کے زیرِ اثر آجائیں گے اور مسلمان کے پاس مادی قوت تو مقابلۃً کم ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کچھ ہے وہ انکی دینی و روحانی قوت ہے اس تک سے وہ بھی کمزور ہو جائے گی اور مسلمان استعماری قوتوں کے لئے لقمہ تر بن جائیں گے۔

اصلی حل کے لیے ضروری ہے کہ دونوں

قدیم و جدید کی کشمکش کا اصلی حل طبقے اپنے ذہن میں کچھ تبدیلی پیدا کریں:

جدید تعلیم یافتہ طبقہ تقلیدِ مغرب کے جذبے سے ہٹ کر عقل و بصیرت سے کام لے کر تنقیدِ مغرب کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرے۔ اور اصلی اسلام کی تحریف کو چھوڑ کر تحقیق کی راہ اختیار کرے اور اسلام کو دشمنانِ اسلام کی تحریروں سے حاصل کرنے کی بجائے اگر ممکن ہو تو خود اس انداز میں اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرے کہ خود اسلام کیا کہتا ہے اور کیا مطالبہ کرتا ہے؟

اس طرح نہ ہو کہ پہلے خود مغربی افکار کے اثر سے اپنے ذہن میں ایک رائے ٹھیرائی جائے اور پھر اسلام کو توڑ مروڑ کر اس کے مطابق کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر وہ مغربی فکر کی ٹھیرائی ہوئی رائے کے مطابق بننے کے کے لیے تیار نہ ہو تو پھر یا تو تاویل کے پردے میں اصلی اسلام سے انکار کی راہ اختیار کی جائے یا اسلام کے ابدی دین ہونے کی حیثیت سے انکار کر کے اس کو وقتی قانون قرار دینے کی سعی کی جائے اور اسلام کے چودہ سو سالہ کے عملی اور خارجی وجود کو جس کا تانا بانا ان ہستیوں کے علم و تقوے اور مجاہدانہ کارناموں سے بنا ہے کہ ان کا ایک ایک فرد اور اس کی عظمت چند مغرب پرستوں پر کیا بلکہ پورے اہلِ مغرب پر بھاری ہے اور ایسے کروڑوں عظیم ہستیوں کا سمجھا یا ہوا اسلام جس کے نتیجہ میں اسلام نے مراکش سے انڈونیشیا اور دیوارِ چین تک کی ظلمتوں کو کافور کر کے اپنی روشنی پھیلائی، غلط سمجھ لیا جائے اور اس کے مقابل میں چودہ سو سال کے بعد چند مغرب زدہ مسٹروں نے دشمنانِ اسلام سے تعلیم پا کر صحیح اسلام معلوم کر لیا جو قبل ازیں چودہ سو سال میں کہیں بھی موجود

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ تھا۔

میں حیران ہوں اگر مغرب، جو حالتِ نزاع میں ہے۔ اپنی تہذیب اور اس کے لوازمات کے ساتھ ہائیڈروجن کے طوفانِ فنا میں غرق ہو جائے اور ایک نیا تمدن اور نئی تہذیب پیدا ہو جائے جو مغربی تہذیب سے یکسر مختلف ہو تو یہ حضرات اپنے تحریفی عمل سے اپنی سابق تحریفات اور کارروائیوں پر خطِ تنسیخ کھینچیں گے یا اسلام کو دوسری تحریف کے لیے بازیچۂ اطفال بنا دیں گے۔

خود بدلتے نہیں قرآں کو بدل دیتے ہیں
ہوئے کس درجہ فقیہانِ حرم بے توفیق (اقبالؒ)

قدیم تعلیم یافتہ طبقہ میں جو حقیقی علماء ہیں۔ ان میں تبدیلی کی ضرورت نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ بدگمانی چھوڑ کر ان سے اسلام کو سمجھنے کی کوشش کرے۔ نہ اس لیے کہ حقیقی اسلام کا فہم ان کا ٹھیکہ ہے کیونکہ اسلام میں برہمنیت اور پاپائیت کا وجود نہیں کہ یہ دونوں نسلی نظریے ہیں اور اسلام ان کا قائل نہیں بلکہ اس لیے کہ ہر فن کے لیے معیاری قابلیت کا وجود ضروری ہے جو قدیم طبقہ کے پاس ہے اور جدید کے پاس نہیں۔

لہٰذا دونوں طبقوں کے ممتاز حضرات بیٹھ کر اس امر کی تحقیق کریں کہ یورپ کے پاس جو کچھ ہے۔ ان میں سے اسبابِ ترقی کی کونسی چیزیں ہیں۔ اور جو چیزیں ترقی سے تعلق نہیں رکھتیں اور اسلامی روح کے لیے مضر ہیں وہ کونسی ہیں اور جو ترقی سے غیر متعلق ہیں۔ لیکن مباح ہیں وہ کونسی ہیں؟ اس طرح تین قسم کی اشیاء کی فہرستیں تیار ہوں گی۔

۱۔ ترقی سے متعلق اشیاء
۲۔ ترقی سے غیر متعلق اشیاء ممنوعہ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ ترقی سے غیر متعلق اشیاء جو مباح ہیں۔

میں نے "ترقی اور اسلام" کے موضوع پر جو کتاب لکھی ہے اس کے مطالعہ سے واضح ہوگا کہ یورپ کے پاس اسبابِ ترقی میں سے ایک چیز بھی ایسی نہیں جس کا اسلام نے اور قرآن نے چودہ سو سال پہلے حکم نہ دیا ہو۔ اس لیے مغرب زدہ طبقے کا یہ کہنا کہ "اسلام ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ یہ ہم مغربیت کو ترقی کے لیے اختیار کر رہے ہیں"۔ ایسا غلط اور بے اصل دعویٰ ہے جیسے دو دونے پانچ۔ اس لیے ترقی کے لیے پرانے اسلام کی تحریف کی قطعاً ضرورت نہیں اور نہ یورپی اسلام بنانے کی حاجت ہے بلکہ اسی اصلی اسلام کو فروغ دینے کی ضرورت ہے تاکہ مادی اسباب کے ساتھ روحانی جوشِ عمل اور اولوالعزمی ملت میں پیدا ہو اور غیر مسلم ممالک سے درآمد کردہ نظریات سرمایہ داری سود خوری صنفی آوارگی، اخلاق کش طرزِ معاشرت، اشتراکیت، خدا بیزاری اور روحانی اقدار کی تباہی سے ملت کو محفوظ کیا جائے اور بے راہ روی اور انتشار ان کی وحدت فکر و عمل کو پارہ پارہ نہ کر دے۔

دوسری قسم کی چیزیں جو یورپ کے وہ اجزائے تہذیب ہیں جن کا تعلق ترقی سے نہیں بلکہ اسلام اور حقیقی ترقی کے لیے مضر ہیں ان کو اسلامی ممالک اپنی تہذیب میں سے خارج کرنے کے لیے جہاد کریں اور تیسری قسم جو ترقی سے اگرچہ متعلق نہیں لیکن اسلام میں مباح ہیں، ان کو اختیار کرنے کی اجازت ہے۔

اس مشترکہ تحقیق کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم کو یورپ کی گناہگاری کو جو ترقی کے لیے مضر ہے، ترک کرنا پڑے گا اور ان کی صنعت کاری کو جو ترقی میں مؤثر ہے اپنانا ہوگا کہ اس کا حکم تو خود قرآن نے دیا ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ ایسی اشیا کی جن سے مسلمان طاقتور بن سکتے ہیں۔ جیسے یورپ کے ٹیکنیکل علوم و فنون۔ ان کو حاصل کرنا مسلمانوں پر اپنی طاقت کی آخری حد تک فرض ہے۔

اگر اقبال مرحوم کے صرف اس کلام کو مدنظر رکھا جائے تو بھی قدیم و جدید کی جنگ ختم ہو سکتی ہے۔

قوتِ مغرب نہ از چنگ و رباب
نے ز رقصِ دخترانِ بے حجاب
نے ز سحر ساحراں لالہ رواست
نے ز عریاں ساق و نے از قطعِ مواست
محکمی اورا نہ از لادینی است
نہ فروغش از خط لاطینی است
قوت افرنگ از علم و فن است
از ہمیں آتش چراغش روشن است

افسوس ہے کہ ہم نے جدید ایجادات کا نہ تو کوئی قابل ذکر سائنس دان پیدا کیا۔ نہ یورپ کی طرح اسلحہ ساز کارخانے بنائے، نہ کوئی مشہور فلسفی اور نہ کوئی ماہر پیدا کیا۔ ہماری ساری قوت تحریف دین اور قدیم و جدید کی جنگ پر صرف ہو رہی ہے اور یورپ کی صنعت و ہنر کی جگہ یورپ کی گناہگارانہ تہذیب کو جزو زندگی بنانے کی کوشش بدا و راسی کو معراج ترقی سمجھ رہے ہیں۔

بہر حال اگر بیرونی ممالک کی تعلیم اس شکل میں حاصل کی جائے کہ وہاں کے وہ علوم جن کو فی الواقع ترقی میں دخل ہے۔ ان میں مہارت پیدا کی جائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن اِن کے الحادی اور لنکی فلسفہ حیات سے پرہیز کیا جائے تو قوم روحانی اور مادی دونوں قوتوں سے بہرہ ور ہوگی۔

ہم اگر مادی علوم میں کتنی بھی کوشش کریں۔ پھر بھی یورپ کی نسبت ان علوم میں ہماری حیثیت ثانوی ہوگی۔ لیکن اگر ہمارا دینی اور روحانی جذبہ محفوظ ہے بلکہ اس میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں تو مادی پہلو کی جو ناگزیر کمی ہے اس کا تدارک ہمارے روحانی جذبہ کی قوت سے ہو جائے گی اور ہم اپنے اسلاف کی طرح اپنی کمزوری مادی قوت اور فائق روحانی اور اخلاقی قوت سے اپنے سے بڑی مادی قوت کو شکست دے سکیں گے۔ جیسے ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ میں ہم نے محض ایمانی قوت کے بل بوتے پر اپنے سے فائق تر مادی قوت رکھنے والے ملک بھارت کو شکست دی۔ لیکن اگر ہم ایک طرف مادی قوت میں بھی کمزور رہے اور دوسری طرف یورپ کے ملحدانہ افکار اور اشتراکیت کے ایمان سوز نظریات نے ہماری رہی سہی ایمانی قوت کو بھی کمزور کر دیا تو اس وقت پاکستان کی حفاظت کس چیز سے ہوگی؟ بالخصوص جب کہ پاکستانی علاقوں کو انتشار سے بچانے کے لیے واحد ذریعہ صرف اسلام ہے۔

نہ صرف پاکستان بلکہ تمام مسلمان مملکتوں کی حیات و ترقی اور حفاظت اسلامی وحدت کا راز بھی اسلامی بلاک کے قیام میں مضمر ہے۔ اگر امریکہ کی موجودہ شکل میں وہاں کی تقریباً پچاس ریاستوں کا اتحاد ہو سکتا ہے اور سوویٹ یونین کی شکل میں تقریباً بائیس ریاستوں کی متحدہ قوت بن سکتی ہے اور دولت مشترکہ کے تحت سات آٹھ حکومتیں باوجود تہذیبی، مذہبی، علاقائی اور نسلی اختلافات رکھنے کے ایک "دولت مشترکہ" کی تنظیم میں آسکتی ہیں۔ تو تمام ممالک اسلامیہ جن میں دینی، تہذیبی اور تاریخی اسباب وحدت موجود ہیں۔ اور زمانہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سابق میں ایک اسلامی حکومت (خلافت) کی وحدت سے منسلک بھی رہے ہیں۔ کیا ان کی یونین یا دولت مشترکہ کا بن جانا ناممکن ہے؟ جب کہ ان میں بہت بڑی حد تک جغرافیائی اتصال بھی ہے۔

اگر مسلمانوں نے زمانے کے انقلابات سے سبق سیکھ لیا اور یہ وحدت قائم ہوگئی۔ جس میں اندرونی طور پر تمام ممالک آزاد ہوں اور تدریج امور خارجہ، دفاع، نصاب، تعلیم قانون، تجارت اور اسلامی اصولوں پر مشترکہ بنک جیسے امور اپنے آپ کو ایک مرکزی قوت سے منسلک کر دیں تو یہ اسلامی یونین تمام عالمی قوتوں میں اول نمبر کی قوت بن جائے گی اور عالمی امور میں اس کی رائے فیصلہ کن ہوگی اور ان ممالک کے تمام مصائب کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بلکہ مغربی اور مشرقی بلاک کے تصادم اور تباہ کن جنگ کو روکنے اور امن عالم قائم کرنے میں ایک مؤثر قوت ثابت ہوگی۔ جس کی بڑی دلیل عالمی اعداد ہیں۔

قوت کی پہلی چیز عددی برتری ہے روزنامہ کوہستان ۲۰ دسمبر ۱۹۶۵ء کی رپورٹ کے مطابق مسلمانوں کی عالمی تعداد ۵۹ کروڑ اور ایک ارب کے درمیان ہے لیکن عیسائیوں کی صحیح اصلی تعداد پورے عالم میں ۵۲ کروڑ ہے کنیوشس مت جو حکمران چین کا مذہب ہے۔ اس کی تعداد ۳۶ کروڑ شنٹو مت جو جاپانی حکمرانوں کا مذہب ہے، اس کی اصلی تعداد ۵ کروڑ۔ بدھ مت کے پیرؤں کی ۱۵ کروڑ، ہندو بشمول اچھوت کی اصلی تعداد ۲۸ کروڑ ہے (دیکھو مذاہب عالم (احمد عبداللہ مسدوسی)

دوسری چیز رقبہ ہے۔ دنیا کا کل رقبہ تقریباً ۱۳ کروڑ مربع میل ہے جس ۳ حصہ پر اہل اسلام کا قبضہ ہے اور باقی سب مذاہب شریک ہیں۔

تیسری چیز پٹرول ہے۔ روس میں پٹرول کی پیداوار تین کروڑ ٹن۔ یورپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دس لاکھ ٹن اور خرچ ۴۱ کروڑ ۳۰ لاکھ ٹن، امریکہ کا تیل عالمی پیداوار کا ۱۵ فیصد، روس وچین کا دس فیصد اور مشرقِ وسطیٰ کا ۷۰ فیصد عالمی پیداوار کا ہے۔ (نوائے وقت ۴ اپریل ۱۹۶۸ء)

اگر مشرقِ وسطیٰ کا تیل بن ہو جائے تو پورا عالمی نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مسلم اقوام سر توڑ کوشش کرتی ہیں کہ عالم اسلام متحد نہ ہونے پائے خود عرب کا حال دیکھو، کہیں دشمن قومیں ان میں قومیت کا جذبہ انتشار پیدا کرنے کے لیے ابھارتی ہیں اور کہیں اسلام دشمنی کے باوجود اسلامی ممالک میں علاقائی تہذیبوں کو زندہ کرنے کی کوشش کرتی ہیں تاکہ اسلام سے ان کے ربط کو پرانی تہذیب کے بت کے ذریعہ ختم کیا جائے۔

اب عالم اسلام کا فرض ہے کہ ان باتوں میں غور کریں، ہم نے تنگ وقت میں صرف مختصر سا خاکہ پیش کیا، جس پر اہل نظر غور کریں۔

چوں گہر در رشتۂ او سفتہ شو
ورنہ مانند غبار آشفتہ شو

اسلامی یونین

امریکہ کی پچاس ریاستیں ایک وحدت ہے۔ دس کی تقریباً بائیس ریاستیں سوویٹ یونین کی شکل میں ایک وحدت ہے۔ دولتِ مشترکہ برطانیہ تقریباً آٹھ حکومتوں کی ایک وحدت بنی ہوئی ہے۔ حالانکہ ان میں مذہبی، نسلی اور جغرافیائی اختلاف بھی ہے تو کیا مسلمانانِ ایشیا و افریقہ وغیرہ تقریباً چھوٹی بڑی ریاستیں ایک "اسلامی یونین" نہیں بن سکتی؟ اگر بن گئی تو یہ امن عالم کے لیے بھی ایک بے مثال طاقت ہوگی اور عالم اسلام کے تمام مسائل، جنگ و خونریزی کے حل ہو جائیں گے۔ قوت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے جن اسباب کی ضرورت ہے۔ وہ اس مجوزہ اسلامی یونین کے مقابلے میں کسی حکومت کو دنیا میں حاصل نہیں۔ صرف وحدت اور تنظیم کا انتظار ہے۔

۱: مسلمانوں کی عددی قوت سب سے پہلے عددی برتری ہے مسلمانوں کو اب تک اپنی صحیح تعداد کا پتا نہ تھا، کیونکہ وہ اعداد وشمار یورپی ذرائع سے حاصل کرتے تھے جو مصنوعی طور پر کم سے کم تعداد بتلاتے تھے تاکہ کہیں مسلمان اپنی عددی اکثریت معلوم کر کے بیدار نہ ہو جائے۔

سب سے پہلے مسلمانوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کی کوشش امیر شکیب ارسلان نے کی اور مذاہب عالم میں عبداللہ مسدوسی نے کی۔ کوہستان کی رپورٹ مندرجہ ۲ دسمبر ۱۹۶۵ء کے مطابق مسلمانوں کی تعداد ۹۵ کروڑ اور عیسائیوں کی اصلی تعداد مذاہب عالم کی تحریر کے مطابق ۵۲ کروڑ ہے۔ کنفیوشس مت جو حکمران چین کا مذہب ہے، ان کی تعداد ۳۶ کروڑ شنٹو مت جو حکمران جاپان کا مذہب ہے۔ ۵ کروڑ۔ بدھ مت کی تعداد ۱۵ کروڑ اصلی ہندوؤں کی تعداد ۲۸ کروڑ، سکھ ۶۳ لاکھ۔ یہود کی کل عالمی تعداد ۱۲ کروڑ ہے

اس موازنہ سے آپ کو معلوم ہوا ہوگا کہ مسلمانوں کی عددی قوت کیا ہے؟ اور صرف عددی قوت کی وجہ سے روس، امریکہ، بھارت کو پاکستان پر ترجیح دیتے ہیں کہ بھارت کی آبادی ۴۵ کروڑ اور پاکستان کی ۱۱ کروڑ ہے۔ لیکن وہ صرف تعداد کو دیکھتے ہیں۔ چاہے ۱۱ کروڑ شیر ہوں اور ۴۵ کروڑ گیدڑ۔

۲: پٹرول اور تیل کی قوت کل دنیا کے تیل کا ۷۵ فیصد صرف مشرق وسطیٰ میں پیدا ہوتا ہے جو اسلامی ممالک ہیں۔ اگر یہ تیل یورپ اور امریکہ یا دیگر ملکوں کو نہ دیا جائے تو وہ نہ لڑائی لڑ سکیں گے اور نہ کارخانے چلا سکیں گے۔ اس لیے سب کی مشرقِ وسطیٰ پر نظریں لگی ہوئی ہیں اور آئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے اسرائیل کو آلہ کار بنایا گیا ہے۔

۳۔ رقبہ کے لحاظ سے تفوق تیسری چیز زمین کا رقبہ ہے۔ کل دنیا کا رقبہ ۱۲ کروڑ مربع میل ہے۔ جس میں ۴۳ فی صد پر مسلمانوں کا قبضہ ہے۔ باقی میں تمام اقوام شریک ہیں۔

۴:۔ چوتھی چیز ربڑ ہے جو مواصلات کے لئے نہایت ضروری ہے دنیا میں سب سے زیادہ ربڑ انڈونیشیا اور ملایا میں پیدا ہوتا ہے جو اسلامی ممالک ہیں۔

۵۔ جغرافیائی اتصال یہ عجیب بات ہے کہ اسلامی مجوزہ یونین کے تمام اسلامی حلقوں میں، پاکستان سے لے کر ترکی اور مراکش تک جغرافیائی اتصال ہے۔ البتہ دلوں کا اتصال باقی ہے جس کا واحد ذریعہ اسلامی تعلیم اور جذبۂ اسلام کو فروغ دینا ہے۔

۶۔ جذبۂ شجاعت و جفاکشی جس رقبہ میں اسلامی اقوام آباد ہیں۔ ان میں سب اقوام کی نسبت جذبۂ شجاعت و جفاکشی زیادہ موجود ہے جو ایک ملت کی قوت اور غلبہ کے لیے سب سے زیادہ فیصلہ کن معنوی طاقت ہے۔

۷۔ دین حق کا جذبۂ توحید ہے جنگ میں فتح یابی جذبۂ دین پر مبنی ہے بالخصوص جب کہ وہ دین حق ہو اور اس میں توحید کی حقیقی اسپرٹ موجود ہو کہ اسباب کے علاوہ ان کو یہ یقین ہو کہ فتح خالق کائنات کی امداد پر موقوف ہے۔ جس کی تمام علوی و سفلی نصرتیں اہل حق کے ساتھ ہوتی ہیں۔ چاہے ان کی تعداد اور سامانِ جنگ دشمن سے کم ہو۔

كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللّٰهِ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثر چھوٹی جماعت بڑی جماعت پر میدان جنگ میں غالب آتی ہے اگر اللہ کی مشیت ان کے ساتھ ہو۔

پھر جہاد کا یہ جذبہ کہ اسلام کے لیے جہاد بہر حال کامیابی ہے، یا فتح ہوگی یا حیاتِ فانی کو حیاتِ اعلیٰ میں تبدیل کرانا ہوگا، اگر شہادت نصیب ہوئی۔ یہ جذبہ اسلامی لشکر کے ہر فرد کو موت سے بے خوف کر دیتا ہے بلکہ موت محبوب بن جاتی ہے۔ مجاہد دشمن کے پہاڑ کی برابر قوت سے ٹکر لینے میں بے باک ہو کر لذت محسوس کرتا ہے۔

عاشقی توحید را بر دل زدن!
وانگے خود را بہر مشکل زدن
اگر بیمے نداری بحر صحرا است
وگر ترسی بہر موجش نہنگ است

اس دینی جذبہ کی وجہ سے اسباب اور مسبب الاسباب دونوں کی قوتیں ہر سپاہی میں جمع ہوں گی جس کے سامنے صرف اسباب پر بھروسہ کرنے والی قوم نہیں ٹھہر سکے گی۔

۸۔ ماضی کی شاندار تاریخ ایک قوم میں زندگی اور جوشِ عمل پیدا کرنے والی چیز اس قوم کی سابق تاریخ ہوتی ہے۔ کیونکہ تاریخ سے قوم کی زندگی بنتی ہے۔ اسلام کی سابق تاریخ جان فروشی اور قربانی کی ایک بے مثال تاریخ ہے۔ جو کسی دوسری قوم کو نصیب نہیں۔ اگر اہل اسلام کو اپنے ماضی کی تاریخ سے مربوط کرنے کی کوشش کی جائے تو ایک مجاہد اسلام ہائیڈروجن بم بن جائے گا جیسے ماضی کی تاریخ کا ایک ایک واقعہ اس پر گواہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو دیکھی ہسٹری اس بات پر کامل یقیں آیا
جسے مرنا نہیں اسے جینا نہیں آیا

ملت اسلامیہ میں بحمد للہ بے مثال بن جانے کے لیے یہ آٹھ اسباب موجود ہیں جو دنیا کی کسی قوم کو حاصل نہیں لیکن اس قوت کو ہمارے انتشار اور لا مرکزیت نے تباہ کر دیا ہے اگر ایک بار اسلامی یونین کی شکل میں یہ قوت منظم ہو جائے تو روس، چین، امریکہ اور یورپ کے فیصلوں کی باگ ڈور اسی یونین کے ہاتھوں میں ہوگی۔

اب ہم اسلامی یونین کا مختصر خاکہ پیش کرتے ہیں جو عالم اسلام کے تمام مسائل کا واحد حل ہے۔ خواہ وہ کشمیر کا مسئلہ ہو یا قبرص کا، عرب اسرائیل کا مسئلہ ہو، یا نائیجیریا کا جس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

مسلم مرکزیت تمام اسلامی مملکتیں خواہ ان کا نظام جمہوری ہو، یا شاہی پھر مغربی جمہوریت ہو یا کسی دوسری قسم کی جمہوریت نظام پارلیمانی ہو، یا صدارتی۔ وہ ایک مشترک پارلیمنٹ سے منسلک ہو جائیں جن میں ہر مملکت سے حسب تعداد مملکت نمائندے منتخب کیے جائیں لیکن نمائندوں میں اس امر کا لحاظ رکھا جائے کہ ان میں حسب ذیل صفات ملحوظ ہوں۔

صفات نمائندگان پارلیمنٹ

۱:۔ اسلام پر پختہ یقین۔
۲:۔ جرأت و شجاعت و تدبر
۳:۔ عاقبت اندیشی اور سیاسی فہم
۴:۔ حرص مال و جاہ اور ذاتی مفاد اور خود غرضی سے پاک ہونا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵:۔ اسلام کی ضروری فہم اور دورِ حاضر کے سامراجیوں کے ہتھکنڈوں اور نفاق سے باخبر ہونا۔

۶:۔ اسلامی اعمال کی پابندی۔

ان تمام اسلامی دول کا مندرجہ ذیل امور میں اشتراک ضروری ہے۔

۱:۔ امورِ خارجہ مشترک ہوں۔ ایک کا دوست سب کا دوست اور ایک کا دشمن سب کا دشمن ہو۔

۲:۔ دفاع اور دفاع سے متعلق کارخانے مشترک سرمایہ سے بنائے جائیں۔

۳:۔ صنعت مشترک، ایسی صنعت جس کے لیے ایک مملکت کا سرمایہ کافی نہ ہو یا خام مواد میسر نہ ہو، ان میں مشترک تعاون سے کام کیا جائے۔

۴:۔ تجارت، مصنوعات اور خام اشیاء کا تبادلہ حتی الامکان اسلامی یونین کے دائرہ میں ہو اور بتدریج اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ بیرونی درآمد کردہ اشیاء سے بے نیازی ہو سکے۔

۵:۔ اسلامی اصولوں کے تحت یونین سے متعلق اسلامی ممالک کا مشترک بینک ہو اور بلا ضرورت غیر ممالک میں سرمایہ نہ رکھا جائے۔

۶:۔ نصابِ تعلیم میں کافی حد تک یکسانیت ہو۔

۷:۔ عدالتی قانون سب ممالکِ اسلامیہ کا ایک ہو۔

۸:۔ اگر ممکن ہو سکے تو اسلامی ممالک کی یونین کی سرکاری زبان بھی ایک ہو۔ اور موزوں یہ ہے کہ وہ عربی زبان ہو۔

۹:۔ کوشش کی جائے کہ تبلیغ کی آزادی کے باوجود ایسی سرگرمیوں پر پابندی لگائی جائے جو یونین کے بنیادی مقاصد سے متصادم ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دورِ حاضر کے افکار کی بنیادی غلطی

سب سے پہلے ہمیں اس پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا دورِ حاضر کے نظریات میں غلطیاں موجود بھی ہیں یا نہیں؟ اس کے لیے ہمیں دورِ حاضر کے نظریات کو تقسیم کرنا پڑے گا۔

۱:۔ خالص مادی نظریات

۲:۔ انسان سے متعلق نظریات (خواہ تمدنیات ہوں یا معاشیات و عمرانیات)

۳:۔ ماوراء المادیات

ان تینوں کے ذرائع علم و احکام و خصوصیات میں بڑا فرق ہے۔ دورِ حاضر کی عقلیت نے تینوں پر بحث کی ہے اور تینوں کے متعلق اس نے نظریات قائم کئے کیے ہیں۔

اس میں شک نہیں کہ ان تینوں کا ایک بہت بڑی حد تک انسانی زندگی سے تعلق ہے اور تینوں پر عقل نے اس بنا پر غور کیا کہ وہ ایسے حقائق کو پا سکے۔ جن کی وجہ سے انسانی زندگی اپنے حقیقی مقصد میں کامیاب ہو۔ کیوں کہ عقل کی فکری حرکت کا آغاز اسی مقصد کے لیے ہوتا ہے۔

اب انیسویں صدی سے لیکر اب تک تقریباً ڈیڑھ سو سال سے زیادہ کی عقلی کاوشوں سے اگر انسان نے اپنے مقصدِ زندگی کو پالیا ہے تو بے شک یہ فکری و فلسفی اور سائنسی کوششیں قابلِ تحسین ہیں اور اس کی عقل و فکر کی راہ میں سمت پر جانے اور منزلِ مقصود کو پانے کی صحیح راہ تھی اور اگر زندگی کا وہ مقصد حاصل نہیں ہوا تو یقیناً ہم کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ انسانی عقلیت کی راہ صحیح نہ تھی۔ بلکہ اس میں غلطی واقع ہوتی ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ پہلے ہم اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقصد کو متعین کریں جس کے لیے عقلی حرکات کا آغاز ہوا اور پھر عمل قوتوں نے ان عقلی نظریات کی موافقت کی۔

عقلی و عملی کاوشوں کے مقصد کا تعین انسانی فکر و عمل کی تمام حرکات کا جو مقصد ہے وہ چین اور اطمینان ہے۔ نہ سونے اور چاندی انبار انبار یا قیمتی موٹریں اور نہ بڑی بڑی بلڈنگ اور سامان تعیش یا حکومت کا کوئی بڑا عہدہ جس کی تصدیق اس امر سے کی جا سکتی ہے۔

کہ اکثر اوقات یہ سب چیزیں حاصل ہوتی ہیں۔ لیکن چین اور اطمینان کا نام نہیں بےچینی ہوتا۔ اگر یقین نہ آئے تو صدر جانسن اور اندرا گاندھی سے پوچھ لو کہ کیا تم ایک معمولی غریب آدمی کے برابر بھی چین حاصل ہے؟ لیکن ان دونوں کی بے چینی عام غریب اور معمولی اشخاص سے بہت زیادہ اسی طرح یورپ اور امریکہ کے ارب پتیوں سے پوچھو کہ تم کو چین حاصل ہے؟ تو جواب ہو گا کہ نہیں۔

آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ یورپ اور امریکہ کے بہت کروڑپتی اور ارب پتی ایسے تھے جنہوں نے دماغ کی بے چینی کی تاب نہ لا کر خودکشی کر ڈالی اور یہ تحریر چھوڑ کر مرے کہ:

"ہم اس بے چین دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں۔"

اب اگر دورِ جدید کے عقل مندوں کی عقلی و عملی تگ و دو کی راہ صحیح ہوتی تو عین حاصل ہوتا۔ لیکن اس کے برخلاف جو بے چینی انسان کو دورِ حاضر میں نصیب ہوئی۔ اس کی نظیر انسان کی پوری تاریخ میں نہیں مل سکتی اور اس میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ خاص کر اس ایٹمی دور ہائیڈروجنی خطرہ نے تو بے چینی کو عالمگیر شکل دے دی ہے تو کیا یہی وہ منزلِ مقصود تھی جس کے لیے ڈیڑھ دو صدی کی یہ کوشش عمل میں لائی گئی تھیں؟

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انقلاب مقصدِ زندگی کی نایابی کی بڑی دلیل لفظِ "انقلاب" ہے جس کے معنی "پلٹنے" کے ہیں۔ اس دور جو نظامِ زندگی، جو نظامِ مملکت، جو نظامِ معیشت فکری کوشش کے بعد قائم ہو جاتا ہے تو اس کے بعد نعرہ انقلاب بلند ہو جاتا ہے جس کا واضح مقصد یہ ہے کہ عوام اور نعرۂ انقلاب لگانے والے موجودہ نظام سے مطمئن نہیں وہ اس کو پلٹ دینا چاہتے ہیں۔ گویا وہ اپنے نعرۂ انقلاب کے ذریعہ اپنی بے چینی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اقبال مرحوم خدا سے مکالمہ کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے جواب میں کہ "کیا یہ جہانِ جدید تم کو موافق ہے"؟ کہتا ہے کہ۔

"میں نے خدا سے کہا کہ موافق نہیں۔ ارشاد ہوا کہ اس کو توڑ ڈالو۔"

گفت کہ جہانِ ما آیا بتو مے سازد
گفتم کہ نمے سازد، گفتند کہ برہم زن

بے چینی کی مثال اس عالمی بے چینی سے یہ معلوم ہوا کہ دورِ حاضر کی فکری اور عملی کوششوں نے زندگی کو مقصود سے ہمکنار نہیں کیا اور تاہنوز زندگی نے اپنے طبعی و فطری مرکز کو نہیں پایا۔

اضطراب، انقلاب اور بے چینی انسان کی باطنی حرکت کا نام ہے اور چین اور اطمینان اس کے اصلی سکون کا نام ہے اور وہی اصل مقصدِ حیات اور راحت گمشدہ ہے۔ مثلاً پانی جب بلندی پر ہو تو وہ متحرک اور مضطرب رہتا ہے اور اگر اس کو اس بلندی سے کسی دوسری بلندی کی طرف منتقل کیا جائے تو بھی اس کا اضطراب اور تحرک ختم نہ ہوگا۔ تاوقتیکہ وہ کسی نشیب [illegible] پہنچ کر اپنے مرکزِ فطری و طبعی کو نہ پائے۔ یہی حاصل اس وقت ہماری زندگی کا [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو کبھی ایک جہاں اور کبھی دوسرے جہاں کی طرف منتقل کرتی ہے۔ کبھی تیسری کی طرف۔ لیکن اس کے اضطراب میں فرق نہیں آتا، تاوقتیکہ زندگی اپنے فطری مرکز کو نہ پالے۔

اس بے چینی کا اصلی سبب خالق کائنات سے انسان کے تعلق کا منقطع ہونا ہے اور مادہ اور مادیات ہی سے وابستہ ہونا ہے۔ مادہ متغیر ہے اور روح کے لیے وہ غیر فطری مرکز ہے اور خالق کائنات روح انسانی کا فطری مرکز ہے روح جب فطری مرکز سے ہٹادی گئی اور غیر فطری مرکز سے اس کو جوڑ دیا گیا تو اس کے حصے میں دوامی اضطراب اور بے چینی کا ہونا ایک لازمی بات ہے اور مادی ترقی چاہیئے کس قدر بلند ہو، لیکن اضطراب دور نہ ہوگا۔

اسی حقیقت کو قرآن نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

خوب سن لو کہ صرف اللہ کی یاد اور تعلق سے انسان کو چین اور اطمینان نصیب ہو سکتا ہے۔

بقول اکبر ؎

دو ہی چیزیں ہیں بس محافظ دل کی
عقبیٰ کا تصوّر اور اللہ کی یاد
دنیا دنی کی ہوس جانے دو
گلیں ہو اگر تو خار و خس جانے دو
مالک کے بغیر گھر کی رونق نہیں کچھ
اللہ کو اپنے دل میں بس جانے دو

لیکن تہذیب جدید کا یہ حال ہے کہ ؎

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھولتا جاتا ہے یورپ آسمانی باپ کو
بس خدا سمجھا ہے اس نے برق کو اور بھاپ کو
طریقِ مغربی کی کیا یہی روشن ضمیری ہے
خدا کو بھول جانا اور محو ماسوا ہونا

مادیات

مادیات کی بنیاد مادہ ہے۔ اس لیے جب تک مادہ معلوم نہ ہو تو مادیات کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ مادہ کے متعلق ہزاروں سال سے فلاسفہ کی ذہنی اور فکری کاوشیں جاری ہیں لیکن ان سب میں شدید اختلاف پایا جاتا ہے۔

یونان کے فلاسفہ قدیم نے مادہ عالم کی حقیقت

مادّہ، قدیم فلاسفہ کی نظر میں کے متعلق جو اسٹڈی اور تحقیق کی ہے وہ شہر ستانی کے ملل و نحل میں موجود ہے۔

۱:۔ فطالیس کی رائے یہ ہے کہ "کائنات کی تخلیق عدم سے نہیں ہو سکتی۔ اس لیے مادہ کا وجود ضروری ہے اور مادہ کائنات پانی ہے۔

۲:۔ انکسمنس کی رائے یہ ہے کہ کائنات کا مادہ ہوا ہے۔

۳:۔ انکسمندر کی رائے یہ ہے کہ مادہ کائنات کی کوئی شکل نہیں جس کو متعین کیا جا سکے۔

۴:۔ فیثا غورث کی رائے یہ ہے کہ مادہ کائنات خدا ہے جس سے کوئی چیز خالی نہیں۔ جس طرح کل تعداد ایک ہی کے تکرار سے بنتے ہیں، اسی طرح خدائے واحد اصل کائنات ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵:۔ اکزنوفس کی رائے یہ ہے کہ کائنات کا مادہ واحد ہے۔

۶:۔ ارمیندس کی رائے یہ ہے کہ عدد مادہ نہیں بلکہ پانی اور ہوا کا مجموعہ مادہ ہے۔

۷:۔ ملیسوس کی رائے یہ ہے کہ مادہ ایسی ذات ہے جو زندہ اور عاقل اور ازلی ہے

۸:۔ ہرقلیط کی رائے یہ ہے کہ مادہ آگ ہے جو پھر منقلب ہو کر ہوا بنی اور وہ بدل کر پانی بنا۔

۹:۔ امبدوقلس کی رائے یہ ہے کہ مادۂ عالم چار عناصر ہیں۔

ا ـــــــــ باد

ب ـــــــــ خاک

ج ـــــــــ آب

د ـــــــــ آتش

ان میں محبت کی قوت باہم انضمام کے لیے اور نفرت کی قوت تفریق کے لیے موجود ہے۔

۱۰:۔ دیموقراطیس کہتا ہے کہ مادۂ عالم ذرات ہیں جو اندھی ضرورت کی وجہ سے حرکت کرتے ہیں۔

۱۱:۔ انکساغورس کہتا ہے کہ مادۂ عالم ذراتِ متحرکہ ہیں۔ جن کو خدائے علیم وحکیم حرکت دیتا ہے۔

۱۲:۔ سوفسطائیہ جن میں سے برد تاغوراس کی رائے یہ ہے کہ مادہ یا اور کسی چیز کا کسی کو بھی علم نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ عقل اور حس صحیح ذرائع علم نہیں کیونکہ لوگوں کی حالت ان دونوں چیزوں میں متفاوت ہے بلکہ غورجیاس فلسفی کی رائے یہ ہے کہ ہر چیز کی صحیح معرفت عقل اور حس کے ذریعہ محال ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۳:۔ سقراط کی رائے یہ ہے کہ مادہ اور دیگر اشیاء کا علم عقل کے ذریعہ ممکن ہے حس کے ذریعہ ناممکن ہے۔

۱۴:۔ افلاطون جو سقراط کا شاگرد ہے وہ کہتا ہے کہ مثالی اور تصوری حقائق مادہ عالم ہے لیکن افلاطون اور اس کے شاگرد ارسطو دونوں خدا کے قائل ہیں کہ مادہ خدا کے بغیر کسی موجود میں متشکل نہیں ہو سکتا۔

یہ چودہ اقوال قدیم فلاسفہ کے ہیں جو ہم کو معلوم ہیں۔ نہ معلوم کہ اور کتنے اقوال ہوں گے جو ہمیں معلوم نہیں۔

مادہ جدید فلاسفہ کی نظر میں جدید فلاسفہ یورپ اور امریکہ کی تحقیقات کو چونکہ استقرار نہیں بلکہ ان میں انقلاب اور تبدیلی واقعہ ہوتی رہتی ہے اور جدید تحقیق سابق تحقیق کو رد کرتی ہے اس لیے اب تک جدید فکر میں حسب ذیل تبدیلیاں ہوئیں۔

پہلا نظریہ یہ تھا کہ مادہ عناصر کا نام ہے۔

دوسرا یہ کہ مادہ سالمات یعنی ایٹمی اجزاء کا نام ہے۔

تیسرا یہ کہ مادہ برق پاروں کا نام ہے۔

اب تک جدید فلسفہ اسی حد تک پہنچا ہے لیکن جدید فلاسفہ میں سے بعض کی تحقیق یہ ہے کہ:

"بالآخر برقیت بھی ختم ہو جاتی ہے اور آخر میں صرف ایک نور باقی رہ جاتا ہے"

یہ سب خرابی اس غلط جذبے اور تخیل سے پیدا ہوئی کہ عدم اور نیستی سے کوئی چیز وجود میں نہیں آسکتی۔ لیکن یہ خیال ہی سرے سے غلط ہے کہ نیست سے ہست نہیں ہو سکتی۔

نیست سے ہست ہونا اسلامی زاویۂ نگاہ سے کائناتِ عالم تو ہست سے ہست

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئی یعنی مادہ عالم سے وجود میں آئی لیکن خود مادہ عدم سے وجود میں آیا گویا عدم سے وجود اور نیستی سے ہستی کا واقعہ موجودہ عالم سے قبل صرف ایک بار ہوا۔ ازاں بعد جس قدر قدرت کی تخلیقات ہیں، وہ سب اشیا ہست سے ہست ہوئی۔

اب جدید فلاسفہ یا قدیم فلاسفہ جو مادے کی ازلیت کے قائل ہیں۔ ان کے پاس اس کے سوا کوئی دلیل نہیں کہ مادہ اگر ازلی نہ ہو تو وہ بھی پیدا کیا گیا ہوگا اور ظاہر ہے کہ مادی اجسام تو مادہ سے پیدا ہیں لیکن مادہ عدم سے پیدا ہوا ہوگا حالانکہ مشاہدہ میں کوئی ایسی چیز نہیں جو دستیاب ہو سکتی جو نیست سے ہست ہوئی ہو، یہ صرف مغالطہ ہے جو واقعہ مشاہدہ کرنے والوں اور مشاہدات کے وجود سے بہت پیشتر صرف ایک ہی مرتبہ وجود میں آیا ہو۔ وہ اس زمانہ اور اس وقت کیونکر زیر مشاہدہ آسکتا ہے۔ جس واقعہ کو جس واقعہ سے اختصاص ہو، وہ ایک دوسرے وقت میں کیونکر وجود میں آسکتا ہے۔

ایک صاحب جو آریہ سماج کے بہت بڑے پنڈت تھے اور اس خیال کے قائل تھے کہ نیست سے کوئی چیز ہست نہیں ہو سکتی ورنہ ہمیں دکھا دو۔ میں نے کہا یہ سوال ایسا ہے کہ بغداد موجود نہیں۔ ورنہ اسی ہندوستان میں بغداد مجھے دکھا دو، جب میں مان لوں گا تو اس کا جواب یہی ہوگا کہ آجاؤ۔ ہمیں بغداد لے چلو وہیں دکھا دیں گے۔ دہلی میں ہم آپ کو بغداد کیسے دکھا سکتے ہیں؟ ہم بغداد کا وجود مانتے ہیں لیکن اپنے اصلی مقام میں مانتے ہیں۔ دہلی میں ہم نے نہ بغداد کے موجود ہونے کا دعوٰے کیا ہے اور نہ مشاہدہ کا۔ تو اسی طرح مشاہدہ جیسے مکان سے بدلتا ہے اور زمان سے بھی بدلتا ہے۔

اگر کوئی کہے کہ دارا اور سکندر کی جنگ ناممکن ہے ورنہ ہمیں کوئی مشاہدہ اسی زمانہ میں کرائے تو جواب یہی ہوگا کہ یہ واقعہ اپنے مخصوص زمانہ اور وقت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہوا۔ تم اپنے اس زمانے قبل از نیست سے ہست ۳۳ تو اس دو قسمیں ہیں میں پہنچا دو تو مشاہدہ کرا دینگے اسی طرح جس وقت موجودہ نظامِ عالم سے بھی کرا دیں گے۔ یہی ہے اس عظیم مسئلہ کی حقیقت، جس پر موجودہ فلسفہ مبنی ہے۔

۲۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ انسان چونکہ کوئی چیز مادے کے بغیر پیدا نہیں کر سکتا تو اس سے خیال قائم کیا گیا کہ خدا بھی نہیں کر سکتا۔ اس نظریہ میں خدا کی قدرت کو انسانی قدرت پر قیاس کیا گیا ہے۔

یہ بھی بالکل غلط ہے۔ ہمیں خدا سے تو کوئی نسبت نہیں۔ نہ کسی چیز میں شرکت کہ وہ خالق ہے اور ہم مخلوق ہیں لیکن مخلوق میں ایک مخلوق کی قدرت دوسری مخلوق پر قیاس نہیں کی جا سکتی۔ کہ چونکہ چیونٹی بیس من بوجھ نہیں اٹھا سکتی تو ہاتھی بھی نہیں اٹھا سکتا۔ اگر کوئی یہ قیاس کرے تو بڑی غلطی کا مرتکب ہوگا چیونٹی جو کام نہیں کر سکتی، ہاتھی وہ کر سکتا ہے۔ لہٰذا ہم جو کام نہیں کر سکتے کہ نیست سے ہست کریں تو خالقِ کائنات قادرِ مطلق وہ یقیناً یہ کام کر سکتا ہے۔

۳:۔ سائنس کے قواعد کے مطابق مادہ کی ازلیت کا تخیل استقراء اور تجربہ سے قائم کیا گیا اور استقراء اس وقت دلیل بن سکتا ہے کہ تام ہو۔ ورنہ بہت زمانہ تک سینما میں تصویر متحرک نظر آتی تھی لیکن بولتی نہ تھی۔ اس وقت کا استقراء یہ تھا کہ تصویر سینما نہیں بول سکتی۔ لیکن مابعد زمانہ میں جب بولنے لگی تو وہ استقراء باطل ہوا کیونکہ یہ جدید واقعہ سابق استقراءِ تجربہ کرنے والوں کے تجربہ سے خارج تھا تو ممکن ہے کوئی ایسا صحیح واقع بھی ہو جو انسان کے تجربات سے خارج ہونے کے باوجود اپنی جگہ دو دونی چار کی طرح صحیح اور درست ہو اور وہ واقعہ نیست سے ہست ہونے کا ہے اسی طرح تمام عجائباتِ سائنس سابق تجربہ سے خارج تھے۔ لیکن اب یہ تسلیم شدہ ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴:۔ مادی اجسام مادہ سے پیدا ہوئے اور خالق کائنات نے پیدا کیا۔ اب خود مادہ اگر کسی اور مادہ سے پیدا ہو تو تسلسل لازم آئے گا۔ لہٰذا مادے کا وجود کسی اور مادہ سے نہیں بنا، ورنہ پھر اسی دوم مادے سے متعلق سوال چلے گا جو ختم نہ ہوگا۔ لہٰذا اس لحاظ سے کائنات مادی ہے۔ اس کے لیے مادہ ضرور ہے لیکن خود مادہ غیر مادی ہے جس کے لیے اور مادے کی ضرورت نہیں۔

باقی اگر اس میں شبہ ہو تو خود انسانی آنکھ کے ابصار اور مشاہدہ کو دیکھو کہ تمام کائنات کا ابصار و مشاہدہ آنکھ کے ابصار سے ہوتا ہے لیکن خود ابصار مبصرات سے نہیں یعنی کل چیزیں ہم نظر سے دیکھتے ہیں لیکن خود نظر، نظر نہیں آتی اور نظر کا وجود نظر آنے سے بے نیاز ہے۔ اسی طرح کل مادیات مادے سے بن گئے ہیں لیکن خود مادہ مادہ سے بے نیاز ہے کہ وہ کسی اور مادہ سے بن گیا ہو۔ بلکہ وہ بلا مادہ وجود میں آیا ہو۔ البتہ وجود میں لانے والے خدا کی ہستی لازمی ہے یعنی مادے کے لیے دیگر مادہ کی ضرورت نہیں، البتہ فاعل و خالق کی ضرورت ہے۔

پہلی قسم یعنی افکارِ جدیدہ جو مادیات سے متعلق ہوں۔ ان میں اکثر آرا، صحیح ہو سکتی ہیں کہ وہ مشاہدہ اور تجربہ سے متعلق ہیں اور مادہ چونکہ بے جان اور بے اختیار چیز ہے اس لیے مادہ سے متعلق ایک بار بعد از تجربہ جو نظریہ قائم ہو جاتا ہے تو اس میں کوئی مداخلت نہیں ہوتی اور قائم رہتا ہے۔

مثلاً اگر دو سالمات (ایٹم) ہائیڈروجن اور آکسیجن کے ایک سالمہ کو ترتیب دی جائے تو ہر حال میں اس عمل سے پانی برآمد ہوگا۔ اس لیے اس قسم میں اختلاف کی گنجائش کم ہے اور ہم آسانی سے حکم لگا سکتے ہیں کہ فلاں مادی شے سے فلاں حالات و شرائط کے تحت فلاں خاصیت ظاہر ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمِ انسان سے متعلق علوم

لیکن دوسری قسم یعنی عالمِ انسان کے متعلق کسی نظریہ کے متعلق ہم قطعی حکم نہیں لگا سکتے، کیونکہ اس میں قطعی اسباب و نتائج کا حکم لگانا اس لیے دشوار ہے کہ انسان مادہ کی طرح مجبور و بے اختیار چیز نہیں کہ مجبوراً کسی قانون کا محکوم ہو۔ بلکہ اس کا آزاد ارادہ ہر قانون کو توڑ سکتا ہے اور اس کا اختیار علت و معلول کے سلسلے کو درہم برہم کر سکتا ہے اور قطعی علت کا تعین مشکل ہے مادہ سے متعلق نظریہ سے اگر کوئی انکار کر دے تو تجربہ اور مشاہدہ سے اس کو قائل کیا جا سکتا ہے لیکن انسان سے متعلق امور ایسے نہیں۔

مثلاً گزشتہ جنگ میں فرانس کی شکست کا سبب اشتراکیوں کے ہاں سرمایہ دارانہ نظام تھا۔ آمریت پسند کہتے ہیں شکست کا سبب فرانس کا جمہوری نظام تھا۔ پابند مذہب طبقے کے نزدیک شکست کا سبب فرانس کا اخلاقی انحطاط تھا لیکن ہمارے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں کہ ہم کسی ایک سبب کی صحت کو قطعی طور پر ثابت کر سکیں۔

نتائجِ امورِ انسانیہ بھی یہ حال ہے کہ اس میں قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً انسانی علوم کے متعلق عام قاعدہ یہ ہے کہ جب ایک قوم شکست کھاتی ہے تو اس میں مادی اور اخلاقی انحطاط شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن گزشتہ جنگ میں جرمنی نے شکست کھائی اور اس کی مادی قوت اور اخلاقی عزیمت اور ہمت میں ترقی ہوئی۔

اس سے معلوم ہوا کہ قسم اول یعنی مادہ کے برخلاف اس قسم دوم یعنی انسانی فطرت کے قوانین اتنے غیر متعین اور نامعلوم ہیں کہ یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فلاں معاملہ انسانی سے فلاں وقت فلاں نتیجہ برآمد ہوگا۔ لیکن عصرِ جدید کی عقلیت نے انسانی امورات خواہ وہ تمدن ہو یا معاشیات یا عمرانیات کے متعلق جو نظریے قائم کیے اس پر مادیات کی طرح یقین کرنے لگی۔

حالانکہ یہ معلوم ہے کہ عالمِ طبیعی میں حق و صداقت کا پانا جس قدر آسان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمدن اور معاشرتی امور میں جو انسان سے متعلق ہیں۔ اتنا ہی مشکل ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ انسان مادیات اور طبیعات کا تجربہ کر کے جو رائے قائم کرتا ہے اس میں تجربہ کنندہ انسان خالی الذہن اور غیر جانبدار ہوتا ہے۔ لیکن جب وہ انسانیت کے میدان میں قدم رکھتا ہے اور تمدنیات اور معاشریات کو سوچتا ہے تو اس کا ذہن ان چیزوں کے متعلق پہلے سے ایک خاص عقائد و تصورات رکھتا ہے اور اسکی قوم بھی ان چیزوں کے متعلق ایک خاص عندیہ رکھتی ہے اس لیے وہ شخصی و قومی خصوصیات سے الگ ہو کر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ جملہ امورات کی چھان بین اپنے شخصی و قومی مزاج کے تحت کرتا ہے۔ جس کی وجہ سے حقیقت تک رسائی عقلیت کی راہ سے مشکل ہو جاتی ہے اور تمدنی اور معاشرتی مسائل میں عقلیت کو غلطیاں واقع ہو جاتی ہیں۔

اگر ہم مان بھی لیں کہ مادی اور تمدنی مسائل کے اس واضح فرق کے باوجود ہم حقیقت کو بھی پا سکتے ہیں تو دیگر اقوام کو ہم کسی دلیل سے قائل نہیں کرا سکتے اور جب تک انسانوں کے پاس تمدن کی ایسی مضبوط اساس موجود نہ ہو جس پر سب اقوام کا اتفاق ہو تو تمدن کو پائیداری نہ ہوگی اور اس کی جڑیں ہر وقت ہلتی رہیں گی۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب یہ اعتراض کہ اس واضح فرق کو حکماء مغرب نے کیوں نہ سمجھا اور کیوں بے ہودہ طور پر انہوں نے اپنی عمریں اور محنت، تمدنی اور معاشرتی مسائل میں صرف کی اس کی وجہ اور جواب عقلیت کی نشاۃ جدیدہ کی تاریخ سے نمایاں ہیں کہ عقلیت جدیدہ کو مسیحیت سے اس وقت عقل کی راہ میں رکاوٹ تھی اور اس کے بنیادی مسائل مثلاً الوہیت مسیح تین ایک اور ایک تین اور مصلوبیت مسیح پر ایمان لانے سے گناہوں کا کفارہ ہونا جو نرا معقول امور کا مجموعہ تھے۔ ان سے عقلیت سے ٹکر ہوئی اور جب عقلیت کو فتح ہوئی تو انہوں نے تمام ادیان کا خواہ محرف اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط ہو۔ جیسے مسیحیت یا حق اور فطری ہو جیسے اسلام، سب کا انکار کیا اور سب سے پہلے انتقام لینا چاہا۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تمدنی اساسات کا الہامی دروازہ انہوں نے بند کیا اور عقل کی راہ سے تمدن کو بھی حل کرنا چاہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسانی تمدن الہامی بنیادوں کو اور خدائی اساسات اور بنیادوں سے ہٹ کر عقل کی بنیادوں پر قائم کیا گیا۔ جس کی حقیقت تک رسائی کا ذریعہ عقل کے پاس موجود نہ تھا۔ اور نہ عقل جذبات و میلانات نفسی کی دخل اندازی سے خالی ہو سکتی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ عقلیت جدیدہ نے ایک ایسا تمدن قائم کیا جس میں حرص و خواہشات نفس کی تکمیل اور درندہ صفت خونریزی کے سوا کچھ نہ تھا اور انسانی تمدن جاہلانہ دور کے تمدن بھی زیادہ پستی میں جا گرا۔ کیونکہ جاہلانہ دور تمدن میں بھی کچھ نہ کچھ الہامی بنیادیں موجود تھیں اور تعجب یہ ہے کہ اس برخود غلط اور غیر فطری تمدن کے استحکام میں روز بروز اضافہ کی کوشش کی جاتی رہی جس سے اس کے زخم اور بڑھتے ہیں۔ جیسے مقول مولینا روم "جو کانٹا قدم میں چبھ گیا ہو اور صاحب قدم چھٹکارا پانے کے لئے اس کو زور سے زمین پر مارے تو قدم زیادہ زخمی ہوگا"

تمدن حاضر زندگی کے قدم کا کانٹا ہے جتنا قدم زمین پر مارا جائے گا اتنا کانٹا مضبوط ہو کر قدم مزید زخمی کرے گا۔ اصلی علاج یہ ہے کہ ہوشیار آدمی آگر کانٹے کو نکال کا دور پھینکے نہ کہ اور اس کو مضبوط کر دے۔

ان انسانی اور تمدنی مسائل میں جدید عقلیت کی جذباتی لغزشوں اور غلطیوں کے لیے عورت کے مسئلے کے متعلق ان کی آراء ملاحظہ ہوں جن سے ان کی لاعلمی نمایاں ہے۔

عورت اور مغرب :۔ سب سے پہلے فکر جدید نے عورت کو انسانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حقوق سے محرومی کی بنیاد پر اپنے تمدن کی بنیاد قائم کی اور یہ قانون بنایا کہ:

۱:۔ عورت شادی کے بعد اپنے پدری اقارب سے کٹ کر شوہر کے خاندان کا ایک فرد ہے اس کی تمام ملکیت شوہر کی ہے اور وہ خود کسی چیز کی مالک نہیں بن سکتی اور نکاح ہونے کے باوجود جب تک مدخولہ نہ ہو تو خاوند کی ملکیت سے اس کا تعلق نہیں اور خاوند کے مرنے پر وہ وارث نہیں ہو سکتی۔"

۲:۔ شادی عورت کو جب شوہر کے گھر میں نہ ہو اپنی اولاد سے کوئی تعلق نہیں اگر ماں مر گئی یا اس کی اولاد توان کے درمیان وراثت نہ ہوگی۔ بلکہ کنبہ کا رئیس اور سرپرست سب چیز کا حقدار ہے۔" (قانون روما المقارنات التشریعیۃ بین القوانین الوضعیۃ المدنیۃ والتشریع الاسلامی سید عبداللہ ص ۱۷۱)

۳:۔ "عورت کو خرید و فروخت اور کسی معاملہ کا اپنی ملکیت میں بھی شوہر کے اجازت کے بغیر کسی قسم کا اختیار حاصل نہیں۔

۴:۔ "عورت کے املاک پر شوہر کا تسلط حاصل ہے۔ وہ خرید و فروخت اور شرکت کا اختیار نہیں رکھتی۔" (حوالہ مذکورہ، قانون فرانس ص ۱۷۷)

۵:۔ "عورت کسی معاملہ میں مدعیہ یا مدعی علیہا نہیں بن سکتی اور نہ عدالت میں حاضر ہو سکتی ہے جب تک شوہر کی اجازت نہ ہو۔" حوالہ بالا ص ۱۸۱) عقلیتِ جدیدہ نے ان قوانین کے تحت عورت کو بے بس جانوروں کی طرح بے اختیار اور شوہر کی ملکیت قرار دیا لیکن بعد ازاں عقلیت جدیدہ کا یہ تفریحی جذبہ جب افراطی جذبہ میں تبدیل ہو گیا تو تمدن کی بنیاد عورت کی حریت اور کلی آزادی پر قائم کی گئی اور اس کو مردوں کے ساتھ تمام امور میں مساوی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرار دیا۔

اب عورت کو بلا اجازت شوہر ہر مرد سے خلوت و جلوت میں ملنے کی آزادی حاصل ہوئی اور جس قدر شوہر کماتا تھا، عورت بھی اسی طرح کمانے لگی اور ازدواجی رشتہ اس قدر کمزور ہوا کہ عورت جب چاہے کسی خوبصورت اور مالدار شخص سے تعلق قائم کر کے شوہر سے علیحدہ ہو سکتی ہے۔

جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عائلی زندگی کا تمدنی نظام درہم برہم ہوا۔ بعض شوہر عورتوں کی اس بغاوت سے تنگ آ کر خودکشی کرنے لگے۔ اور مشہور لڈوسی "وومین (WOMAN)" نام کتاب عورت پر لکھی جس میں یہ فیصلہ کیا کہ

"یورپ کی عائلی تباہی کا علاج اب صرف یہی ہے کہ عورت کو دانایانِ مشرق کے قواعد کے تحت دوبارہ کنٹرول کیا جائے"۔

لواطت کو تمدن کے لیے تباہ کن سمجھ کر عقلیت قدیمہ کا پہلا تمدنی قانون یہ تھا کہ اس فعل خبیث کو جرم قرار دیا جائے اور قرار دیا گیا لیکن عقلیتِ جدیدہ کی عطا کردہ بے لگامی نے یورپ کو اس فعل بد کی وجہ سے سدوم اور عمورہ بنایا تو خود برطانوی پارلیمنٹ کے مادر پدر آزاد ممبران نے لواطت کو جائز قرار دیا اور "ملکہ الزبتھ" کے دستخط سے اس کو ملک کا قانون بنا دیا گیا۔

کیا ان واقعات سے امر کی تصدیق نہیں ہوتی کہ تمدنی مسائل کی پیچیدگی عقل حل نہیں کر سکتی۔ اس میں الہامِ ربانی کی ضرورت ہے۔

بقول اقبال ؎

فساد کا ہے فرنگی معاشرے میں ظہور!
کہ مرد سادہ ہے بیچارہ زن شناس نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عقلیت جدیدہ اور ماوراء الطبیعات

ماوراء الطبیعات سے وہ حقائق مراد ہیں جو مادی تجربات سے خارج ہوں اور انسانی عقل اور حواس یا وجدان کے ذریعہ ان کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ نہ کر سکتا ہو یہ ظاہر ہے کہ انسانی تجربہ کے لیے دو امر ضروری ہیں۔

۱۔ اتحادِ زمانی

اول یہ کہ ان امور کو انسان سے اتحادِ زمانی ہو یعنی تجربہ کنندہ انسان اور وہ زیرِ تجربہ امور ایک وقت میں موجود ہوں۔

(الف) مبدءِ عالم

اس اصول کے تحت قبل الانسان یا مبدءِ انسان سے متعلق امور سائنسی دائرہ سے خارج ہیں یعنی یہ فیصلہ کہ انسان سے پہلے کیا تھا یا انسان کا آغاز کب اور کس طرح ہوا۔ یہ دونوں ایسی چیزیں ہیں کہ انسان کے ذرائع معلومات سے خارج ہونے کی وجہ سے انسان کے لیے غیبات ہیں۔ نہ وہ اپنے آغاز کے متعلق کوئی قطعی فیصلہ کر سکتا ہے۔ اور نہ آسمان و زمین، آفتاب و ماہتاب اور سیارگان کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم کر سکتا ہے۔ اگر کوئی رائے قائم بھی کرے تو وہ اٹکل پچو اور تخمینی اور خیالی رائے ہوگی نہ حقیقی۔

قرآن نے اسی حقیقت کو اس انداز میں بیان کیا ہے:

مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا۔

میں نے ان منکرین کو نہ آسمان و زمین کی پیدائش کے وقت حاضر کیا تھا اور نہ انسان کی پیدائش کے وقت اور نہ میں نے ایسے گمراہ افراد کو تخلیقی رازوں کا دست و بازو بنایا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) منتہی انسان اسی اصول کے تحت بعد الانسان اور موت انسان کے بعد کے واقعات جس کو منتہائے انسان کہنا چاہیئے۔ انسان کے ہم زماں نہیں یعنی انسان کے متعلق کوئی قطعی رائے قائم نہیں کر سکتا۔ عالم قبر و برزخ ہو یا عالم آخرت، دونوں انسانی تجربات اور سائنس کی دنیا سے خارج ہیں۔ اس لیے انسان کی رائے ان امور کے بارے میں کوئی وقعت نہیں رکھتی۔

۲۔ روحانیات دوسرا امر یہ کہ وہ کثیف اشیاء ہوں۔ لہٰذا وہ لطیف اشیاء ہیں جن تک انسانی تجربات اور تحلیل و تجربہ کی رسائی نہیں۔ وہ تجزیہ و تحلیل سائنس کے دائرے سے خارج ہیں۔ ایسی چیزیں خالق کائنات کی ذات، ملائکہ اور ارواح انسان، عقائد و اخلاق و اعمال انسانی کا حسن و قبح اور انسان کی پوری زندگی کے تمام دائروں میں (دنیا قبر و آخرت میں) ان کے نفع و ضرر کی تعیین اور ان کے حدود کی تشکیل، انسانی یا سائنسی تجربات سے خارج ہیں۔ اس لیے انسان ان تک رسائی پانے سے قاصر ہے بلکہ ان تینوں چیزوں مبدء انسان، منتہاء انسان، روحانیت لطیفہ تنہا یہ کا ذریعہ صرف وحی الٰہی اور الہام ربانی ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ انسان ان کو حاصل کر سکتا ہے اور حاصل ہونے کے بعد وہ انسانی ذرائع سے متصادم نہیں بلکہ انسانی ذرائع علم کے موافق ہیں۔

مثلاً کان سے آوازوں اور تقریروں کا علم ہوتا ہے اور آنکھوں سے رنگوں اور اشیاء کے چھوٹے بڑے ہونے کا علم۔ اب کان آنکھ کی معلومات سے عاجز ہے اور آنکھ کان کی معلومات سے، لیکن ان دونوں الگ الگ دائروں کی معلومات میں تضاد تخالف و تصادم نہیں اسی طرح حس عقل کی معلومات سے قاصر ہے اور عقل حس کی معلومات سے لیکن دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں ٹکرتے نہیں۔

یہی حال حس و عقل کو وحی الٰہی کے ساتھ ہے کہ یہ دونوں قوتیں وحی کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات تک رسائی نہیں پا سکتیں لیکن ان دونوں کے علوم کو وحی کی معلومات سے کوئی تصادم نہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ حس صحیح اور عقل سلیم اور وحی کی معلومات میں تصادم ناممکن ہے۔ کیونکہ دو صحیح چیزیں ایک دوسرے کی ضد نہیں ہوتیں۔ اس لیے مذہب اور سائنس میں تصادم کا امکان ہی نہیں۔ دونوں کے دائرے الگ الگ ہیں۔ سائنس دائرہ مذہب تک پرواز ہی نہیں کر سکتی۔

اگر سائنس مذہب دشمنی کے انتقامی جذبہ کے تحت مذہبیات میں مداخلت کرنے لگے تو خود سائنس انسانیت کے لیے باطنی زہر بن کر انسانیت کی تباہی پر منتج ہوگی۔ جیسے دورِ حاضر کی سائنسی کج دماغی اور بے راہ روی سے ایسا ہو رہا ہے۔

لامارک کا نظریۂ ارتقاء

اور

چھ دلائل سے اس کی تردید

سب سے پہلے لامارک (LAMARCK) نے ثابت کیا کہ عملِ ارتقاء خارجی قوتوں کا اثر نہیں۔ بلکہ جب کسی نوع میں پر زور خواہش پیدا ہو جاتی ہے تو اس کے اندرونی مہیجات سے ارتقاء شروع ہو کر نشو و نما پاتی ہے۔ اس نے بچے کی مثال دی کہ پیدائش سے کچھ عرصہ بعد بچہ میں یہ خواہش جوش مارتی ہے کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی اپنے بڑوں کی طرح اپنے پیروں پر چلنے لگے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس میں یہ صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مختلف انواع نے درجہ بدرجہ نیچے سے اوپر تک بلند نوع کی شکل اختیار کی۔ اسی طرح اونٹ کی گردن پہلے دیگر حیوانات کی طرح چھوٹی تھی لیکن جب درختوں کے نیچے پتے حیوانات نے کھا لیے تو غذا کی ضرورت سے ان میں لمبی گردن ہونے کی خواہش پیدا ہوئی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ اس کی گردن لمبی ہو گئی۔

دلیل اوّل انسان کو ارتقائی مخلوق ماننے کی یہ توجیہ جو لامارک نے کی معقول کی بڑے سے زیادہ نہیں۔ ادنیٰ درجے کی مخلوق جماد ہے، پھر نبات پھر حیوان، پھر انسان ہے۔ جماد میں تو سرے سے خواہش ہی موجود نہیں کہ وہ ارتقا کا سبب بنے، نبات اور حیوان میں اگر کسی قسم کی خواہش موجود بھی ہے تو وہ اس قدر باشعور کہاں ہے کہ وہ کسی بلند نوع کی بلندی اور برتری کو معلوم کر کے اس کی پُرجوش خواہش کرے۔

دلیل دوم خواہش کے لیے تصوّر کامل کی ضرورت ہے۔ ہم آم کھانے کی خواہش یا گورنر بننے کی خواہش اس وقت کر سکتے ہیں کہ ہمیں آم اور گورنری کے متعلق پورا علم ہو، تصوّر ہو۔

دلیل سوم یہ کہ خواہش کے لیے اسبابِ ممکنہ کی ضرورت ہے جو پست درجہ کی نوع میں موجود نہیں تو وہ ایک بلند نوع کی طرف ارتقاء کی خواہش کیونکر کر سکتی ہے۔ جب کہ تکمیلِ خواہش کا سامان موجود نہ ہو کیا ایک بے تعلیم آدمی یہ خواہش کر سکتا ہے کہ وہ چیف انجنیئر یا سول سرجن بن جائے؟

اونٹ کی مثال میں اونٹ کے پاس گردن کی لمبائی کے لیے کیا اسباب تھے جو اس نے گردن لمبی ہونے کی خواہش کی؟ باقی بچے کی مثال میں ضعف سے قوت کی طرف انتقال خود بچے کی فطرت کا لازمی نتیجہ ہے کہ وہ فطرۃً بتدریج نشوونما پاتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس میں خواہش کا دخل نہیں۔ اگر خواہش نہ کرے جب بھی مقررہ وقت پر اپنے پاؤں سے چلے گا۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ادنیٰ نوع مثلاً حیوانِ مطلق سے انسان بن جانا۔

دلیل چہارم اگر حیوان کی کسی نوع کی خواہش کا نتیجہ ہو تو اس کو انسانی صورت، انسانی ڈھانچہ اور انسانی صفات و خصوصیات کا علم ہونا ضروری ہے لیکن اس وقت تو انسان وجود میں نہیں آیا تھا۔ تو اس نے انسانی حقیقت کو کیسے جانا کہ اس کی طرف ارتقاء کرنے کی خواہش اس میں پیدا ہوئی۔

دلیل پنجم پانچویں بات یہ ہے کہ انسانی کمالات اس پست نوع میں موجود نہیں تھی تو منفی سے مثبت کیسے وجود میں آیا۔ جب کہ صرف طبعی ارتقاء سے ایسا ہوا اور فاعل حکیم یعنی خالق کائنات کا عمل اس میں مؤثر نہیں تھا۔

دلیل ششم چھٹی بات یہ ہے کہ انسان بن جانے کے بعد ارتقاء کیوں رک گیا؟ اور اس سے آگے چل کر کسی اور اکمل نوع کی طرف ارتقاء کیوں نہیں ہوا؟ بلکہ یہ عمل ارتقائی مسلسل جاری رہنا چاہیئے۔ خواہ نمونہ موجود ہو یا نہ ہو۔

جماد کے وقت نبات نہ تھا۔ نبات کے وقت حیوان نہ تھا۔ حیوان مطلق کے وقت انسان نہ تھا اور درمیان میں کسی خالقِ حکیم کا دخل و عمل بھی نہ تھا تاکہ کچھ وقت تک ارتقائی عمل کرتا اور پھر اپنے ارادے سے اس کو بند کرتا۔ بلکہ یہ سب کچھ صرف طبعی رفتار سے ہوا تو انسان پر پہنچ کر کیوں ارتقائی عمل ختم ہوا؟

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈارون کا نظریۂ ارتقا اور اس کی تردید

ڈارون نے بھی عالمِ فطرت کی تخلیق کی توجیہ لامارک کے ارتقاء سے مختلف ہے۔ ڈارون نے اپنا ارتقاء تنازع للبقاء انتخاب طبعی اور بقاء اصلح کے اصول پر قائم کیا۔ اس کا دعوے ہے کہ فطرت صرف اسی نوع کو باقی رکھتی ہے جس میں بقاء کی صلاحیت ہو۔ باقی تمام انواع رفتہ رفتہ فنا ہو جاتی ہیں۔ اور فطرت انتخاب طبعی کے اصول کے تحت صرف انہیں انواع کا انتخاب کرتی ہے۔ جو اس معیار پر صحیح اتریں، باقی کو فنا کرتی ہے اور اسی نتیجہ کا نام بقاء اصلح ہے اور انواع کی باہمی کشمکش کا نام تنازع للبقاء ہے۔

اونٹ کی مثال کی اس نے یہ توجیہ کی ہے کہ لمبی گردن اونٹ کی خواہش کا نتیجہ نہیں بلکہ ابتداء میں دونوں قسم کے اونٹ موجود تھے۔ چھوٹی گردن والے بھی اور لمبی گردن والے بھی۔ دونوں میں تحصیل غذا کے لیے کشمکش رہی۔ جب نیچے کے پتے اونٹوں نے کھا کر صاف کر دیئے اور صرف بلند پتے رہ گئے۔ جس کو چھوٹی گردن والے اونٹ نہیں پہنچ سکتے تھے تو وہ سب بھوک سے فنا ہوئے اور اصلح یعنی لمبی گردن والے اونٹ رہ گئے پھر ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ جاری رہا جس سے فنا شدہ اونٹوں کی کمی پوری ہو گئی۔

یہ ہے نظریۂ ڈارون۔ جس کی بنایہ ہے کہ بے رحم فطرت صرف قوی کو باقی رکھتی ہے اور کمزور کو مٹا دیتی ہے۔ ارتقاء کا اصلی بانی لامارک ہے لیکن یورپ میں اس کا نظریہ مقبول نہ ہو سکا اور ڈارون کا نظریہ مقبول ہوا۔ اگرچہ انکارِ خدا اور مادی ارتقاء پر دونوں متفق تھے۔

وجہ یہ تھی کہ یورپ کے دورِ جدید میں کسی نظریہ کی مقبولیت معقولیت کی وجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہیں ہوتی۔ ان کے جذبات کی موافقت کی وجہ سے ہوئی ہے۔ چاہے وہ نظریہ کتنا ہی نامعقول ہو۔

چونکہ ڈارون کا نظریہ یورپ کے جنگجویانہ مزاج اور استعمار پرستانہ مذاق کے موافق تھا کہ کمزور کو مٹ جانا چاہیے اور صرف قوی کو تنازع للبقاء کے میدان میں رہنے کا حق ہے۔ اس لیے تمام اسکولوں اور کالجوں میں اس نظریے نے قبولِ تام حاصل کر لیا۔

اس سے پہلے یہ بھی معلوم ہوا کہ یورپ کی فکر عقل کم اور جذبات زیادہ ہے یورپ کی عقل کی روشنی اکثر جذبات اور مفادات کی تاریکیوں میں گم ہو جاتی ہے اور اصلی حقیقت کی طرف رسائی نہیں ہوتی۔

اب ہم ڈارون کے نظریہ پر تنقید کریں گے۔ جن چھ دلائل سے ہم نے لامارک کے ارتقاء کی تردید کی ہے۔ ان چھ دلائل سے ڈارون کے ارتقاء کی بھی تردید ہو سکتی ہے لیکن ہم ان چھ دلائل کے علاوہ اور دلائل پیش کرتے ہیں تاکہ ڈارون کے ارتقاء کی حقیقت معلوم ہو سکے۔

مارکس کا معاشی نظریہ بھی ڈارون کے نظریہ ارتقاء پر مبنی

نظریہ ڈارون کی تردید ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ڈارون کا نظریہ ہے کہ انسان کی تمام تبدیلی اور تمدن کے تمام انقلابات انسان کے خارجی ماحول کے تابع ہیں۔ دونوں کے نزدیک انسان اپنے ماحول سے مجبور ہے اور اس کا علاج اور تابع ہے [illegible] کے نزدیک انسان میں ارادہ نہیں۔

مارکس خود کہتا ہے کہ "انسان کے ارادے کی تشکیل خارجی

ڈارون کا نظریہ سبب معاشی حالات سے ہوتی ہے" ان دونوں کا مذہب [illegible] کہ وہ تقدیر کا قائل ہے اور وہ انسان کو عمل سے معطل کرتا ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ اس نے انسانی تبدیلیوں کو انسانی میلانات اور [illegible] کا نتیجہ تسلیم کیا تھا۔ لیکن ڈارون نے اسے ماحول سے مجبور قرار دیا۔

۲۔ ڈارون کے نظریہ بقاء اصلح میں ظالمانہ قوتوں کی حوصلہ افزائی ہے۔ مظلوم انسانوں کو بے سہارا اور بے یار و مددگار چھوڑنے کی ترغیب ہے جس سے انسان کی فطری اخلاقی رحم و شفقت علی الانسان کا خاتمہ ہوتا ہے اور یہ دنیا میں بدامنی کی ایک تحریک ہے۔

۳۔ ڈارونی نظریہ ارتقاء اور مارکسی نظریہ معاشی کے مطابق انسان محض عوامل اور معاشی حالات کا ایک مجبور کھلونا بن جاتا ہے اور انسان کے ارادہ اور عمل کے لیے کوئی میدان باقی نہیں رہتا۔ وہ اشرف المخلوقات ہونے کے [illegible] ماحول کا محکوم بن جاتا ہے اور [illegible] ان کو عالمی واقعات پر عالمیت اور تسخیری قوت حاصل ہے۔ وہ فنا ہو کر [illegible] کو ترقی اور تخلیقی سرگرمیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

۴۔ گزشتہ ۲ جنگوں نے ڈارونی اور مارکسی دونوں کے نظریات کو غلط ثابت کر دیا۔ ڈارون کا ارتقاء تو اس لیے غلط ثابت ہوا کہ گزشتہ صدی کی تعمیرات کو ان دونوں جنگوں نے مسمار کر دیا اور انسانی ارادے اور خواہشات نے ماحول کی بے معنی کو خاکستر بنا کر فنا کر دیا اور ارتقاء کو انحطاط میں تبدیل کر دیا اور مارکسی معاشی نظریہ کو اس لیے غلط ثابت کر دیا کہ ان دونوں جنگوں میں زیادہ نقصان مزدوروں کو پہنچا جو شہر کے کارخانوں میں کام کرتے تھے اور ہم باری زیادہ تر شہروں پر ہوتی۔ اور ان جنگوں سے [illegible] غربت اور افلاس میں اضافہ ہوا۔

[illegible] متحدہ [illegible] کی [illegible] میں درج ہے کہ:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"دنیا کی نصف آبادی فاقہ کشی اور بیماری میں مبتلا ہے۔"

۵۔ ارتقاء کے متعلق جارج برنارڈ شا لکھتا ہے۔

"کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ جس شخص نے انسانیت کے سامنے یاس و ناامیدی کی ایسی ہیبت ناک خلیج کھول دی۔ وہ ڈارون کا نظریہ ارتقاء ہے جس میں بھوک، موت، حماقت، ابلہی اتفاقات اور اسی نوع کی دیگر کورانہ قوتیں کام کر رہی ہیں۔

حیرت ہے کہ نہ تو اسے سنگسار کیا گیا۔ نہ انسانی نسل سے اس کی دشمنی پر اسے پھانسی دی گئی بلکہ الٹا اس کو دنیا کا نجات دہندہ اور ایک نئے عہد کا پیغمبر مانا گیا۔" دوسری جگہ لکھتا ہے۔

"ڈارون کا نظریہ اس لیے مقبول ہوا کہ ہر جماعت ایک قسم کی اغراض رکھتی تھی۔ یہ نظریہ ان اغراض کا موید تھا۔ جنگ کے حامیوں سے لے کر اشتراکیت پسندوں اور سرمایہ داروں تک نے اس کو پسند کیا۔ جنگ پسند اور سرمایہ داروں نے اس لیے پسند کیا کہ اس میں تنازع للبقاء اور بقائے اصلح کا تصور پیش کیا گیا اور اس نظریہ کی رو سے کمزوروں کو شکست اور بربادی اور طاقتور کی فتح مندی کو فطرت کا ایک ازلی قانون بنایا گیا اور "بنی آدم اعضاء یک دیگرند" کا توڑ اس میں موجود تھا۔ اشتراکیوں نے اپنے نظام کو بقاء اصلح سمجھا۔"

ان باتوں سے معلوم ہوا کہ فکر جدید والوں کی لغزشیں تمدنی مسائل کے حل میں کس قدر خطرناک ہیں۔

تمدنی مسائل کے حل میں انسانی فکر کی حماقت

پروفیسر ہکسلے لکھتے ہیں: "ہم اپنے شخصی تجربات کی چار دیواری میں اس طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محصور ہیں۔ کہ غیر شعوری طور سے اپنی ذاتی بصیرت کو معیارِ حق قرار دیتے ہیں سماجی انقلابات کی آدھی مصیبتیں ختم ہو جائیں گی۔ اگر ہم اس یقین سے دست بردار ہونے کے لیے تیار ہو جائیں کہ ہماری ذاتی رائے ہمیشہ صحیح ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ انسانی معلومات میں علت و معلول کی بابت سائینٹیفک زاویہ نگاہ حاصل کرنا اتنا ہی مشکل ہے جتنا عالمِ طبیعی میں اس کا حصول آسان ہے۔ کیونکہ اول الذکر کے متعلق ہماری رائے اور فیصلے میں وہ سارے جذبات و تعصّبات دخیل ہو جاتے ہیں جن سے نجات حاصل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ یہ جذبات و تعصبات ان مفروضات اور اصولِ موضوعہ کے انتخاب میں ہماری نظر کو متاثر کرتے ہیں۔ جن پر ہم اپنے نتائج کی بنیاد رکھتے ہیں طبیعات اور کیمیا میں تو ہماری عقل ناطرف داری اور انصاف پسند بنتی ہے۔ لیکن اضافی امور اور معاملات میں اس ناطرف داری اور انصاف کا دسواں حصّہ بھی باقی نہیں رہتا۔"

اشتراکیت اور اسلام صدیقی ص ۲۹۸ تا ص ۳۰۰

ماوراء الطبیعیات اور نہایت لطیف حقائق کے متعلق فکرِ جدید کی نارسائی

گزشتہ تحریرات سے یہ ثابت ہوا کہ انسان محسوس اور غیر لطیف ہونے کے باوجود فکرِ جدید کو ان کے معاملات میں حقیقت تک رسائی نہ ہو سکی اور غلط افکار کی وجہ سے انسانیت کو مبتلائے مصائب کر دیا۔ جو ہدایات ربانی سے انحراف کا نتیجہ ہے۔

اب ماوراء الطبیعیات مثلاً خدا، ملائکہ، رسالت، آخرت وغیرہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی کے مسائل سے متعلق اس کی بے چارگی تو انسانیات کے مسائل کی نسبت زیادہ واضح اور نمایاں ہیں اور انسان اس سلسلے میں صرف ہدایات ربانی اور الہامات خدائی کا محتاج ہے۔

جن فلاسفہ مغرب نے خدا اور مذکورہ دینی حقائق سے انکار کیا جیسے برٹرینڈ رسل اس انکار کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ ہم ان اشیاء کو نہیں جانتے گویا لاعلمی کا اظہار کرتے ہیں۔ نہ یہ کہ ان دینی حقائق کا نہ ہونا ان کو معلوم ہے۔

۱:۔ الکلام میں نمبر فلاریاں فرانسیسی کا یہ قول منقول ہے کہ:

"تمام فلاسفہ مغرب اس بات کے سمجھنے سے عاجز ہیں کہ وجود کیونکر متحقق ہوا اور کس نے کیونکر ترقی کی۔ لہٰذا ہم اس پر مجبور ہیں کہ ایک ازلی ابدی خالق کا اقرار کریں۔"

۲:۔ فونسل انسائیکلوپیڈیا میں لکھتے ہیں کہ:

"مقصد الطبیعیات قسم خالق ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اللہ اور خالق کائنات کا وجود بدیہی ہے۔"

۳:۔ پلوٹارک ایزک نیوٹن کہتا ہے کہ:

"عالم کی موجودہ ترتیب ایک خدائے علیم و قدیر کے بغیر ناممکن ہے۔"

۴:۔ ہربرٹ سپنسر کہتا ہے کہ:

"یہ ضروری ہے کہ انسان کے اوپر ایک ازلی ابدی قوت خداوندی موجود ہے۔"

باقی امور کا علم بھی فکر جدید کے دائرے سے اس لیے خارج ہے کہ انسان کے محسوس کیفیات اور معاملات سے جب فکر جدید خارج ہے اس لیے کہ وہ مادی تجربے کے دائرے سے خارج ہیں تو [illegible]

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسانی آخرت، حسن، قبیح، اعمالِ انسانی تکسان کی رسائی کیونکر ممکن ہو سکتی

انسانی اعمال کے متعلق پارلیمنٹوں میں مفکرین جدید کے فیصلے روز بروز بدلتے ہیں۔ کبھی آزادیٔ تجارت کا قانون پاس ہوتا ہے۔ جب اس میں خامی نظر آتی ہے تو پابندی لگا دیتے ہیں۔ کبھی شراب نوشی کی آزادی کا قانون بنتا ہے۔ لیکن جب شراب کی مضرتیں نمایاں ہوئیں تو ۱۹۳۷ء میں امریکہ نے بندشِ شراب کے قانون کو نافذ کرنا چاہا۔ لیکن شراب کے عادی عوام کے آگے ان کی بات نہ چل سکی۔ کبھی طلاق کی بندش کا قانون پاس کیا گیا اور اسلام پر قانونِ جوازِ طلاق کی وجہ سے اعتراض کرتے رہے۔ لیکن جب ازدواجی حالات نے ان کو مجبور کیا تو جوازِ طلاق کا قانون پاس کیا گیا۔

اسی طرح انسانی معاملات کے متعلق روز قوانین بنتے ہیں اور تجربے کے بعد توڑے جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے علم الحیات کے مشہور ماہر ڈاکٹر الائیڈ مارگن نے لکھا ہے کہ:

انسانی ارتقاء کی توجیہ ممکن نہیں تاوقتیکہ اصلی تخلیقی یعنی خالقِ کائنات کا اقرار نہ کیا جائے۔ اگر ارتقاء طبعی بھی ہو تو سوال یہ ہوگا کہ ارتقاء کا تقاضا کہاں سے آیا؟ پھر ارتقاء ایک سیڑھی ہے اور ہر سیڑھی پر چڑھنے کے لیے ایک منزل مقصود کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ارتقاء سیڑھی کی طرح بالذات مقصود نہیں منزلِ مقصود تک پہنچنے کے لیے مقصود ہے جو ذات رب العالمین ہے۔

نفسیات کی مشکل کا حل علم الحیات میں ہوتا ہے اور علم الحیات کے غوامض کا حل علم النفسیات میں اور علم النفسیات کے دقائق کا حل علم التعلیل والتحلیل میں ہے اور پھر علم التعلیل کے غوامض کا حل مقامِ روحانیات اور الہامات الہیہ میں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ گزشتہ دو سو سال میں فکر جدید نے مادہ کے متعلق جو طے کیا تھا اس کو جدید دریافت نے توڑ دیا کہ مادہ سالمات اور ایٹم نہیں بلکہ برق پارے ہیں۔ اس کے بعد یہ دریافت ہوا کہ مادہ برق پارے نہیں بلکہ صرف قوت کا نام ہے جس کی صحیح تعبیر نور ہے تو معاملہ خارجیت اور جزئیت سے ذہنیت اور کلیت تک پہنچا۔" (غبار خاطر ص ۱۴۹)

حقیقت یہ ہے کہ علم الطبیعیات اور محسوسات عقل کی راہنمائی کے لیے وحی کی ضرورت کے لیے جس طرح دو قسم کی روشنیوں کی ضرورت ہے۔ ایک داخلی روشنی جو آنکھ میں ہے اور ایک خارجی روشنی جو انسانی وجود سے باہر ہے جو عالم بالا سے تعلق رکھتی ہے۔

اگر آدمی اندھا ہو تو بھی محسوسات مادیات اور طبیعیاتی تجربات سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا تاوقتیکہ اس کی آنکھ یہ روشنی موجود نہ ہو لیکن اس روشنی کے باوجود اگر سماوی روشنی مثلاً سورج یا اس کا قائم مقام بجلی وغیرہ جس کا وجود بھی دراصل سمای اور قدرتی ہے موجود نہ ہو، تب بھی مادی نظریات کی دریافت ممکن نہیں۔

اسی طرح انسانیات ماوراء الطبیعیات امور مثلاً خدا، نبوت، ملائکہ، آخرت مجازاۃ اعمال انسانی اعمال کے حسن و قبح اور اس کے دنیوی اور آخری نتائج و آثار کے لیے بھی دو نور اور روشنیاں ضروری ہیں، داخلی جو عقل خداداد ہے اور دوم خارجی روشنی جو وحی والہام ربانی ہے تاکہ عقل وحی کی روشنی میں لطیف اور غیر مادی حقائق کو دریافت کر سکے۔

مادیات کم درجے کی چیزیں ہیں۔ ان کے لیے جب دو روشنیوں کا انتظام فطرت کی طرف سے کر دیا گیا ہے تو یہ ممکن نہیں کہ ماوراء الطبیعیات کے لیے جو مادیات سے زیادہ پوشیدہ غامض اور مشکل حقائق ہیں ان کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے عقل کے علاوہ خارجی روشنی یعنی وحی کی روشنی کے ذریعہ انتظام نہ کیا گیا ہو۔

یہ انتظام سلسلہ وحی وانبیاء سے کیا گیا اور آخری جامع اور اکمل روشنی وحی قرآنی کی شکل میں ابد تک کے لیے محفوظ کر دی گئی۔

بقولِ اقبال مرحوم ؎

آں کتابِ زندہ قرآنِ حکیم — حکمتِ اولا یزال است و قدیم
صد جہانِ تازہ در آیاتِ اوست — عصرہا پیچیدہ در آفاتِ اوست

تمت بالخیر

Jamia-Tul-Uloom-il-Islamia
Zargari Konat Pakistan

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کتابیات

نقاد لاہور جولائی ۱۹۵۳ء

زمیندار ۴ فروری ۱۹۳۱ء

میزان کوئٹہ ۱۷ جولائی ۱۹۵۲ء ایضاً

امروز ۳۰ جون ۱۹۵۳ء ایضاً

پیسہ اخبار لکھنؤ ۳ مئی ۱۹۳۷ء، ۲۰ مئی ۱۹۲۰ء

۵ فروری ۱۹۲۶ء

انجام ۳ اگست ۱۹۵۰ء، ۱۰ فروری ۱۹۵۵ء

۱۸ مئی ۱۹۵۳ء، ۱۰ مئی فروری ۱۹۵۵ء

۵ دسمبر ۱۹۵۲ء ایضاً

نوائے وقت ۳۰ دسمبر ۱۹۵۸ء، ۲۰ نومبر ۱۹۶۰ء ایضاً، ۲۰ دسمبر ۱۹۶۵ء ایضاً

کوثر ۱۵ اپریل ۱۹۵۵ء

نوائے وقت لاہور ۱۰ اکتوبر ۱۹۴۵ء

۲۰ اگست ۱۹۵۳ء، ۱۰ مئی ۱۹۵۵ء

۲۲ جولائی ۱۹۵۵ء، ۳ جنوری ۱۹۵۵ء

۲۰ دسمبر ۱۹۵۵ء، ۱۲ اپریل ۱۹۵۵ء

۱۵ دسمبر کوئٹہ ۲۰ مئی ۱۹۵۵ء

۲ جنوری ۱۹۵۳ء، ۲۰ دسمبر ۱۹۵۵ء

رپورٹ از رسالہ فریڈم فرسٹ ایضاً ۲۰ دسمبر ۵۵ء

صدق جدید ۳۰ دسمبر ۱۹۵۲ء، ۲ جنوری ۱۹۵۶ء

لندن ٹائمز ۲۶ دسمبر ۱۹۵۵ء

الحق اکوڑہ خٹک اگست ۱۹۶۷ء

ترجمان اسلام لاہور ۲ اپریل ۱۹۶۱ء

روزنامہ شرق پشاور ایڈیشن ۱۹ اپریل ۱۹۸۳ء

بخاری الجامع الصحیح

المقتطف مصر نومبر ۱۹۳۰ء

ڈیلی ہیرلڈ

سندھ ایکسپریس پاکپٹن

الجواہر خنطاوی ص ۱۲۹ ج ۲، ایضاً

الجواب الفصیح لما نقلہ عبد المسیح

علی کے معاشی نظریات ص ۵

جارج سیل کی معاشیات ص ۸۰۵

راس کیپٹل از مارکس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرمایہ دار اور اشتراکیت ایضاً ص۱۵
واٹ کمیونزم ۔ انجیلز ص۱۵
اشتراکیت اور اسلام از مسعود عالم ندوی
مارکس سوشلزم نمبر ۱۹۲ ایضاً از ص
۲۷ تا ص۲۸۴
مینوفیسٹو کی تشریح دفعہ ۵ از ص مینوفیسٹو
ڈگلس ہائیڈ ترجمان کمیونسٹ پارٹی
لال کتاب از ماؤزے تنگ
سوشلزم مطبوعہ ۱۹۶۷ء ایضاً ص۴۹
مارکسزم نمبر ص ۱۰۰
پراودا ۲۶ جولائی ۱۹۵۸ء
ڈیلی ٹائمز ص۲۱، ص۲۲
تن بات باؤ ہانگ کانگ از نومبر ۱۹۶۷ء
ایشیا لاہور ۲۴ دسمبر ۱۹۶۷ء
انسائیکلوپیڈیا از فونتلے
فتح القدیر باب اُحکام
مغنی ابن قدامہ ج۶ ص۱۲ ایضاً
النعلو ج۱ ص۱۵۸

نہایۃ علی الہدایہ ج۲ ص۳۵۲
ابن ماجہ، ہدایہ، کتاب الفرائض، پوسٹ
عارشرح ہدایہ
از لیعی علی البدایہ ج۴ ص۳۵
فتح القدیر ص۱۵۵
بیہقی صدشہ ایضاً
روح المعانی تفسیر ایضاً ج۲۶ ص۱۲۶
طلل وانعل
قانون روما القانونات التشریعیۃ ابن
القوانین الوضیعۃ المدنیۃ والتشریع
الاسلامی ۔
ت قانون فرنچ ص۲ ایضاً
۱۷۶۸۵۸ لڈوسی ۔
عورت کی معاشی رپورٹ
مصدر ج ایضاً ص۱۳
انسٹرا ص۲۹۵ تا ص۲۹۶
ص۲۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شخصیات

نمبر شمار	اسماء	نمبر شمار	اسماء
۱	چرچل سابق وزیر اعظم برطانیہ	۱۸	دیب مصنف واٹ کمیونزم
۲	ملکہ الزبتھ	۱۹	مسعود عالم ندوی
۳	کینیڈی صدر امریکہ	۲۰	والیٹر
۴	معاویہ حضرتؓ	۲۱	ماؤزے تنگ چینی صدر
۵	شوپن ہار اطانوی	۲۲	نورالدین زنگی
۶	کارل مارکس پ ۱۸۱۸ء جرمنی	۲۳	ایم وائی اشتراک
۷	لینن	۲۴	شوپن ہار
۸	آئن سٹائن موجد ایٹم بم	۲۵	ولپوٹمارک ریزک نیوٹن
۹	پولوس یہودی	۲۶	ہربرٹ سپنسر
۱۰	افلاطون	۲۷	فیملی فلاریان
۱۱	جارج سول	۲۸	فونتل
۱۲	ارسطو	۲۹	ابن حزم مؤلف المعلی
۱۳	ہیگل استاد مارکس	۳۰	علی حضرتؓ
۱۴	کستورا بھائی لال جی	۳۱	ابوعبیدہ بن الجراحؓ
۱۵	اسٹالین	۳۲	ابوسعیدؓ
۱۶	علامہ اقبال	۳۳	عمرؓ حضرت
۱۷	عالمگیر سلطان	۳۴	عبیداللہ سندھی مولانا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	اسماء	نمبر شمار	اسماء
۳۵	مجاہدؒ ابن عباسؓ	۴۹	امبدوقلس
۳۶	انس حضرت	۵۰	ویمو قراطیس
۳۷	اکبر الہ آبادی	۵۱	انکساغورس
۳۸	ہلاکو	۵۲	برونا غور
۳۹	چنگیز	۵۳	سقراط
۴۰	احمد عبداللہ مسدوسی	۵۴	مولینا روم
۴۱	امیر شکیب ارسلان	۵۵	سید عبداللہ
۴۲	شہرستانی مصنف الملل والنحل	۵۶	لڈوسی
۴۳	وظالیس	۵۷	لامارک LAMARC
۴۴	فیثاغورث	۵۸	ڈارون
۴۵	اکرنوفت	۵۹	جارج برنارڈ شا
۴۶	ارمیندس	۶۰	لائیڈ مارگن ڈاکٹر
۴۷	میسوس		
۴۸	برقلیط		

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جمعیت اہلحدیث کے سرپرست شیخ الحدیث علامہ شمس الحق افغانی مدظلہ العالی کا ایک خط بنام راقم ادارہ

محترم جناب مولانا نصیب علی شاد صاحب

مورخہ ۱۹ ذوالقعدہ ۱۴۰۰ھ بمطابق ۲ اکتوبر ۱۹۸۰ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بعد از سلام مسنون آپ کا مکتوب پڑھکر خوشی ہوئی کہ آپ حضرات کے زیر نگرانی جامعۃ العلوم الاسلامیہ میں تصنیف و تالیف کا کام کر رہا ہے اس سلسلے میں میری رائے یہ ہے کہ مذکورہ شعبہ کو خالصتاً علمی خطوط پر چلایا جائے اور کسی دوسرے اداروں کی طرح محض نمائشی بنیاد پر استوار نہ ہو۔ ہمیشہ یہ خیال رہے کہ عوام الناس کو اہم موضوعات پر سستے داموں کتابیں میسر ہو اور ان موضوعات کو اولیت دی جائے جن کی فی الوقت اشد ضرورت ہو۔ آپ نے میری تصنیف "سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا تقابلی معاشی نظام سے موازنہ" کا انتخاب کیا ہے۔ میری طرف سے چھپوانے کی اجازت کر دینے کی لیکن اجازت سے گزارش صرف اس [illegible] خیال رکھا جائے خاص کر دو مسئلہ [illegible] فہم اور معمولی ہو اور عقیدتاً [illegible] تحریر سے محفوظ نہ ہو۔ فقط والسلام

محمد شمس الحق افغانی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جامعہ علوم اسلامیہ

ایک طائرانہ نظر

جامعہ علوم اسلامیہ نرگری پاکستان کا ایک مشہور دینی تعلیمی درسگاہ ہے جس کا مقصد وحید امت مسلمہ کو جہالت و لادینیت کے سیلاب سے بچا کر انہیں قرآن و سنت کی روشنی میں اسلامی تعلیمات سے روشناس کرانا ہے جامعہ علوم کا قیام ۱۹۶۰ء میں علاقے کے مشہور عالم دین مولانا سید جلال الدین کے کاوشوں سے عمل میں لایا گیا۔

بلند مقاصد اعلیٰ نصب العین اور اخلاص کی بنیاد سے ادارہ نے بہت کم عرصہ میں ایک جامعہ کی شکل اختیار کی جس کے خدمات کا سلسلہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ خلیج عرب تک پھیلا ہوا ہے۔ جامعہ علوم اسلامیہ کا نصاب اکابر کے ارشادات کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے ایک اہم حصہ جامعہ دیوبند الاسلامیہ اور ان کے تابع تنظیم وفاق المدارس کا رکھا جاتا ہے جامعہ کی تعلیمی نصاب عصر حاضر کے اسلامی تقاضوں کو پورا کرنے کی حامل ہے اور یہی وجہ ہے کہ بعض علم دوست حضرات نے اسے پاکستان کا ندوۃ العلماء سے تعبیر کرتے ہیں جامعہ علوم اسلامیہ متعدد شعبہ جات پر مشتمل ہے جن میں کلیۃ الدراسات الاسلامیہ [illegible] پر مشتمل ہے جہاں سے اساتذہ کی تربیت کی جاتی ہے تین مرحلہ پر تعلیم ہے [illegible] کے پیش نظر [illegible] اسلامی تحقیق و اشاعت کے لیے [illegible] کا قیام

www.KitaboSunnat.com

عمل میں لایا گیا ہے جسمیں جدید موضوعات پر اہل علم حضرات کو تحقیق کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ تبلیغی بنیاد پر اہم کتابوں کی اشاعت کا کام بھی ہوتا ہے۔ جامعہ کو عرب ممالک کے مختلف تعلیمی اداروں بالخصوص جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ اور معہد الدینی قطر سے تعلیمی روابط و استفادہ کا شرف حاصل ہے

مفکر اسلام مولانا مفتی محمود حضرت درخواستی مولانا عبدالرحمٰن طاہر سورتی، مولانا منظور احمد چنیوٹی، مولانا محمد عبداللہ صاحب اسلام آباد نے خود جامعہ ھذا کا معائنہ اور سرپرستی فرمائی ہے جبکہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد وفاقی وزارت تعلیم پاکستان مکتب الدعوۃ الاسلامیہ سعودی عرب، وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیۃ کویت، وزارۃ العدل والاوقاف والشؤن الدینیہ قطر ومتحدہ عرب امارات وزارۃ التعلیم والتربیۃ قطر نے جامعہ کے دینی و تعلیمی خدمات کا اعتراف کیا ہے جامعہ ھذا زیر تعلیم طلبہ کے قیام طعام علاج روشنی وغیرہ اہم اخراجات کا ذمہ دار ہے ارکانِ جامعہ نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ بانی دارالعلوم دیوبند حجۃ الاسلام مولانا نانوتوی کے حسب ارشاد حکومت کا کوئی متقل امداد قبول نہیں کرے گا جامعہ کے جملہ اخراجات عامۃ المسلمین کے تعاون سے پورے کئے جاتے ہیں ان اہم مقاصد میں کامیابی کے لیے مسلمان بھائیوں سے تعاون کی اپیل ہے۔

ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز

از دفتر اہتمام وانتظام جامعہ علوم اسلامیہ
زرگری ضلع کوہاٹ سرحد پاکستان

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹... جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور
...023502...
www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ